اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء کے حالات و واقعات پر مشتمل مستند کتاب

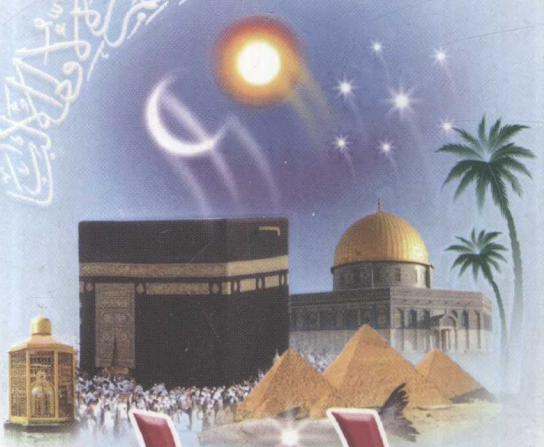

حیاتِ انبیاء علیہم السلام

محمود احمد غضنفر

www.KitaboSunnat.com

نعمانی کتب خانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء کے حالات و واقعات پر مشتمل مستند کتاب

حیاتِ انبیاء علیہم السلام

تالیف

ڈاکٹر ضیاء محمود احمد غضنفر حفظہ اللہ

www.KitaboSunnat.com

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

7321865

Web: nomanibooks.com, E-Mail: nomania2000@hotmail.com

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حیاتِ انبیاء

جملہ حقوق بحق نعمانی کتب خانہ محفوظ ہیں

نام کتاب

حیاتِ انبیاء علیہم السلام

تالیف	ڈاکٹر ضیاء محمود احمد غضنفر
نظرِ ثانی	محمد یونس بن محمد افضل حفظہ اللہ
ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ	ابحر خلیل
تاریخ اشاعت	اپریل ۲۰۰۸ء
مطبوعہ	ایس ٹی این پرنٹرز لاہور
ناشر	نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

COPY RIGHT *(All rights reserved)*

Exclusive rights by Nomani Kutab Khana Lahore Pakistan. No part of this publication may be translated, reproduced, distributed in any form or by any means or stored in a data base retrieval system, without the prior written permission of the publisher.

NOMANI KUTAB KHANA
Haq Street Urdu Bazar, Lahore-Pakistan Tel: 7321865
E-Mail: nomania2000@hotmail.com

حرفے چند

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ وأصحابہ أجمعین

انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے وہ برگزیدہ بندے ہیں جنہیں روئے زمین پر لوگوں کی راہنمائی کے لئے منتخب کیا گیا انہوں نے اپنی اپنی قوم کو راہ راست پر لانے کے لئے دن رات محنت کی۔

قرآن مجید میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے حوالے سے تفصیلات بیان کی ہیں۔ میں نے یہ ادنیٰ سی کوشش کی ہے کہ جن انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ قرآن مجید کے مختلف مقامات میں کیا گیا ہے، ان کے حالاتِ زندگی مربوط انداز میں قارئین کرام کی خدمت میں پیش کئے جائیں۔ ہر نبی کا تذکرہ قرآن مجید میں ایک جگہ پر نہیں کیا گیا بلکہ (ہر نبی کا تذکرہ) مختلف مقامات پر حالات وواقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں کوشش یہ کی گئی ہے کہ ہر نبی کے حالات کے ضمن میں تمام مقامات کو ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا گیا ہے حالات وواقعات کو مربوط بنانے کے لئے دیگر تاریخی مستند کتابوں سے بھی

مدد لی گئی ہے۔

میری یہ دیرینہ خواہش تھی کہ اس انداز میں انبیاء علیہم السلام کے حالات زندگی مرتب کئے جائیں کہ ایک ہی جگہ سب حالات نظروں کے سامنے آجائیں۔ اس میں کس قدر کامیابی ہوئی ہے یہ تو قارئین کرام ہی بخوبی اندازہ کرسکیں گے۔ اگر یہ اسلوب پسند آئے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہے۔ اس کی رحمت اور توفیق کے بغیر کوئی بھی تخلیقی کام پایہ تکمیل کو نہیں پہنچتا۔ یہ کسی کا کمال نہیں محض اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔

حیات انبیاء علیہم السلام کو زیر طباعت سے آراستہ کرنے کی سعادت نعمانی کتب خانہ کے حصے میں آئی ہے۔ محترم جناب ضیاء الحق نعمانی صاحب اپنے روایتی معیار کو برقرار رکھتے ہوئے اس کتاب کو اعلیٰ، عمدہ اور نفیس انداز میں شائع کرنے کا اہتمام کریں گے۔ انشاء اللہ

قارئین کرام کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ اپنی مخلصانہ دعاؤں میں مجھے اور میرے والدین اور اہل خانہ کو یاد رکھیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری دنیا وآخرت بہتر بنادے آمین!
وصلی اللہ علی النبی محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم!

ابوضیاء محمود احمد غضنفر عفی عنہ
اگست ۲۰۰۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

ذات ہے رحمان تیری اے رحیم
ابتداء کرتا ہوں تیرے نام سے

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۭ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۝ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ ((النساء ۱۶۳۔۱۶۵))

اے محمد ﷺ ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی ہے جیسے نوح علیہ السلام اور ان کے بعد والے انبیاء علیہم السلام کی طرف کی تھی۔ نیز ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان علیہم السلام کی طرف وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی تھی اور کچھ رسول تو ایسے ہیں جن کا حال بیان کیا ہم نے آپ سے اور کچھ ایسے ہیں جن کا حال ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے بول کر کلام کیا۔ یہ سب رسول خوش خبری سنانے والے اور ڈرانے والے تھے۔ تاکہ ان رسولوں کے آنے کے بعد لوگوں کے لیے اللہ پر کوئی حجت نہ رہے اور اللہ بڑا زبردست اور حکمت والا ہے۔

تالیفات وتراجم

(۱) حیات صحابہ رضی اللہ عنہم کے درخشاں پہلو
(۲) حیات تابعین کے درخشاں پہلو
(۳) جرنیل صحابہ رضی اللہ عنہم
(۴) حکمران صحابہ رضی اللہ عنہم
(۵) جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم
(۶) ضیاء الکلام شرح عمدۃ الأحکام
(۷) نبیوں کے قصے
(۸) عمدۃ الاحکام مترجم
(۹) عہد تابعین کی جلیل القدر خواتین
(۱۰) فقہائے مدینہ
(۱۱) نساء الانبیاء
(۱۲) حیات صحابیات رضی اللہ عنہن
(۱۳) حیات انبیاء علیہم السلام
(۱۴) صحابیات طیبات رضی اللہ عنہن
(۱۵) ضیاء الاسلام من کتاب الالمام
(۱۶) احادیث قدسیہ
(۱۷) اصول دین
(۱۸) احادیث الجہاد
(۱۹) دعوت الی اللہ اور مبلغین کے اوصاف
(۲۰) حج وعمرہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)
(۲۱) شمائل محمدیہ
(۲۲) کتاب الکبائر
(۲۳) صحابیات مبشرات رضی اللہ عنہن
(۲۴) قصص النساء
(۲۵) گلشن رسالت کی مہکتی کلیاں رضی اللہ عنہن
(۲۶) رمضان ماہ غفران
(۲۷) مبشر صحابہؓ
(۲۸) سمیر المومنات
(۲۹) خواتین اہل بیت
(۳۰) شہسوار صحابہ رضی اللہ عنہم

آئیے دیکھیں

انبیائے کرام	ولادت سہ تخمینی قبل مسیح	تخمینی عمر	وفات سہ تخمینی ق م
سیدنا آدم علیہ السلام کی ولادت	۳۰۰۰۰ سال	۹۵۰ سال	۲۹۰۰۰ سال
سیدنا ادریس علیہ السلام	۲۰۷۴۰ سال	۸۳ سال	۲۰۶۵۷ سال
سیدنا نوح علیہ السلام	۱۶۱۱۰ سال	۹۵۰ سال	۱۵۱۶۰ سال
سیدنا ھود علیہ السلام	۱۱۴۸۰ سال	۱۵۰ سال	۱۱۳۳۰ سال
سیدنا صالح علیہ السلام	۶۸۵۰ سال	۵۸ سال	۶۷۸۲ سال
سیدنا ابراہیم علیہ السلام	۲۲۲۲ سال	۱۷۵ سال	۲۰۴۷ سال
سیدنا اسماعیل علیہ السلام	۲۱۳۶ سال	۱۳۷ سال	۱۹۹۹ سال
سیدنا اسحاق علیہ السلام	۲۱۲۲ سال	۱۸۰ سال	۱۹۴۲ سال
سیدنا لوط علیہ السلام	۱۲۷۵ سال	۱۷۵ سال	۲۰۰۰ سال
سیدنا شعیب علیہ السلام	تبلیغ دین کا تخمینی زمانہ ۱۶۰۰ ق م ہے۔		
سیدنا یعقوب علیہ السلام	۲۰۵۲ سال	۱۴۷ سال	۱۹۰۵ سال
سیدنا یوسف علیہ السلام	۱۹۰۶ سال	۱۱۰ سال	۱۷۹۶ سال
سیدنا ایوب علیہ السلام	تبلیغ دین کا تخمینی زمانہ ۱۶۰۰ ق م ہے۔		

انبیائے کرام	ولادت سہ تخمینی قبل مسیح	تخمینی عمر	وفات سہ تخمینی ق م
سیدنا ذوالکفل علیہ السلام	تبلیغ دین کا تخمینی زمانہ ۱۶۰۰ ق م ہے۔		
سیدنا یونس علیہ السلام	درمیانی عرصہ میں مبعوث ہوئے۔		
سیدنا موسیٰ علیہ السلام	۱۵۷۱ سال	۱۲۰ سال	۱۴۵۱ سال
سیدنا یوشع بن نون علیہ السلام	درمیانی عرصہ میں مبعوث ہوئے۔		
سیدنا الیاس علیہ السلام	درمیانی عرصہ میں مبعوث ہوئے۔		
سیدنا داؤد علیہ السلام	۱۰۳۵ سال	۷۰ سال	۹۶۵ سال
سیدنا سلیمان بن داؤد علیہ السلام	۹۵۰ سال	۵۳ سال	۸۹۷ سال
سیدنا زکریا علیہ السلام	۱۰۰ سال	۱۲۰ سال	یہودیوں نے ۲۰ء میں شہید کیا۔
سیدنا یحییٰ علیہ السلام	۱ سال	۱۹ سال	یہودیوں نے ۲۰ء میں شہید کیا۔
سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام	آغاز سہ عیسوی	۳۳ سال	زندہ آسمان پر اٹھا لیے گئے
خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۹ ربیع الاول ۵۲ سال قبل ہجرت ۲۰ اپریل ۵۷۱ء	۶۳ سال	۷ جون ۶۳۲ء

﴿ بحوالہ نشاناتِ ارضِ قرآن ﴾

آئیے دیکھیں

پیش لفظ 5

تالیفات وتراجم 6

حرفے چند 7

سیدنا آدم علیہ السلام 17

سیدنا ادریس علیہ السلام 47

سیدنا نوح علیہ السلام 51

سیدنا ھود علیہ السلام 79

سیدنا صالح علیہ السلام 101

سیدنا ابراہیم علیہ السلام 124

سیدنا اسماعیل علیہ السلام 157

سیدنا اسحاق علیہ السلام 181

سیدنا لوط علیہ السلام 191

سیدنا شعیب علیہ السلام 209

سیدنا یعقوب علیہ السلام 227

سیدنا یوسف علیہ السلام 235

سیدنا ایوب علیہ السلام 271

سیدنا ذوالکفل علیہ السلام 281

سیدنا یونس علیہ السلام 285

سیدنا موسیٰ علیہ السلام 297

سیدنا یوشع بن نون علیہ السلام 385

سیدنا الیاس علیہ السلام 391

سیدنا داؤد علیہ السلام 393

سیدنا سلیمان بن داؤد علیہما السلام 409

سیدنا زکریا علیہ السلام 429

سیدنا یحییٰ علیہ السلام 439

سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام 451

جبل الصفا

جبل طور

گنبد صخرہ

غار ولادت عیسیٰؑ

عیون موسیٰؑ

صخرہ تلاوت داؤدؑ

عیسیٰؑ کی عبادت گاہ

(۱۲) انطاکیہ ۳۰ ق م میں سلسوکس نے بسایا تھا عیسائی مذہب کا ایک بڑا مرکز رہا۔ یہیں مسیحی اور مسیحت کے الفاظ بنے۔

(۱۳) نہایت پرانی آبادی ہے جہاں ۷ ہزار ق م کا قدیم پتھر کے زمانے کا تمدن پایا گیا ہے۔ بیت المقدس (الی المسجد الاقصا۔ مسجد اقصیٰ کا مقام جس کا ذکر معراج کے واقعے میں مشہور ہے۔ سیدنا داؤد اور سیدنا سلیمان علیہما السلام کا صدر مقام تھا)۔

(۱۴) (الف) بعض محققین کا خیال ہے کہ اصحاب کہف کا واقعہ اس جگہ رونما ہوا تھا۔

(۱۵) (ب) قوم لوط کی بستیاں سدوم، عمورہ وغیرہ بداعمالیوں یعنی غیر فطری شہوت رانیوں کی وجہ سے بحیرہ میت/ مردار/ لوط Dead Sea میں عذاب الٰہی سے ڈبو دی گئیں۔

(۱۶) من و سلویٰ اس میدان میں بنی اسرائیل پر اترا تھا۔

(۱۷) بقعۃ المبارکہ: وہ جگہ جہاں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ایک درخت سے آواز آئی تھی۔
حورب: عصائے موسیٰ سے بارہ چشمے حورب پہاڑی پر ہی پھوٹے تھے۔

(۱۸) مجمع البحرین۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے کہا تھا کہ میں چلتے چلتے اس مقام پر پہنچ جاؤں گا جہاں دو دریا ملتے ہیں۔

(۱۹) قوم مدین جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تیسری بیوی قطورہ کی اولاد تھی گمراہ ہوئی تو سیدنا شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے۔

(۲۰) قوم ثمود اور بعد میں انباط اس جگہ آئیں، دونوں قومیں چٹان کاٹ کر مکان بنانے میں ماہر تھیں۔ آج بھی وہ مکانات موجود ہیں۔ قوم ثمود کی ہدایت کے لیے سیدنا صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے۔

(۲۱) ۲ھ میں حق و باطل کا پہلا معرکہ بدر یہیں ہوا۔ مسلمانوں کا عدوۃ الدنیا نامی اور مشرکین کا پڑاؤ عدوۃ القصویٰ نامی پہاڑ پر تھا۔

(۲۲) ۶ھ میں نبی کریم ﷺ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مکے میں شہید کیے جانے کی (غلط) خبر پا کر ایک درخت کے نیچے صحابہ سے بیعت لی تھی۔ بطن مکہ سے مراد حدیبیہ ہے۔

(۲۳) وہ پہاڑ جس کے ایک غار میں ہجرت کے وقت نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تین دن قیام فرمایا تھا۔ "ثانی اثنین اذ هما في الغار" میں اسی طرف اشارہ ہے۔

(۲۴) مشرکین طنزیہ کہا کرتے تھے کہ قرآن نازل ہونا تھا تو ہمارے دو شہروں (مکہ اور طائف) کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ نازل ہوا۔

(۲۵) چھٹی صدی عیسوی کے اوائل میں یہودی بادشاہ زدتواس (ف ۵۳۵ء) نے علاقہ نجران کے بہت سے راسخ العقیدہ عیسائیوں کو ایک آگ کے گڑھے میں زندہ جلایا تھا۔ قرآن میں زدتواس اور اس کے ساتھیوں کو اصحاب الاخدود کہا گیا ہے۔

(۲۶) حبشہ یا اتھوپیا یہ پہلا نام عربی، دوسرا نام یونانی ہے۔ یہاں ۳۳۰ء سے عیسائی مذہب رائج ہوا بعثت نبوی ﷺ کے وقت اصحمہ نجاشی کی حکومت تھی۔ اسی کے دور (۵ نبوی) میں مسلمانوں نے حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کی اس وقت حبشہ کا پایہ تخت اکسوم تھا۔

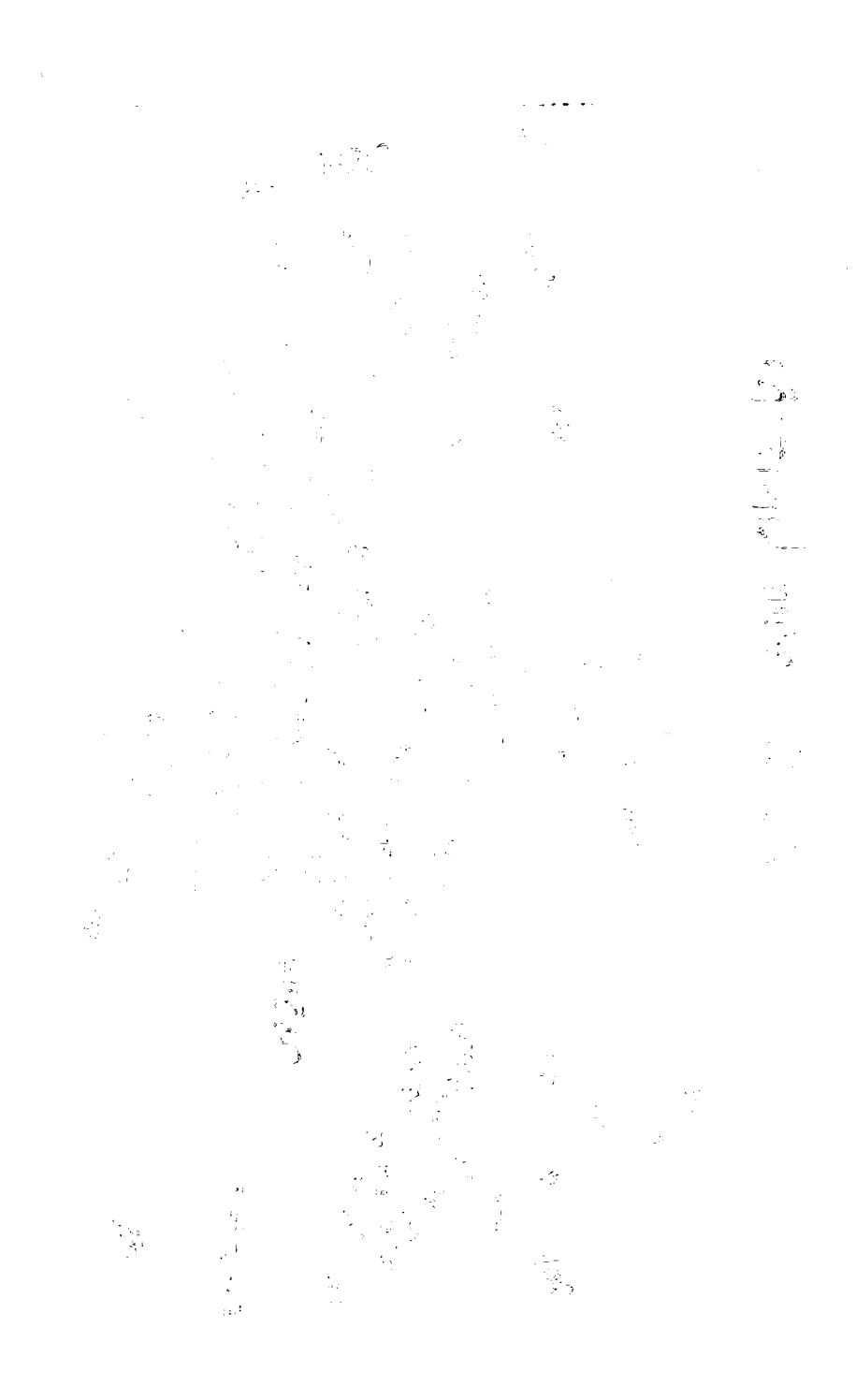

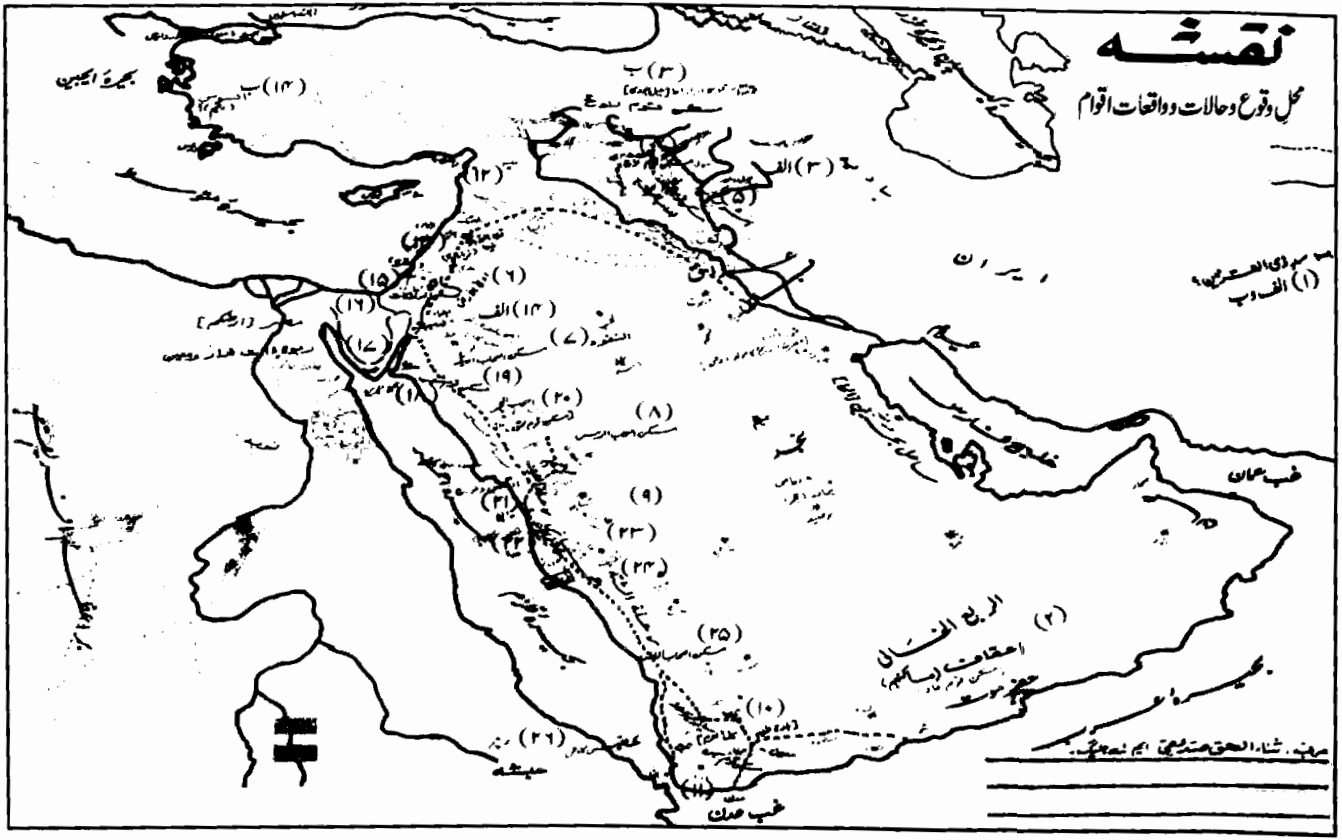
نقشہ
محلِ وقوع وحالات وواقعات اقوام
بحیرۂ احمر
خلیج عمان
خلیج عدن
حبشہ
(۱) الف و ب
(۲)
(۳) الف
(۳) ب
(۴)
(۵)
(۶)
(۷)
(۸)
(۹)
(۱۰)
(۱۱)
(۱۲)
(۱۳) الف
(۱۳) ب
(۱۴)
(۱۵)
(۱۶)
(۱۷)
(۱۸)
(۱۹)
(۲۰)
(۲۱)
(۲۲)
(۲۳)
(۲۴)
(۲۵)
(۲۶)
الربع الخالی
احقاف (بیابان)

عرب، شام اور عراق کی تجارتی شاہراہ جس کا ذکر قرآن کریم میں امام مبین کے نام سے کیا گیا ہے اور جس پر قریش کے رحلۃ الشتاء اور رحلۃ الصیف ہوتے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے کا راستہ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت سرزمین عرب میں جو قبائل آباد تھے۔

(۱) (الف) علامہ عبداللہ یوسف علی کا نظریہ ہے کہ یاجوج ماجوج سے مراد منگولوں کی قوم ہے وہیں سے قبیلے اور گروہ نکل نکل کر تباہی مچاتے رہتے تھے اور ان ہی کے حملوں کو روکنے کے لیے سکندر اعظم نے ایک درے میں آہنی پھاٹک لگوایا تھا۔ سد سکندری سے مراد پھاٹک اور ذوالقرنین سکندر کا لقب ہے۔

(ب) مولانا ابوالکلام آزاد کا خیال ہے کہ یاجوج ماجوج کے حملوں کو روکنے کے لیے ایران کے بادشاہ سائرس نے یہاں دیوار بنائی تھی ان کے نزدیک ذوالقرنین سائرس کا لقب ہے۔

(۲) زمانہ قدیم میں یہ علاقہ بے انتہا متمدن تھا یہاں کی قوم عاد گمراہی میں مبتلا ہوئی تو سیدنا ہود علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا ان کی تکفیر کی گئی تو آندھیوں اور طوفان سے علاقہ تباہ ہو گیا اور قوم منتشر ہو گئی۔

(۳) (الف) بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ جودی سے مراد جبل نصیر ہے۔

(ب) تورات کے مطابق جبل جودی سے مراد کوہ ارارط ہے جہاں طوفان کے بعد سفینہ نوح علیہ السلام آ کر رکا تھا۔ اس کی بلندی ۶۹۲۰ فٹ ہے۔

(۴) نینوا قدیم سلطنت اشوریہ کا پایہ تخت تھا جب یہاں کی قوم گمراہ ہوئی تو اس کی ہدایت کے لیے سیدنا یونس علیہ السلام مبعوث ہوئے قرآن اور تورات دونوں میں اس کا ذکر ہے۔

(۵) نہایت قدیم شہروں میں سے ایک ہے سلطنت بابل کا دو مرتبہ طویل عرصے تک پایہ تخت رہا۔ پہلی مرتبہ حمورابی نے کافی ترقی دی۔ دوسری دفعہ بخت نصر نے۔ قرآن میں ہاروت ماروت کے سلسلے میں بابل کا ذکر ہے۔

(۶) ایرانیوں اور رومیوں کا متنازعہ علاقہ جس پر ۶۱۴ء میں ایرانیوں نے قبضہ کر لیا تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی پیشین گوئی کے مطابق چند سال بعد پھر رومیوں کو مل گیا۔

(۷) سیدنا شعیب علیہ السلام اس قوم کی ہدایت کے لیے بھی مبعوث ہوئے تھے۔

(۸) رس کے معنی کنویں کے ہیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رس ایک شہر کا نام تھا۔ یہاں قوم ثمود کا ایک قبیلہ آباد تھا۔

(۹) ۸ھ میں جبل اوطاس کے دامن میں واقع حنین کے مقام پر مسلمانوں نے کفار کو شکست دی۔

(۱۰) تارب میں نعمان بن عاد بادشاہ نے ۵۰۰ ق م میں ایک بند بنوایا تھا جو ۵۴۳ء میں ٹوٹ گیا اور تمام علاقہ تباہ ہو گیا۔

(۱۱) تبع جس کی جمع تبابعہ ہے حضرموت اور سبا کی متحدہ سلطنت کے بادشاہ کا لقب تھا۔ پہلا تبع حارث الرائش (۱۲۸۰ تا ۱۲۶۵ م) میں ہوا۔ ان تبابعہ کی قوت و شوکت کی طرف قرآن میں دو جگہ اشارے ہیں۔

جبلِ رحمت

جبلِ جودی

شہر عبرت آموز

قدم آدمؑ

مقام سفینہ نوحؑ

آثار قوم ہودؑ

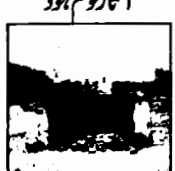
مدین صالحؑ

ابوالبشر سیّدنا آدم علیہ السلام

کائنات میں تخلیق الٰہی کا ایک عظیم شاہکار، روئے زمین پر خلافت الٰہیہ کا نقش اوّلین، نوع انسانی کا نقطہ آغاز، تاریخ انسانی کا مبداء اوّل، روئے زمین پر قدرت الٰہیہ کا ایک حیرت انگیز نشان، خاکی جسم میں نورانی قوت کی آمیزش سے تیار کی گئی۔ قادر مطلق کی ایک نادر ایجاد، جس کا خوبصورت، دلکش اور دیدہ زیب پتلا خالق ارض وسماء نے اپنے ہاتھوں سے بنایا، جس کے عالی شان وجود کی تیاری میں خشک کھنکھناتے ہوئے خمیر شدہ اور تغیّر پذیر چکنے گارے کو استعمال کیا گیا، جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے روح پھونک دی جس کی وجہ سے اس میں چلنے پھرنے، سوچنے سمجھنے دیکھنے سننے اور بولنے کی صلاحیت یکدم اجاگر ہوگئی، جس کی جنس سے اس کی رفیقہ حیات کو معرض وجود میں لایا گیا، پھر ان دونوں کو رہائش کیلئے جنتِ معلّٰی کا دلفریب، دلآویز اور خوشگوار ماحول مہیا کیا گیا، جسے مسجودِ ملائکہ بنا کر عزت عظمت، اور فضیلت کے بلند مقام پر فائز کیا گیا۔

وہ عظیم المرتبت ہستی جس نے دربار الٰہی میں توبہ وانابت اور عاجزی وانکساری کا دلنشین اسلوب اپنا کر اپنی روحانی عظمت وبرتری کا ثبوت مہیا کیا، جس کے علمی انکشافات نے فرشتوں

کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا، جس کی تعلیم و تربیت اور تہذیب و ثقافت کا اہتمام اللہ رب العزت علیم و خبیر نے بطور خاص خود اپنی طرف سے کیا، جسے ابوالبشر ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ جس کا نام خالق کائنات نے آدم تجویز کیا۔

علیہ الصلاۃ والسلام د آئماً أ بدًا اس مبارک نام کو قرآن حکیم کی گیارہ سورتوں میں پچیس مرتبہ دہرایا گیا ہے۔

آیئے مسجودِ ملائکہ کا اعزاز حاصل کرنے والے، خلیفہ اللہ کا منصب اور صفی اللہ کا لقب پانے والے سیّدنا آدم علیہ السلام کی عمدہ روشن اور پاکیزہ سوانح حیات کا مطالعہ کرتے ہوئے اپنے دلوں میں ایمان کامل، یقین محکم اور عمل پیہم کی قندیل روشن کریں۔

تخلیق آدم علیہ السلام کے حوالے سے یہ نکتہ نہایت فکر انگیز ہے۔ کہ اسے معروض وجود میں لانے کے لئے قدرتی قانون ''کن فیکون'' کو استعمال نہیں کیا گیا۔ بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے ذریعے روئے زمین سے مختلف انواع واقسام کی مٹی منگوائی اس کا آمیزہ تیار کیا گیا، پھر خالق ارض وسماء نے اپنے ہاتھوں سے ایک خوبصورت، دیدہ زیب اور دلکش پتلا تیار کیا اور پھر اس میں اپنی قدرت کاملہ سے روح پھونک دی جس کے حیرت انگیز اثر سے خاکی جسم میں یکا یک بے پناہ صلاحیتیں پیدا ہوگئیں، آنکھوں میں نور، زبان میں قوت گویائی، ہاتھوں میں پکڑنے کی طاقت پاؤں میں چلنے کی صلاحیت، دل ودماغ میں جذبات و احساسات کا ورود، کھانے پینے کی چاہت اور ہضم کرنے کی صلاحیت غرض یہ کہ پیکر گل سے حیرت انگیز کرشمے پھوٹنے لگے۔

سیّدنا آدم علیہ السلام نے آنکھ کھولی تو اپنے سامنے جہاں کو روشن پایا۔ فضا میں ایک سناٹا تھا، زمین ویراں تھی، ماحول میں خاموشی چھائی ہوئی تھی، چہل پہل کا کہیں نام ونشان نہ تھا، چاروں

طرف نگاہ اٹھا کے دیکھا نہ کوئی مونس نہ کوئی غم خوار نہ کوئی ساتھی اور نہ ہی کوئی دلدار، بے کیف ماحول اور دلخراش فضا دیکھ کر طبیعت اداس اور دل اچاٹ رہنے لگا، سیّدنا آدم علیہ السلام کی یہ حالت دیکھتے ہوئے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی زندگی کو پرسکون بنانے کیلئے ان کی جنس سے ہی اماں حواء علیہا السلام کو رفیقہ حیات کے طور پر پیدا کیا۔ پھر دونوں کو یہ مژدۂ جانفزا سنایا کہ تم دونوں جنت المعلّٰی کے سرور آفریں ماحول میں رہو، کھاؤ پیو جہاں چاہو سیر وتفریح سے لطف اندوز ہو۔ لیکن تمہارے لئے اس ماحول میں رہتے ہوئے صرف ایک پابندی ہے کہ اس مخصوص درخت کے قریب نہ جانا احتیاط سے کام لینا میری اس ہمدردانہ نصیحت کو کہیں بھول نہ جانا ورنہ تمہیں اس کی بڑی بھاری قیمت ادا کرنا پڑے گی۔ شیطان کی ہر ممکن کوشش ہوگی کہ تمہیں جنت کے خوشگوار ماحول سے نکلنے پر آمادہ کرے۔ وہ اپنی محرومیوں کا بدلہ تم سے لے گا اپنے اس ازلی دشمن کی دسیسہ کاریوں اور فتنہ پردازیوں سے ذرا بچ کے رہنا۔

شاعر مشرق علامہ اقبال سیّدنا آدم علیہ السلام کے پیکر خاکی کے ساتھ روح سماوی کے اتصال کے بعد روئے زمین کی جانب سے استقبالی کلمات کچھ اس انداز میں بیان کرتے ہیں:

کھول آنکھ زمین دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ — مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ
اس جلوۂ بے پردہ کو پردوں میں چھپا دیکھ — ایام جدائی کے ستم دیکھ جفا دیکھ
بے تاب نہ ہو معرکۂ بیم ورجا دیکھ
ہیں تیرے تصرف میں یہ بادل یہ گھٹائیں — یہ گنبد افلاک یہ خاموش فضائیں
یہ کوہ یہ صحرا یہ سمندر یہ ہوائیں — تھیں پیش نظر کل تو فرشتوں کی ادائیں
آئینہ ایام میں آج اپنی ادا دیکھ

سمجھے گا زمانہ تیری آنکھوں کے اشارے — دیکھیں گے تجھے دور سے گردوں کے ستارے
ناپید تیرے بحر تخیل کے کنارے — پہنچیں گے فلک تک تیری آہوں کے شرارے
تعمیر خودی کر اثر آہ رسا دیکھ

خورشید جہاں تاب کی ضو تیرے شرر میں — آباد ہے اک تازہ جہاں تیرے ہنر میں
جچتے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں — جنت تیری پنہاں ہے تیرے خون جگر میں
اے پیکر گل کوشش پیہم کی جزا دیکھ

تخلیقِ آدم علیہ السلام سے پہلے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جنات اور فرشتوں کو پیدا کیا ابلیس بھی جنات کے قبیلے میں سے تھا لیکن اسے فرشتوں کے ماحول میں رہتے ہوئے عبادت گزاری اور تعلیم و تربیت کا موقع فراہم کیا گیا تھا۔ لیکن بالآخر نتیجہ یہ سامنے آیا۔

نہ ہو طبیعت ہی جن کی قابل وہ تربیت سے نہیں سنورتے
ہوا نہ سرسبز رہ کے پانی میں عکس سرو کنار جو کا

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جنات، ابلیس اور فرشتوں کے ہوتے ہوئے ایک نئی خاکی مخلوق معرض وجود میں لانے کا ارادہ کیا، تو فرشتوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا جن میں ابلیس بھی شامل تھا۔ کہ میں کھنکھناتے ہوئے، سیاہ گارے سے انسان پیدا کرنے والا ہوں۔ جب میں اس کا ڈھانچہ تیار کر دوں اور پھر اس میں اپنی جانب سے روح پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدہ ریز ہو جانا ابلیس کے علاوہ تمام فرشتے حکم الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے پیکر خاکی سیدنا آدم علیہ السلام کے سامنے سربسجود ہو گئے۔ لیکن ابلیس اکڑ کر کھڑا رہا۔ اس حیرت انگیز منظر کو

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے درج ذیل آیات میں پیارے فکر انگیز اور نصیحت آموز انداز میں کچھ اس انداز سے بیان کیا ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ○ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ○ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ○ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ○ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ○ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ○ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ○ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ○ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ○ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ○ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ○ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ○ ((الحجر : ۲۸۔۴۴))

اور یاد کرو جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا، کہ میں سڑے ہوئے گارے کی کھنکھناتی ہوئی مٹی سے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں۔ تو جب میں اس کو مکمل کرلوں اور اس میں اپنی روح پھونک لوں تو تم اس کیلئے سجدے میں گر پڑنا۔ تو تمام فرشتوں نے اس کو سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، اس نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دینے سے انکار کیا۔ پوچھا اے ابلیس تیرا کیا معاملہ ہے کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا۔ وہ بولا کہ میں ایک بشر کو سجدہ کرنے کو تیار نہیں جس کو تو نے سڑے ہوئے گارے کی کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ فرمایا یہ بات ہے تو تو یہاں

سے نکل جا کہ تو راندۂ درگاہ ہوا۔اور روز جزاء یعنی قیامت تک تجھ پر لعنت ہے اس نے کہا اے میرے رب تو مجھے اس دن تک کے لئے مہلت دے دے جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے۔فرمایا اچھا وقتِ معلوم کے دن تک مہلت پانے والوں میں سے تو بھی ہے۔بولا ،اے رب چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں زمین میں دنیا کو ان کی نگاہوں میں آراستہ کروں گا۔اور ان میں تیرے خاص بندوں کے سوا سب کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا ،فرمایا: یہ ایک سیدھی راہ ہے۔جو مجھ تک پہنچانے والی ہے۔ میرے بندوں پر تیرا کوئی زور نہیں چلے گا۔سوائے ان کے جو گمراہوں میں سے تیرے پیروکار بن جائیں ،اور ان سب کیلئے جہنم ہی ٹھکانہ ہے۔اس کے سات دروازے ہیں۔اور ہر دروازے کیلئے ان کا ایک مخصوص حصہ ہوگا۔

☆ ❀ ☆

تخلیقِ آدم کا حقیقی مقصد بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔فرشتوں نے یہ اطلاع پا کر اندازہ لگایا کہ اس نئی مخلوق کو خلافت کے منصب پر فائز کرنے کیلئے اختیارات بھی تفویض کئے جائیں گے اور اختیارات کو عدل وانصاف کے ساتھ استعمال کرنا کوئی آسان کام نہیں اختیارات ملنے کی بنا پر انسان کے بہک جانے کا امکان ہے۔جس کی وجہ سے زمین میں بدامنی اور فساد کے پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا اس منصوبے کے تمام پہلوؤں کو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔اولادِ آدم میں اگر بے راہ روی کے خوگر بے اعتدالی کے دلدادہ ،فسق وفجور کے علمبردار اور ظلم وستم کو فروغ دینے والے افراد جنم لیں گے تو وہاں ایسے افراد بھی دیکھائی دیں گے جو خود بھی عدل وانصاف کے مطابق ذمہ داری کا حق ادا کریں گے اور دوسروں کو بھی ان کی ذمہ

داریوں سے آگاہ کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازیاں لگائیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس واقعے کی منظر کشی تفصیل کیساتھ ان الفاظ میں کی :

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاۗءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۗءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَي الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَاۗءِ هٰٓؤُلَاۗءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَاۗىِٕهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَاۗىِٕهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ڮ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ ((البقرۃ: ۳۰۔۳۷))

اور یاد کرو جب کہ تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تو اس میں اس کو خلیفہ مقرر کرے گا، جو اس میں فساد مچائے اور خوں ریزی کرے۔ اور ہم تو تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح بیان کرتے ہی ہیں۔ اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہی ہیں۔ اس نے کہا میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اور اس نے سکھا دیئے آدم کو سارے نام پھر ان کو فرشتوں کے سامنے

پیش کیا: اور کہا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان لوگوں کے ناموں سے آگاہ کرو انہوں نے کہا تو پاک ہے ہمیں تو تو نے جو کچھ بتایا ہے اس کے سوا ہمیں کوئی علم نہیں بے شک تو ہی علم والا اور حکمت والا ہے۔ کہا اے آدم ان کو بتاؤ ان لوگوں کے نام تو جب اس نے بتائے ان کو ان لوگوں کے نام تو اس نے کہا : کیا میں نے تم سے نہیں کہا کہ آسمانوں اور زمین کے بھید کو میں ہی جانتا ہوں اور میں ہی جانتا ہوں اس چیز کو بھی جس کو تم ظاہر کرتے ہو اور جس کو تم چھپاتے ہو۔ اور یاد کرو جب کہ ہم نے کہا فرشتوں سے کہ آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا اور گھمنڈ کیا اور کافروں سے بن گیا۔ اور ہم نے کہا اے آدم تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں رہو۔ اور اس میں سے کھاؤ فراغت کے ساتھ جہاں سے چاہو اور اس درخت کے پاس نہ پھٹکنا ورنہ ظالموں میں سے بن جاؤ گے۔ تو شیطان نے ان کو وہاں سے پھسلا دیا۔ اور ان کو نکلوا چھوڑا اس عیش و آرام سے جس میں وہ تھے۔ اور ہم نے کہا کہ اترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے۔ اور تمہارے لئے زمین میں ایک خاص وقت تک رہنا بسنا اور فائدہ اٹھانا ہے۔ پھر آدم نے پالئے اپنے رب کی طرف سے چند کلمات سو اس نے اس کی توبہ قبول کی۔ بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

فرشتوں نے جب یہ مشاہدہ کیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مشتِ خاک سے ایک خوبصورت پیکر اپنے نظام ''کن فیکون'' سے ہٹ کر تشکیل دیا ہے اس میں اپنی روح پھونک کر اپنی قدرت کی کرشمہ سازی کا ایک دلنشین منظر پیش کیا ہے۔ اور اسے تعلیم الأسماء کے ہنر سے بہرہ ور کر دیا گیا ہے تو تسلیم و رضا کا دلکش مظاہرہ کرتے ہوئے حکم الٰہی کے مطابق پیکر خاکی کے آگے سجدہ ریز ہو گئے، لیکن ابلیس اپنی قیاس آرائی کا سہارا لیتے ہوئے تکبر، نخوت اور

عناد کا اظہار کرنے لگا جس کی بنا پر ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو گیا: شیخ سعدی نے کیا خوبصورت انداز میں ابلیس کی رسوائی کا تذکرہ اپنے اس شعر میں کیا ہے۔

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندانِ لعنت گرفتار کرد

اللہ تعالیٰ نے اکڑفوں کرتے ہوئے ابلیس سے پوچھا بتا تو نے میرے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟

اس نے کہا : میں ایسی مخلوق کے آگے سرنگوں کیسے ہو سکتا ہوں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ میری تخلیق آگ سے ہوئی ہے۔ آگ ہمیشہ بلندی کی طرف سر اٹھاتی ہے جبکہ مٹی پستی کی طرف مائل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرعونی جواب سن کر اسی وقت اس کو اپنی رحمت سے ہمیشہ کیلئے محروم کرتے ہوئے اسے راندۂ درگاہ قرار دیتے ہوئے جنت کے پاکیزہ ماحول سے نکل جانے کا حکم صادر کر دیا قرآن حکیم میں اس واقعہ کی منظر کشی ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۔ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ○ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۔ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۔ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ○ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ○ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ○ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ

تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ○ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ ((الأعراف : ۱۱-۱۸))

اور ہم نے تمہارا خاکہ بنایا، پھر تمہاری صورت گری کی، پھر فرشتوں کو فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔ فرمایا کہ جب میں نے تجھے حکم دیا تو تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے روکا ؟ بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے پیدا کیا۔ فرمایا: پھر تو یہاں سے اتر' تجھے یہ حق نہیں ہے کہ تو اس میں گھمنڈ کرے تو نکل جا یقیناً تو ذلیلوں میں سے ہے۔ بولا اس دن تک کیلئے تو مجھے مہلت دیدے جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے فرمایا تو مہلت دیدیا گیا۔ بولا، چونکہ تو نے مجھے گمراہی میں ڈالا ہے۔ اس وجہ سے میں تیری سیدھی راہ پر آنے والوں کیلئے گھات میں بیٹھوں گا۔ پھر میں ان کے آگے ان کے پیچھے ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے ان پر حملہ کروں گا۔ اور تو ان میں سے اکثر کو اپنا شکر گزار نہ پائے گا۔ فرمایا تو یہاں سے نکل خوار اور راندہ، ان میں سے جو تیری پیروی کریں گے۔ تو میں تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔

☆ ❀ ☆

سیّدنا آدم علیہ السلام کو اپنی رفیقہ حیات اماں حوا علیہا السلام کے ساتھ جنت میں مشروط طور پر رہنے کا حکم صادر کر دیا گیا شرط صرف یہ تھی ساری جنت تمہارے لئے لیکن ایک درخت تمہارے استعمال کیلئے ممنوع ہے اس کے قریب بھی نہ جانا ابلیس نے تاڑ لیا کہ یہی ایک حربہ ہے جسے استعمال کر کے میں آدم کو جنت معلّٰی سے نکال کر اپنی محرومی کا بدلا لے سکتا ہوں۔ اس نے نہایت ہی عیّاری کے ساتھ ناصحانہ روپ دھار کر سیّدنا آدم علیہ السلام سے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ اللہ نے

پہاڑوں کے دامن میں پہلا بیت اللہ جو سیدنا آدم علیہ السلام نے تعمیر کیا

"قدم آدم" پہاڑ کی وہ چوٹی جس پر آدم علیہ السلام نے زمین پر پہلا قدم رکھا

تمہیں اس درخت کے قریب جانے سے کیوں منع کیا ہے؟ دراصل اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ تم دونوں کو جنت کے خوشگوار ماحول سے جلد نکال دیا جائے میں چونکہ یہاں عرصہ دراز سے رہائش پذیر ہوں میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ جس درخت کو تمہارے لئے ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔ وہ ایک ایسا طلسمی درخت ہے۔ کہ اس کو استعمال کرنے والا ہمیشہ کے لئے اسی جنت کی رعنائیوں سے لطف اندوز ہوتا رہے گا۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں، میں تمہارا خیر خواہ ہوں، میری مانو اس درخت کا پھل کھالو اچھے رہو گے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شیطان کی اس دسیسہ کاری اور فتنہ سامانی کو اس انداز میں بیان کیا: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ○ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۙ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ○ ((الاعراف : ۲۰-۲۵))

پھر شیطان نے ان کے اندر وسوسہ اندازی کی کہ عریاں کردے ان کی وہ شرم کی جگہیں جو ان سے چھپائی گئی تھیں۔ اس نے ان سے کہا۔ کہ تمہارے رب نے تو تمہیں اس درخت سے صرف اس وجہ سے روکا کہ تم کہیں فرشتے یا ہمیشہ زندہ رہنے والے بن جاؤ۔ اور ان سے قسمیں کھائیں کہ میں تمہارے خیر خواہوں میں سے

ہوں۔اس طرح فریب سے ان کو شیشے میں اتار لیا۔پس جب انہوں نے درخت کا پھل چکھ لیا اور ان کی شرم کی جگہیں ان کے سامنے بے پردہ ہوگئیں۔اور وہ اپنی شرمگاہوں کو باغ کے پتوں سے ڈھانکنے لگے اور ان کے رب نے ان کو آواز دی کہ کیا میں نے تمہیں اس درخت سے روکا نہیں تھا اور یہ نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے؟ وہ بولے اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔اور اگر تو ہماری بخشش نہیں کرے گا۔اور ہم پر رحم نہ کرے گا۔تو ہم نامرادوں میں سے ہو جائیں گے۔فرمایا اترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لئے زمین میں ایک وقت خاص تک ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہے۔فرمایا اسی میں تم جیو گے اسی میں مرو گے اور اسی سے نکالے جاؤ گے۔

☆ ❀ ☆

ابلیس اولاد آدم کو صراط مستقیم سے ہٹانے کیلئے سرتوڑ کوشش میں مصروف ہے۔وہ ہر جہت ہر سمت اور ہر پہلو سے انسان پر حملہ آور ہوتا ہے۔وہ انسان کے مشاہدات، احساسات، جذبات اور خواہشات غرض یہ کہ ہر سوراخ سے اس کے اندر گھسنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔وہ انسان کے فکر، فلسفہ، ادراک، میں زہر گھولنے سے باز نہیں آتا وہ انسان کی تحقیق، تنقید، تصنیف، تالیف، ادب، آرٹ، تہذیب، تمدن، معیشت، معاشرے، فیشن، کلچر، سیاست، اور مذہب ہر چیز میں فساد برپا کرنے کی ہر وقت تدبیر کرتا رہتا ہے۔ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے روبرو باقاعدہ چیلنج کیا کہ میں اولاد آدم کو ہر زاویے سے گمراہ کرنے کی بھرپور کوشش کروں گا۔ابلیس کی جارحانہ گفتگو کو قرآن حکیم میں یوں بیان کیا گیا۔

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ○ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ

جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ○ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ○ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۚ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ○ ((بنی اسرائیل: ۶۲-۶۵))

ذرا دیکھ تو یہی ہے۔ وہ جس کو تو نے مجھ پر فضیلت بخشی ہے۔ اگر تو نے قیامت تک کیلئے مجھے مہلت بخشی تو تھوڑی سی تعداد کے سوا میں اس کی ساری اولاد کو چٹ کر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: چل دفعہ ہو جا، جوان میں سے تیری پیروی کریں گے تو تمہارا بھرپور بدلہ جہنم ہے۔ تو ان میں سے جن کو اپنے شور وشغب سے اکھاڑ سکے اکھاڑ لے۔ اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لے اور ان کے مال اور اولاد میں ساجھی بن جا اور ان کو اپنے پر فریب وعدوں کے سبز باغ دکھا۔ شیطان کے ان کے ساتھ سارے وعدے محض دھوکہ ہیں بے شک تجھے میرے خاص بندوں پر کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا۔ اور تیرا رب اعتماد کیلئے کافی ہے۔

☆ ❀ ☆

اس آیت کریم سے شیطان کے پروپیگنڈے کے زور اور اس کی وسعت کا اظہار ہو رہا ہے اور یہ بات بھی نکلتی ہے۔ کہ وہ اپنے خطرناک منصوبے کو بروئے کار لانے کیلئے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرے گا۔ البتہ ایک پہلو اس میں تسلی کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو انسان پر یہ اختیار نہیں بخشا کہ وہ اس کے اختیار اور ارادے کو سلب کر سکے انسان کا ارادہ اور اختیار بہر حال باقی رہے گا۔ اس وجہ سے اللہ کے جو بندے صراط مستقیم پر قائم رہنے کا عزم کر لیں گے۔ وہ شیطان کی تمام غوغا آرائیوں کے علی الرغم اس پر قائم رہیں گے اگرچہ اس کے لئے انہیں اپنی جان کی بازی لگانی پڑے۔

سرکوہ آدمؑ سے تا کوہ بیضا جہاں جاؤ گے کھوج پاؤ گے ان کا (حالی)

سعودی عرب میں جدہ کی بندرگاہ پر حجاج کرام کا جہاز لنگر انداز ہے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اولاد آدم کو شیطان کی فتنہ سامانیوں سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ ((الاعراف : ۲۷))

اے بنی آدم! شیطان تمہیں فتنہ میں نہ ڈالنے پائے جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوا چھوڑا ان کے لباس اتروا کر کہ ان کو ان کے سامنے بے پردہ کر دیا۔ وہ اور اس کا جتھہ تم کو وہاں سے تاڑتا ہے۔ جہاں سے تم ان کو نہیں تاڑتے ہم نے شیاطین کو ان لوگوں کا رفیق بنا دیا ہے جو ایمان سے محروم ہیں، ۔

سیّدنا آدم علیہ السلام اور اماں حواء کی براہ راست تخلیق کے بعد افزائش نسل کا ایک حیرت انگیز نظام قائم کر دیا گیا جو اب تلک باقاعدگی کے ساتھ جاری وساری ہے۔ جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں کچھ اس انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۤ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ○ ((المومنون : ۱۲-۱۶))

اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا ہے۔ پھر اس کو ایک مضبوط اور محفوظ جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر نطفے کا لوتھڑا بنایا۔ پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی پھر بوٹی کی

ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر اس کو نئی صورت میں بنا دیا۔ تو اللہ جو سب سے بہتر تخلیق کرنے والا بڑا بابرکت ہے۔ پھر اس کے بعد تم مر جاتے ہو۔ پھر قیامت کے روز اٹھا کھڑے کئے جاؤ گے۔

روئے زمین پر اولاد آدم کو دیکھو یہ قدرت کا کتنا بڑا اور حیرت انگیز کرشمہ ہے۔ کہ ہر فرد کی شکل وصورت دوسرے سے مختلف دیکھائی دیتی ہے۔ ہر ایک کی تصویر کا سانچا خاص اسی کیلئے بنا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے۔ چیزوں کے نقوش کا اختلاف، طبائع اور رنگ وروپ کا امتیاز قدرت الٰہی ایک عظیم شاہکار ہے۔ مسند امام احمد بن حنبل میں سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے جس میں رنگ وروپ اور طبیعت کے ایک دوسرے سے مختلف ہونے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ سیّدنا آدم علیہ السلام کا پتلا تیار کرنے میں زمین کے مختلف حصوں سے متعدد اقسام کی مٹی استعمال کی گئی۔ اس کے تاثرات اولاد سے ظاہر ہوتے ہیں۔ کوئی گورا ہے کوئی کالا ہے کوئی زرد ہے اور کوئی مٹیالا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

إِنَّ اللّٰہ عزّوجلّ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبضَةٍ قَبَضَهَامِنْ جَمِيْعِ الأَرْضِ فَجَاء بنو آدَمَ عَلَى قَدْرِ الأَرْض فَجَاء منهم الأبيض وَالأَحْمَرُ وَالأَسْوَدُ وبَيْنَ ذَالِكَ وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ وَ بَيْنَ ذَالِكَ وَالْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَبَيْنَ ذَالِكَ

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن حبان)

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں بلاشبہ اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو تمام روئے زمین سے حاصل کی گئی مٹی سے پیدا کیا۔ اس لئے آدم علیہ السلام کی اولاد زمین کے موافق پیدا ہوئی۔ کوئی ان میں سے گورا ہے، کوئی سرخ ہے اور کوئی سانولا۔ کوئی سخت مزاج ہے، کوئی خوش مزاج ہے اور کوئی معتدل طبیعت کا اسی طرح کوئی برا ہے کوئی نیک ہے اور کوئی ملی جلی طبیعت رکھتا ہے۔

ترمذی میں سیّدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پیٹھ پر اپنا دستِ قدرت پھیرا ان کی پیٹھ سے قیامت تک پیدا ہونے والا ہر روح ظاہر ہو گیا۔ ہر شخص کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک روشنی چمکتی ہوئی دیکھائی دے رہی تھی پھر یہ منظر سیّدنا آدم علیہ السلام کے سامنے لایا گیا آپ نے عرض کی الٰہی یہ کون لوگ ہیں۔ اللہ رب العزت نے فرمایا: یہ سب تیری اولاد ہے۔ ان لوگوں میں ایک شخص ایسا بھی تھا جس کی پیشانی کی چمک نے سیّدنا آدم علیہ السلام کو حیران کر دیا تو انہوں نے رب تعالیٰ سے پوچھا الٰہی یہ شخص کون ہے؟۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ شخص آخری امتوں میں ہوگا۔ اس کا نام داؤد علیہ السلام ہوگا۔ سیّدنا آدم علیہ السلام نے پوچھا الٰہی اس کی عمر کتنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ساٹھ سال سیّدنا آدم علیہ السلام نے عرض کی الٰہی میری عمر میں سے اسے چالیس سال اور عنایت کر دینا۔ جب سیّدنا آدم علیہ السلام کی عمر پوری ہوگئی تو ملک الموت آیا آپ نے فرشتے سے کہا ابھی میری عمر چالیس سال باقی نہیں رہتی؟ فرشتے نے کہا: کیا آپ نے اپنی عمر کے چالیس سال اپنے بیٹے داؤد علیہ السلام کو ہبہ نہیں کر دیئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یہ خبر سن کر سیّدنا آدم علیہ السلام نے صاف انکار کر دیا، سو ان کی اولاد بھی انکار کر دیتی ہے۔ وہ بھول گئے تھے اب ان کی اولاد بھی بھول جاتی ہے۔ سیّدنا آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تھی اس لئے ان کی اولاد سے بھی لغزشیں ہوتی ہیں۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

سیّدنا آدم علیہ السلام کا ندامت آمیز رویہ دیکھ کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں یہ وضاحت کر دی کہ آدم سے بھول ہوگئی اس نے عمداً حکم عدولی کا ارتکاب نہیں کیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ○ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ○ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ○ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ○ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ○ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ○ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ○ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ○ ((طٰہٰ : ۱۱۵-۱۲۲))

ہم نے اس سے پہلے آدم کو ایک حکم دیا تھا مگر وہ بھول گیا۔ اور ہم نے اس میں عزم نہ پایا، اور یاد کرو وہ وقت جب کہ ہم نے فرشتوں سے کہا تھا، کہ آدم کو سجدہ کرو وہ سب تو سجدہ کر گئے مگر ایک ابلیس تھا کہ انکار کر بیٹھا۔ اس پر ہم نے آدم سے کہا: کہ دیکھو یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے، ایسا نہ ہو کہ یہ تمہیں جنت سے نکلوا دے اور تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔ یہاں تو تمہیں یہ آسائشیں حاصل ہیں کہ نہ بھوکے ننگے رہتے ہو نہ پیاس اور دھوپ تمہیں ستاتی ہے۔ لیکن شیطان نے اسے پھسلایا کہنے لگا۔ اے آدم کیا تمہیں وہ درخت بتاؤں جس سے ابدی زندگی اور لازوال سلطنت حاصل ہوتی ہے، آخر کار دونوں (میاں بیوی) اس درخت کا پھل کھا گئے اور لگے دونوں اپنے آپ کو جنت کے پتوں سے ڈھانپنے اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور راہ راست سے بھٹک گیا۔ پھر اس کے رب نے اسے برگزیدہ کیا اور اس کی توبہ قبول کر لی اور اسے ہدایت بخشی۔

یاد رہے کہ سیّدنا آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن پیدا کیا گیا اور اسی مبارک دن میں اسے جنت میں داخل کیا گیا، جمعے کے دن ہی جنت سے نکالا گیا۔ اور بروز جمعہ ہی قیامت قائم ہوگی۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں سیّدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث منقول ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰه عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ خَيْرُ يَومٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ يَومَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ، وأُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيْهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَفِيْهِ تَقُومُ السَّاعَةُ ۔ (رواہ مسلم)

سیّدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعے کا دن ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اس میں اسے جنت میں داخل کیا گیا۔ اس میں اسے جنت سے نکالا گیا۔ اور اسی میں قیامت قائم ہوگی۔

سیّدنا آدم علیہ السلام کو بروز جمعہ جنت سے روئے زمین پر اتارا گیا بعض روایات کے مطابق آپ کا نزول سرزمین ھند پر ہوا سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیّدنا آدم علیہ السلام کو مکہ اور طائف کے درمیان مقام دِحنا پر اتارا گیا آپ اپنے ہمراہ جنت سے حجر اسود بھی لائے جو اس وقت بیت اللہ کی دیوار میں نصب ہے۔ اماں حواء علیہا السلام کو جدہ میں اتارا گیا ان دونوں کی ملاقات میدان عرفات میں ہوئی۔

سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا تو آپ کو ہر چیز کی صنعت سکھلا دی تا کہ روئے زمین پر آسانی سے زندگی بسر کرسکیں۔ سیّدنا آدم علیہ السلام اور اماں حواء علیہا السلام کے ازدواجی زندگی کے نتیجے میں سب سے پہلے بیٹا قابیل پیدا ہوا اور اس ساتھ ایک بیٹی بھی پیدا ہوئی۔ اور دوسرے نمبر پر ہابیل نے جنم لیا اور اس کے ساتھ بھی ایک بیٹی پیدا ہوئی اللہ کی قدرت سے مسلسل جڑواں بچے ہی جنم لیتے رہے افزائش

جبل رحمت پر لگا ہوا کتبہ جس پر عربی عبارت لکھی ہوئی ہے

سری لنکا میں پہاڑ کی چوٹی پر سیدنا آدم علیہ السلام کے قدم کا نشان

نسل کے نظام کو مربوط کرنے کیلئے یہ تدبیر اختیار کی گئی کہ پہلے جوڑے کے مرد کو دوسرے جوڑے کی عورت کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیا جاتا اور دوسرے جوڑے کے مرد کو پہلے جوڑے کی عورت کے ساتھ بیاہ دیا جاتا۔

اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ قابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی نہایت ہی حسین وجمیل تھی جبکہ ہابیل کے ساتھ جڑواں پیدا ہونے والی لڑکی واجبی سی شکل وصورت کی تھی، قابیل نے واضح طور پر اس بات کا اظہار کیا کہ میں تو اسی لڑکی کے ساتھ ہر صورت میں شادی کروں گا۔ جو میرے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی ہے۔ اس پر وہ اصرار کرنے لگا جب سیّدنا آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ قابیل ضد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ وہ میرے قائم کردہ عائلی نظام کی صریحاً خلاف ورزی کر رہا ہے تو دونوں بھائیوں کے باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانے کیلئے یہ تجویز پیش کی کہ تم دونوں اپنے مال کی اللہ کی بارگاہ میں قربانی پیش کرو جس کی قربانی قبول کر لی جائے گی قابیل کی جڑواں بہن اس کے عقد میں دے دی جائیگی۔ قابیل کا پیشہ زراعت تھا جبکہ ہابیل نے مویشی پال رکھے تھے۔ قابیل نے ردی قسم کا اناج قربانی کیلئے منیٰ کے میدان میں رکھ دیا اور ہابیل نے بہت عمدہ جانور قربانی کے طور پر پیش کیا اس دور میں قربانی کی قبولیت کا انداز یہ ہوتا تھا کہ آسمان سے آگ نازل ہوتی قبول قربانی کو چٹ کر لیتی جبکہ مسترد قربانی کو آگ چھوتی بھی نہیں تھی۔ دونوں قربانیاں منیٰ کے میدان میں رکھ دی گئیں آسمان سے آگ نازل ہوئی اور اس نے ہابیل کی عمدہ قربانی کو جلا کر راکھ کر دیا۔

قابیل نے جب یہ صورت حال دیکھی تو وہ سٹپٹا اٹھا اور غصے سے لال پیلا ہو کر اپنے بھائی ہابیل کو جلی کٹی سنانے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے قتل کی دھمکی بھی دیدی۔ لیکن ہابیل نے اپنے بھائی قابیل کے جارحانہ انداز کے مقابلے میں شریفانہ طرز عمل اختیار کیا۔ ہوا یہ کہ قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا اور یہ روئے زمین پر بنی نوع انسان کے ایک فرد کا پہلا قتل تھا یہ پہلی خون ریزی تھی۔ حسد وکینہ پروری کا یہ پہلا شاخسانہ تھا۔ قابیل نے اپنے بھائی کو قتل تو کر دیا لیکن اسے کس

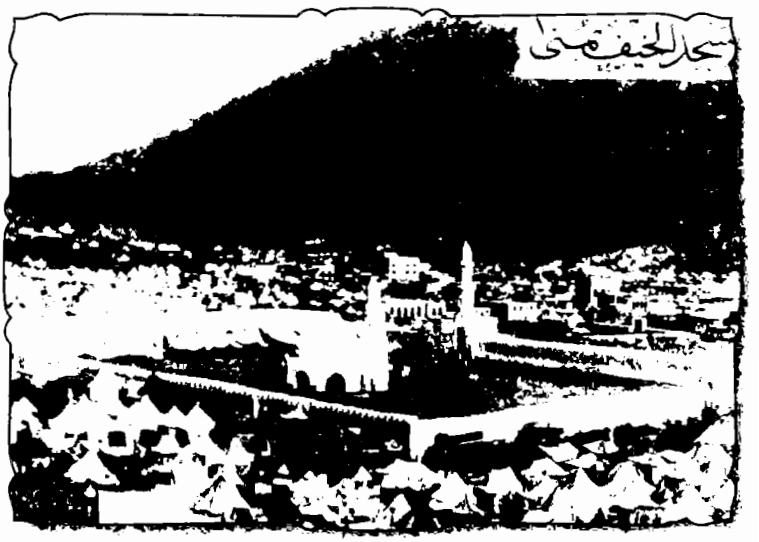

منیٰ کی مسجد خفیف جس میں سیدنا آدم علیہ السلام ابدی نیند سو رہے ہیں

میدان عرفات کا منظر جہاں حجاج کرام کے خیمے لگے ہوئے ہیں

طرح اپنی آنکھوں سے اوجھل کرے یہ اس کیلئے معمہ بن گیا آخر کار ایک کوے کے ذریعے اسے اپنے بھائی کو زمین میں دفن کرنے کا طریقہ معلوم ہوا جس سے اسے پشیمانی کا سامنا کرنا پڑا قرآن حکیم میں اس دلخراش واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ○ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْۗاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ○ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ○ ((المائدہ-۲۷-۳۱))

اوران کو آدم کے دو بیٹوں کی سرگزشت اس کی حکمت کے ساتھ سناؤ جب کہ ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قربانی قبول نہیں ہوئی وہ بولا کہ میں تجھے قتل کر کے رہوں گا۔ اس نے جواب دیا کہ اللہ تو اپنے صرف متقی بندوں کی قربانی قبول کرتا ہے اگر تم مجھے قتل کرنے کیلئے مجھ پر دست درازی کرو گے تو میں تم کو قتل کرنے کیلئے تم پر دست درازی کرنے والا نہیں میں اللہ رب العزت سے ڈرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا گناہ اور اپنا گناہ دونوں تم ہی لے کر لوٹو۔ اور جہنم والوں میں سے بنو اور یہی سزا ہے ظالموں کی۔ بالآخر اس کے نفس

نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کرلیا۔ اور وہ اس کو قتل کر کے نامرادوں میں سے ہوگیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوے کو بھیجا جو زمین میں کرید تا تھا تا کہ وہ اس کو دیکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طرح چھپائے وہ بولا کہ ہائے میری کم بختی کیا میں اس کوے جیسا بھی نہ ہوسکا۔ کہ اپنی بھائی کی لاش کو ڈھانک دیتا، سو وہ اس پر شرم سار ہوا۔

سیدنا آدم علیہ السلام ابوالبشر بھی تھے اس کے ساتھ ساتھ نبی اور رسول بھی تھے۔ جیسا کہ صحیح ابن حبان میں مروی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ :قُلْتُ : يَارَسُولَ اللّٰهِ كَمِ الْأَنبِيَآء ؟ قَالَ مِائَةُ أَلْفٍ وَاَرْبَعَةٌ وَعِشْرُوْنَ أَلْفًا:قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ كَمِ الرُّسُلُ مِنْهُمْ ؟ قَالَ" ثَلَاثُمِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَهُمْ غَفِيرٌ" قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ كَانَ اَوَّلُهُمْ؟ قَالَ آدَمُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ قَالَ: نَعَمْ خَلَقَه اللّٰهُ بِيَدِهٖ ثُمَّ نَفَخَ فِيهِ مِنْ رَوحِهٖ ثم سَوَّاهُ قُبُلًا " (صحیح ابن حبان صفحہ-۲۰۷۹)

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کتنے ہیں؟ آپ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے رسول کتنے ہیں؟ فرمایا تین سو تیرہ یہ بڑی تعداد ہے میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے سب سے پہلے کون تھے؟ آپ نے فرمایا آدم علیہ السلام میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ نبی مرسل تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا پھر اس میں اپنی روح پھونکی پھر سامنے سے اسے استوار کیا۔

غرضیکہ اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نبی رسول تھے۔

سیّدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق، جنت معلّٰی میں سکونت، ملائکہ کا اسے سجدہ کرنا، ابلیس کا سجدے سے انکار کرنا، ممنوعہ درخت کا پھل کھانا، جنت میں سے اخراج، روئے زمین پر رہائش، صنعت و حرفت اور اشیاء کے ناموں کی تعلیم، توبہ، انابت، توبہ کی قبولیت، اولاد آدم کی افزائش، قابیل اور ہابیل کی لڑائی، ہابیل کا قتل، یہ سب امور تقدیر میں پہلے سے طے شدہ تھے یہ سب کچھ مقرر میں ہو کر رہنا تھا۔ اس لئے سیّدنا آدم علیہ السلام کو مورد الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا جیسا کہ درج ذیل حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتا ہے۔

سیّدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ موسیٰ علیہ السلام نے سیّدنا آدم علیہ السلام سے ترش روئی سے بات کرتے ہوئے کہا: کیا آپ نے اپنی ایک لغزش کی وجہ سے لوگوں کو جنت سے نکال دیا۔ اور آپ نے انہیں مصیبت میں مبتلا کر دیا: سیّدنا آدم علیہ السلام نے فرمایا: اے موسیٰ تم وہی ہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے رسالت اور اپنے ساتھ ہم کلامی کیلئے منتخب کیا آپ مجھے ایک ایسے معاملے پر ملامت کر رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کرنے سے پہلے ہی تقدیر میں لکھ دیا تھا۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے پیدا کرنے سے پہلے ہی میرے مقدر میں یہ سب کچھ درج کر دیا گیا تھا۔ (بحوالہ بخاری)

سیّدنا آدم علیہ السلام اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی یہ ہم کلامی کہاں ہوئی اس کے بارے میں حدیث میں وضاحت نہیں کی گئی البتہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مناقشہ عالم ارواح میں ہوا جس کی اطلاع رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے دی گئی اور آپ نے اپنی امت کو اس راز درانہ گفتگو سے آگاہ کر دیا۔ یاد رہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تقدیر اپنی علم ازلی کی بنیاد پر لکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم ماضی، حال اور مستقبل کی قیود سے آزاد ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح واضح طور پر ہر چیز کو جانتے ہیں اسی طرح قیامت تک کیا کچھ ہونے والا ہے اسے پوری تفصیلات کے ساتھ جانتے ہیں۔ جو کچھ مستقبل میں سرزد ہونے والا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتا ہے۔ لہٰذا اللہ رب العزت پہلے ہی سے ورطہ تحریر میں لے آتے ہیں۔

سیّدنا آدم علیہ السلام جب اپنی طبعی زندگی کے آخری دور میں داخل ہوئے۔ موت انہیں اپنے سر پر منڈلاتی ہوئی دکھائی دی۔ اپنے بیٹوں سے کہا۔ کہ جنت کے پھل کھانے کو میرا جی چاہتا ہے۔ بیٹے پھل کی تلاش میں نکلے فرشتوں سے آمنا سامنا ہوا۔ ان کے پاس کفن اور حنوط کرنے کا سامان تھا اور زمین کھودنے کا آلات بھی تھے۔ فرشتوں نے ابنائے آدم سے پوچھا کدھر جا رہے ہو؟ کہاں کا ارادہ ہے؟ کس چیز کی تلاش ہے؟۔ انہوں کہا ہمارے ابا جان بیمار ہیں۔ انہوں نے جنت کے پھل کھانے کی خواہش کا اظہار کیا ہے ہم پھلوں کی تلاش میں نکلے ہیں۔ فرشتوں نے کہا واپس چلو تمہارے ابا جان یعنی سیّدنا آدم علیہ السلام کی زندگی کے دن پورے ہو چکے فرشتوں نے سیّدنا آدم علیہ السلام کی روح کو قبض کیا۔ اسے غسل دیا کفن پہنایا۔ زمین کھودی، لحد تیار کی جنازہ پڑھا، قبر میں اتارا، مٹی ڈالی اور پھر یہ کہا کہ اے ابنائے آدم تمہارے لئے یہ طریقہ وضع کر دیا گیا ہے۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ میں چار تکبیر کہیں۔

(بحوالہ مستدرک حاکم ۱/۳۸۵)

سیّدنا آدم علیہ السلام کو مکہ معظمہ میں جبل ابوقبیس کی چوٹی پر دفن کیا گیا۔ ایک سال بعد اماں حوا علیہا السلام قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔

انا للہ وانا إليه راجعون

سیّدنا آدم علیہ السلام کی وفات حسرت آیات کے وقت ان کے فرزند ارجمند سیّدنا شیث علیہ السلام موجود تھے ان کو بھی نبوت کا منصب عطا ہوا تھا۔ سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدنا شیث علیہ السلام پر پچاس آسمانی صحیفے نازل کئے گئے تھے۔

سیّدنا آدم علیہ السلام کی حیات طیبہ کی تفصیلات معلوم کرنے کیلئے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔المستدرک حاکم	۱/۳۸۰-۲/۶۱۵
۲۔کنزالعمال	۴۲۲۹۲-۳۵۳۴۳
۳۔صحیح بخاری	۲/۱۰۲۵
۴۔الدرالمنثور	۸/۴۸۹-۳/۵۹
۵۔مجمع الزوائد	۲/۱۶۵
۶۔البدایۃ والنھایۃ	۱/۹۷
۷۔مسند امام أحمد بن حنبل	۵/۱۱-۳۶
۸۔جامع ترمذی	۳۰۷۷-۲۵۱۱
۹۔صحیح ابن حبان	۲۰۷۹
۱۰۔ابوداؤد	۴۹۰۲-۴۲۷۵
۱۱۔صحیح مسلم	باب فتن ۱۴ باب القدر ۱۵
۱۲۔کشف الخفا	۲/۲۵۸
۱۳۔المؤطا امام مالک	۲/۸۹۸
۱۴۔مسند ابویعلیٰ	۱۱/۴۵۳
۱۵۔تفسیر ابن کثیر	۱/۱۱۶-۳/۱۷۲
۱۶۔الترغیب والترھیب	۳/۶۲۴

۱۷۔ قصص الانبیاء	ابن کثیر
۱۸۔ قصص الانبیاء	عبدالوھاب نجار
۱۹۔ تاریخ الانبیاء	ڈاکٹر محمد نجیب عطار
۲۰۔ البدء وقصص الانبیاء	محمد بن اسحاق بن یسار

قرآن مجید کی درج ذیل سورتوں میں سیدنا آدم علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۱۔ سورۃ البقرۃ	۳۰ - ۳۹
۲۔ سورہ آل عمران	۵۹
۳۔ سورۃ النساء	۱
۴۔ سورۃ الحجرات	۱۳
۵۔ سورۃ الأعراف	۱۸۹
۶۔ سورۃ الأعراف	۱۱ - ۲۵
۷۔ سورۃ الحجر	۲۶ - ۴۴
۸۔ سورۃ الاسرار	۶۱ - ۶۵
۹۔ سورۃ الکہف	۵۰
۱۰۔ سورہ طٰہٰ	۱۱۵ - ۱۲۶
۱۱۔ سورہ ص	۶۷ ۔ ۸۸

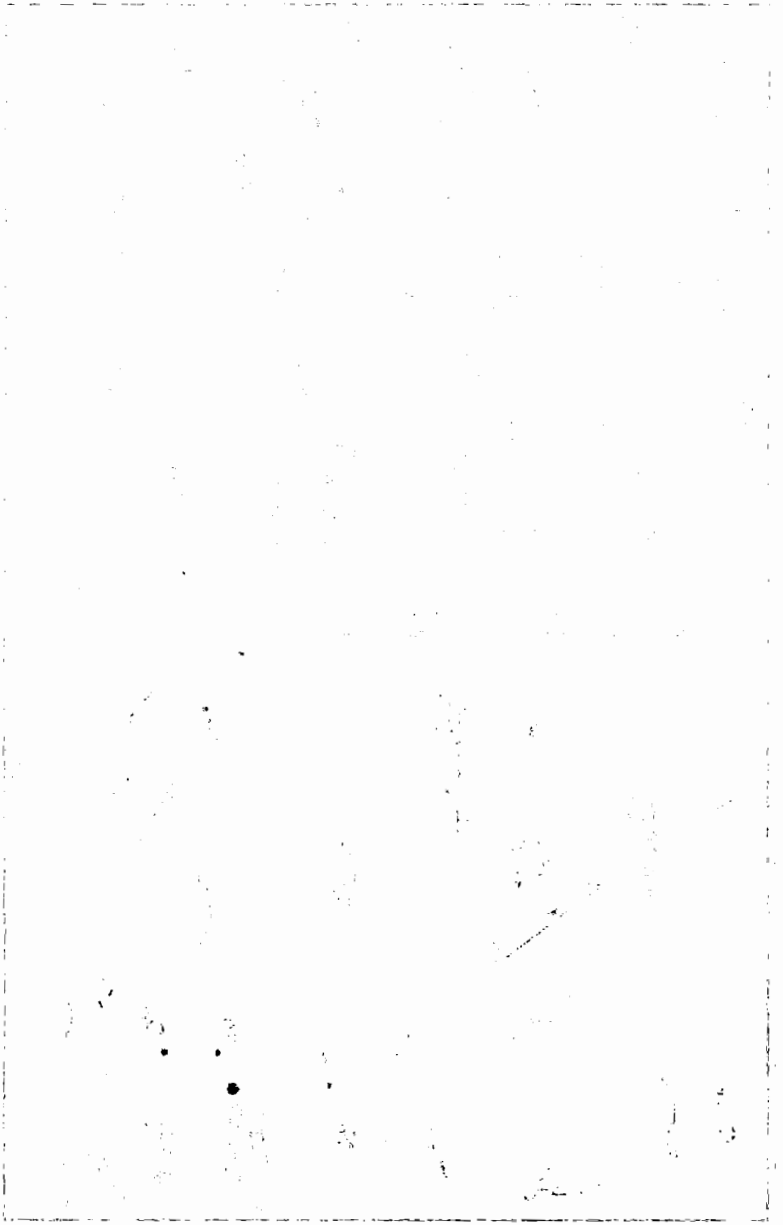

سیّدنا ادریس علیہ السلام

سیّدنا ادریس علیہ السلام کی بعثت سیّدنا نوح علیہ السلام سے پہلے ہوئی۔ ان کا زمانہ بعثت سیّدنا آدم علیہ السلام اور سیّدنا نوح علیہ السلام کے درمیان ہے۔ سیّدنا ادریس علیہ السلام کا تذکرہ قرآن مجید میں دو جگہ ہوا ہے۔

سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۙ ((مریم:۵۸))

اس مقدس کتاب (قرآن مجید) میں ادریس کو یاد کرو بے شک وہ سچے نبی تھے۔

اس آیت کریمہ میں سیّدنا ادریس علیہ السلام کی صداقت اور نبوت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اور سورہ انبیاء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَ ذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۚ ((الانبیاء:۸۵))

اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل یہ سب صبر کرنیوالوں میں سے تھے۔

محمد بن اسحاق رقمطراز ہیں کہ سیّدنا ادریس علیہ السلام نے سب سے پہلے قلم سے لکھا۔ ان کی پیدائش کے وقت سیّدنا آدم علیہ السلام زندہ تھے اور آدم علیہ السلام کی وفات کے وقت ان کی عمر تین سو آٹھ

سال تھی۔

اِنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ خَطَّ بِالْقَلَمِ

بیشک ادریس علیہ السلام سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے قلم سے لکھا۔

بخاری اور مسلم میں واقعہ معراج کی جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں اس میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفر معراج کے دوران سیّدنا ادریس علیہ السلام سے چوتھے آسمان پر ملاقات ہوئی۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ معراج کے وقت جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''نیک بھائی اور نیک نبی کو خوش آمدید''۔ جبکہ سیّدنا آدم اور ابراہیم علیہما السلام نے فرمایا تھا: ''نیک نبی اور نیک بیٹے کو خوش آمدید''۔

سیّدنا ادریس علیہ السلام کے مقام پیدائش کے بارے مختلف روایات ملتی ہیں۔ ایک یہ کہ آپ مصر میں منف نامی بستی میں پیدا ہوئے دوسری روایت یہ ہے کہ ادریس علیہ السلام یونان کے کسی شہر میں پیدا ہوئے۔ تیسری روایت یہ ہے کہ سیّدنا ادریس علیہ السلام عراق کے شہر بابل میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سیّدنا شیث علیہ السلام سے حاصل کی۔ جوان ہوئے تو منصب نبوت پر سرفراز کر دیا گیا۔

قرآن مجید میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا

اور ہم نے اس کا درجہ بلند کر دیا

تاریخ الحکماء میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ طوفان نوح علیہ السلام سے پہلے جتنے عالم بھی متر اول تھے ان سب کے معلم اوّل سیّدنا ادریس علیہ السلام تھے۔

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ فلسفہ کی کتابوں میں جتنے علمی جواہر کا تذکرہ ملتا ہے سب سے پہلے ان کا ذکر سیّدنا ادریس علیہ السلام ہی سے ملتا ہے۔ علم طب کے بھی موجد سیّدنا ادریس علیہ السلام تھے۔

ہزاروں سال پرانا
پکی مٹی سے بنا ہوا
مرتبان بحیرہ مردار
کی غاروں سے
برآمد ہوا جس میں
قدیم صحیفوں کے
مخطوطے محفوظ کیے
جاتے تھے۔

کوہ طور کے دامن میں سیدنا ادریس علیہ السلام کا مقام

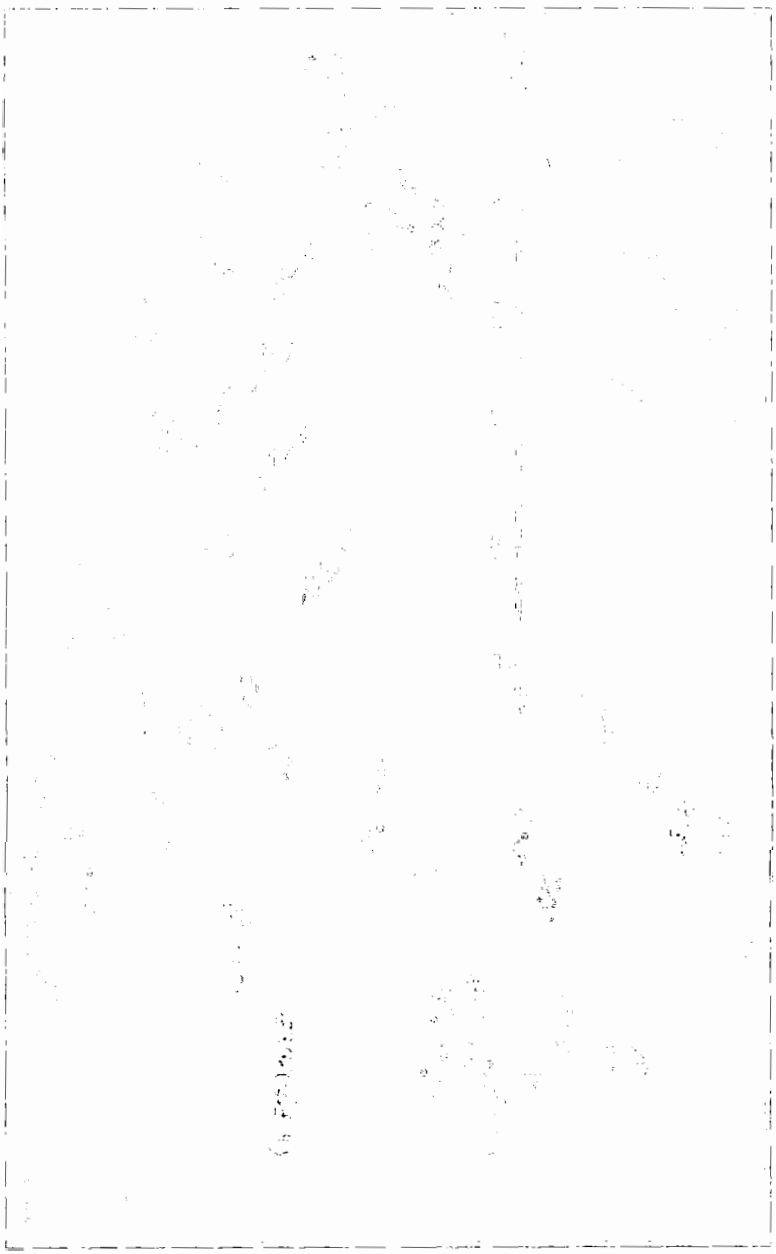

سیّدنا نوح علیہ السلام

سرزمین عراق کی بت پرست، ضدی اور ناعاقبت اندیش قوم کو ساڑھے نو سو سال توحیدِ باری تعالیٰ کا درس دینے والے، عراقی باشندوں کے معبودان باطلہ ودّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کے خلاف تحریک بپا کرنے والے، تاریخ انسانی میں پہلی مرتبہ تین سو گز لمبا اور تیس گز اونچا دیوہیکل تین منزلہ بحری بیڑے کا ڈھانچہ تیار کرنے والے، جس کی طویل عرصہ، حیران کن مسلسل انتھک دعوتی سرگرمیوں کے نتیجے میں صرف اسی مرد و زن نعمتِ ایمان سے بہرہ ور ہو سکے، جس کی بیوی اور بڑا بیٹا کنعان بھی ایمان و توحید کی نعمت سے محروم رہے، جو اپنی قوم کی طرف سے مسلسل مذاق، استہزاء اور طعن و تشنیع کا نشانہ بنتے رہے، جس نے اپنی قوم کو راہ راست پر لانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن کوئی تدبیر بھی کارگر ثابت نہ ہوئی۔ جس نے تنگ آ کر اپنی قوم کے خلاف بارگاہ الٰہی میں استغاثہ پیش کر دیا۔

پھر آسمان کے دہانے کھل گئے اور زمین کے چشمے ابلنے لگے پانی کی سطح مسلسل بلند ہونے لگی، بحری بیڑا اس طوفانی پانی میں تیرنے لگا۔ جس کا تذکرہ قرآن حکیم کی اٹھائیس سورتوں میں اکتالیس مرتبہ کیا گیا ہے۔ جسے تاریخ میں آدمِ ثانی کی حیثیت سے یاد کیا جاتا ہے، جس کا نام

نوح علیہ السلام تھا۔ آیئے اس آدم ثانی نوح علیہ السلام کی حیات طیبہ کا قرآن وسنت کی روشنی میں مطالعہ کرتے ہوئے صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

سیدنا نوح علیہ السلام سیدنا ادریس علیہ السلام کی تیسری پشت میں سے تھے۔ آپ کے والد کا نام لامک تھا' دادے کا نام متوشلخ اور پردادے کا نام خنوخ تھا اور یہی سیدنا ادریس علیہ السلام کے نام سے تاریخ میں مشہور ومعروف ہوئے' قرآن حکیم میں بھی یہی نام ذکر کیا گیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۙ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ○ ((مریم:۵۶۔۵۷))

اور یاد کرو قرآن میں ادریس (علیہ السلام) کو بلاشبہ وہ سچے نبی تھے اور ہم نے اس کا مقام بلند کیا۔

صحیح ابن حبان کی ایک روایت کے مطابق سیدنا ادریس علیہ السلام وہ شخصیت ہے جس نے روئے زمین پر سب سے پہلے قلم کا استعمال کیا۔

بخاری اور مسلم میں سیدنا ادریس علیہ السلام کا نام واقعہ معراج کے ضمن میں مذکور ہے۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چوتھے آسمان پر میری ملاقات سیدنا ادریس علیہ السلام کے ساتھ ہوئی۔ ادریس علیہ السلام پیدا تو بابل میں ہوئے تھے شعور حاصل ہوا تو منصب نبوت پر سرفراز کئے گئے۔ قوم کی رشد وہدایت کے لیے انتھک محنت کی لیکن اس کی طرف سے مسلسل حوصلہ شکنی کا مظاہرہ کیا گیا۔ دلبرداشتہ ہو کر سرزمین مصر کی طرف ہجرت کر گئے۔

سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم سرزمین عراق میں آباد تھی اور یہ اس علاقے میں بنو راسب کے نام سے مشہور تھی۔ اس قوم میں بت پرستی' مذہب کی صورت اختیار کر چکی تھی۔ یوں تو یہ قوم ہزار ہا بتوں کی پجاری تھی۔ لیکن ان میں سے پانچ بتوں کو قوم کے نزدیک بہت بڑا درجہ حاصل تھا۔ قرآن حکیم میں ان کے یہ نام بتائے گئے ہیں۔

ودّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔ جب سرزمین عراق میں آباد بنو راسب شرک کی آغوش میں پناہ گزیں ہوئے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی تعلیم و تربیت اور ارشاد و اصلاح کے لیے انہی کی قوم میں لامک کے فرزند ارجمند کو منصبِ رسالت پر فائز کیا۔

قوم کی سرشت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیّدنا نوح علیہ السلام کو بڑی لمبی عمر عطا کی۔ آپ ساڑھے نو سو سال اس قوم کو توحید کا درس دیتے رہے اور شرک کی تباہ کاریوں سے آگاہ کرتے رہے۔ لیکن قوم نے ضد، ہٹ دھرمی اور جہالت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے سیّدنا نوح علیہ السلام کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔ بلکہ قوم کے جہلاء تو آپ کو طرح طرح کی اذیتیں دینے لگے۔ آپ کو ستانے کے لیے ہر قسم کا حربہ استعمال کرنے لگے۔ اور دوسری جانب قوم کے سرداروں نے تحقیر و تکذیب اور استہزاء کو اپنا شعار بنا لیا۔ جب بھی نوح علیہ السلام ان کے سامنے آتے تو وہ آپ کو مذاق کا نشانہ بناتے۔ مال دار طبقے کا خیال یہ تھا کہ نوح نہ تو مال و دولت کے لحاظ سے ہم پر فوقیت رکھتا ہے اور نہ طاقت میں ہمارے جوڑ کا ہے۔ چند بیچارے غرباء و مساکین اس نے اپنے اردگرد جمع کر رکھے ہیں۔ جنہیں معاشرے میں کوئی پوچھتا ہی نہیں جب سیّدنا نوح علیہ السلام اپنی قوم کو بت پرستی سے باز رہنے کی تلقین کرتے تو سرداران قوم قہقہے لگاتے ہوئے کہتے ارے آپ تو ایک بھٹکے ہوئے راہی دیکھائی دیتے ہیں۔

سیّدنا نوح علیہ السلام درد بھرے انداز میں انہیں یقین دلانے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہے کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں، ہمدرد ہوں تمہارے فائدے کی بات کہتا ہوں آخر تمہیں کیا ہو گیا تم سمجھتے کیوں نہیں ہو۔ قرآن حکیم میں اس صورتِ حال کی منظر کشی کچھ اس انداز سے کی گئی ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ

لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ○ ((الاعراف: ۵۹۔۶۴))

ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ اس نے کہا اے برادران قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں' میں تمہارے حق میں ایک ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں' اس کی قوم کے سرداروں نے جواب دیا ہم کو تو یہ نظر آتا ہے کہ تم صریح گمراہی میں مبتلا ہو۔ نوح نے کہا اے برادران قوم میں کسی گمراہی میں نہیں پڑا ہوں بلکہ میں رب العالمین کا رسول ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں۔ تمہارا خیر خواہ ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے وہ کچھ معلوم ہے جو تمہیں معلوم نہیں۔ کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ تمہارے پاس خود تمہاری قوم کے ایک آدمی کے ذریعے سے تمہارے رب کی یاد دھانی آئی۔ تاکہ تمہیں خبردار کرے اور تم غلط روی سے بچ جاؤ اور تم پر رحم کیا جائے۔ مگر انہوں نے اس کو جھٹلا دیا۔ آخر کار ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو ایک کشتی میں نجات دی اور ان لوگوں کو ڈبو دیا جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا۔ یقیناً وہ اندھے لوگ تھے۔

سیدنا نوح علیہ السلام نے برادران قوم کو نہایت درد بھرے انداز میں کہا۔ کہ اگر تم میری نصیحت آموز باتوں کو نہیں مانو گے تو اس سے میرا ذاتی نقصان تو کچھ نہیں ہوگا۔ یہ تمہارے لئے ہی گھاٹے کا سودا ہے۔ میرا تم سے کوئی دنیاوی مفاد تو وابستہ نہیں اور نہ ہی میں نے تم سے کبھی کسی اجرت کا مطالبہ کیا ہے۔ یہ اللہ رب العالمین کی طرف سے میرے ذمے یہ کام لگایا گیا ہے کہ

تمہیں صراط مستقیم سے آگاہ کروں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ منظران نورانی الفاظ میں پیش کیا ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ ۘ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ ○ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ○ فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلَائِفَ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ○ ((یونس : ۷۱ ۔۷۳))

ان کو نوح کا قصہ سناؤ اس وقت کا قصہ جب اس نے اپنی قوم سے کہا تھا۔ اے برادرانِ قوم اگر میرا تمہارے درمیان رہنا اور اللہ کی آیات سنا سنا کر تمہیں غفلت سے بیدار کرنا تمہارے لیے ناقابل برداشت ہو گیا ہے۔ تو میرا بھروسہ اللہ پر ہے تم اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو ساتھ لے کر ایک متفقہ فیصلہ کر لو۔ اور جو منصوبہ تمہارے پیش نظر ہو خوب سوچ سمجھ لو تا کہ اس کا کوئی پہلو تمہاری نگاہ سے پوشیدہ نہ رہے۔ پھر میرے خلاف اس کو عمل میں لے آؤ۔ اور مجھے ہرگز مہلت نہ دو۔ تم نے میری نصیحت سے منہ موڑا تو میرا کیا نقصان کیا' میں تم سے کسی اجر کا طلب گار نہ تھا۔ میرا اجر تو اللہ کے ذمے ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ (خواہ کوئی مانے نہ مانے) میں خود مسلم بن کر رہوں۔ انہوں نے اسے جھٹلایا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے اسے اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے بچا لیا اور انہی کو زمین میں جانشین بنایا۔ اور ان سب لوگوں کو غرق کر دیا جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا۔

دیکھ لیجئے جن کو تنبیہہ کی گئی تھی ان کا انجام کیا ہوا۔

سیّدنا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اپنی رسالت کے بارے میں آگاہ کیا اور ساتھ ہی انہیں یہ بتایا کہ جس گھناؤنے کردار کا تم مظاہرہ کر رہے ہو اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا تم باز آجاؤ اپنے طرز عمل کو درست کر لو ورنہ دردناک عذاب کی لپیٹ میں آجاؤ گے۔ سرداران قوم نے کہا جاؤ جاؤ اپنی راہ لو! ہم نے تیرے جیسے بہت دیکھے ہیں۔ گھٹیا قسم کے لوگ تیرے حلقہ ارادت میں کیا داخل ہوئے کہ تم اپنے تئیں پھولے نہیں سماتے جاؤ اپنی راہ لو۔ تمہاری باتیں بظاہر سب جھوٹ کا پلندہ دیکھائی دیتی ہیں۔ سیّدنا نوح علیہ السلام قوم کے ذمہ دار افراد کی طرف سے گفتگو کا یہ انداز سن کر انگشت بدنداں رہ گئے کہنے لگے دیکھو کچھ ہوش کے ناخن لو۔ میں اللہ کا سچا رسول ہوں۔ تم سے کسی اجرت کا طلبگار نہیں ہوں۔ میرا کوئی دنیاوی مفاد تمہارے ساتھ وابستہ نہیں ہے۔ میری بات مان لو گے تو اچھے رہو گے۔

سرداران قوم نے کہا اگر تم ہمارے ساتھ بیٹھ کر بات کرنا چاہتے ہو تو ہماری یہ شرط ہے کہ یہ معمولی قسم کے لوگ جو تم اپنے ساتھ لیے پھرتے ہو پہلے ان کو اپنے سے الگ کرو۔ ان کے ہوتے ہوئے ہماری آپ سے ملاقات نہیں ہو سکتی یہ ہمارے وقار کا معاملہ ہے۔ ہم اس طرح کے گھٹیا لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ سیّدنا نوح علیہ السلام نے سرداران قوم کی پست ذہنی کا مشاہدہ کرتے ہوئے ان سے صاف صاف کہہ دیا کہ یہ مخلص لوگ ہیں اللہ کے مقرب ہیں۔ انہیں میں اپنے سے الگ کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول نہیں لے سکتا یہ میرے ساتھ رہیں گے۔

سرداران قوم نے اور زیادہ سخت رویہ اختیار کرتے ہوئے اپنی جہالت کا ثبوت دیا اور کہنے لگے جاؤ جو پہاڑ گرانا ہے گرا لو ہم بھی دیکھ لیں کہ وہ دردناک عذاب کیسا ہوتا ہے؟

قرآن حکیم میں بڑی تفصیل کے ساتھ اس واقعے کی منظر کشی ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۙ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ۭ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ ((ھود : ۲۵۔۳۰))

اور ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ (اس نے کہا) میں تم لوگوں کو صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں' کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر ایک روز دردناک عذاب آئے گا۔ قوم کے ان سرداروں نے کہا جنہوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کیا تھا۔ بولے ہماری نظر میں تو تم ہم جیسے ایک انسان ہو۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری قوم میں سے بس ان لوگوں نے جو ہمارے ہاں کمتر تھے بے سوچے سمجھے تمہاری پیروی اختیار کر لی ہے۔ اور ہم کوئی چیز بھی ایسی نہیں پاتے جس میں تم لوگ ہم سے بڑھے ہوئے ہو بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اس نے کہا اے برادران قوم۔ ذرا سوچو تو سہی۔ کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک کھلی شہادت پر قائم تھا۔ اور پھر اس نے مجھ کو اپنی خاص رحمت سے بھی

نواز دیا۔ مگر وہ تم کو نظر نہ آئی۔ آخر ہمارے پاس اور کیا ذریعہ ہے۔ کہ تم ماننا نہ چاہو اور ہم زبردستی اس کو تمہارے ساتھ چپکا دیں۔ اے میری قوم میں اس کام پر تم سے کوئی مال نہیں مانگتا' میرا اجر تو اللہ کے ذمے ہے' اور میں ان لوگوں کو دھکے دینے سے بھی رہا۔ جنہوں نے میری بات مانی وہ آپ ہی اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جہالت برت رہے ہو' اور اے قوم اگر میں ان لوگوں کو دھتکار دوں تو اللہ کی پکڑ سے کون مجھے بچانے آئے گا؟ کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے ہو۔

سیّدنا نوح علیہ السلام نے قوم کے سامنے اپنے ذاتی حالات و کوائف کا تذکرہ کرتے ہوئے دو ٹوک انداز میں کہہ دیا' کہ میں نہ تو خزانوں کا مالک ہوں' نہ غیب دان ہوں نہ میں فرشتہ ہونے کا دعویدار ہوں' اور نہ ہی میں اہل ایمان کو میلی نگاہ سے دیکھنے کا روادار ہوں۔ ان کے پاکیزہ' روشن اور خیر و برکت سے آراستہ دلوں کو تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے ممکن ہے کہ جن کو تم کم عقلی کی بنا پر کم تر سمجھتے ہو وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں بہت اعلیٰ' ارفع اور بلند درجے پر فائز ہوں' تم ہوش کے ناخن لو اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھو کہ تم کتنی پستی' ذلت' کمینگی اور رسوائی کے مقام پر اترے ہوئے ہو۔ یوں دکھائی دیتا ہے کہ تمہارے دلوں پر تالے لگ چکے ہیں۔ میری ناصحانہ گفتگو کا تم پر اثر انداز ہونے کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے تم مجرمانہ زندگی گزارنے کے عادی ہو چکے ہو۔

قوم کے سرکردہ افراد نے بڑی ہی ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ اے نوح ہمارے کان نہ کھاؤ جاؤ جو کرنا ہے کر لو۔ جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے رہتے ہو۔ وہ لے آؤ ہم بھی دیکھیں کہ وہ عذاب کیسا ہے۔ سیّدنا نوح علیہ السلام نے فرمایا' میرا اللہ عذاب نازل کرنے پر قادر ہے

وہ جب چاہے گا تم پر عذاب مسلط کر دے گا تم اس کا کیا بگاڑ لو گے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیّدنا نوح علیہ السلام کو وحی کے ذریعے آگاہ کر دیا تھا۔ کہ تیری قوم میں سے جتنے خوش نصیب افراد نے ایمان لانا تھا وہ لا چکے ان کے علاوہ اب کوئی ایسا فرد نہیں جو ایمان کی نعمت سے سرفراز ہو۔ اب تباہی و بربادی اس قوم کا مقدر ہے۔ اب اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا۔ آپ ہماری نگرانی میں ہماری ہدایات کے مطابق ایک بحری بیڑا تیار کریں۔ اور اپنی دھن میں یہ کام سرانجام دیں قوم کیا گل کھلا رہی ہے اس کی اب پرواہ ہی نہ کریں۔ ان کا انجام بڑا عبرت ناک ہوگا۔ یہ سب لوگ پانی میں غرق کر دیئے جائیں گے۔

سیّدنا نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جب بحری بیڑا تیار کرنے لگے تو قوم کے منچلوں نے مذاق کرنا شروع کر دیا۔ جب بھی ان کا آپ کے پاس سے گذر ہوتا اور آپ کو بحری بیڑے کو بناتے ہوئے دیکھتے تو ہنسی سے لوٹ پوٹ ہونے لگتے اور کہتے واہ واہ کیا خوب کام ہو رہا ہے لکڑی کاٹنا اور سنوارنا تو کوئی آپ سے سیکھے۔

آپ چشم بددور بڑھئی کب سے بنے؟

ہمیں تو آج پتہ چلا ہے کہ آپ اس فن میں بھی مہارت رکھتے ہیں!

بھلا یہ تو بتائیں کیا یہ کشتی ریت پر چلے گی پانی تو یہاں دیکھنے کو نہیں ملتا سمندر تو یہاں سے کوسوں دور ہے' آپ کا ہر کام نرالا ہی ہوتا ہے۔ سیّدنا نوح علیہ السلام نے ان کی تمسخرانہ گفتگو کا جواب دیتے ہوئے کہا: کوئی بات نہیں آج تم لوگ بگلیں بجا رہے ہو کل گھٹنوں میں منہ دے کر آنسو بہاؤ گے۔ آج ہمیں مذاق کرنے والو کل تم خود مذاق کا نشانہ بن جاؤ گے۔ عذاب کا مطالبہ کرنے والو تم عذاب الٰہی کی تباہ کاریوں سے آشنا نہیں ہو۔ تم نہیں جانتے کہ کوئی قوم عذاب کی لپیٹ میں آتی ہے تو اس کا حشر کیا ہوتا ہے؟

مسجد کوفہ کا وہ تنور جس سے طوفان نوح علیہ السلام کی ابتدا ہوئی تھی

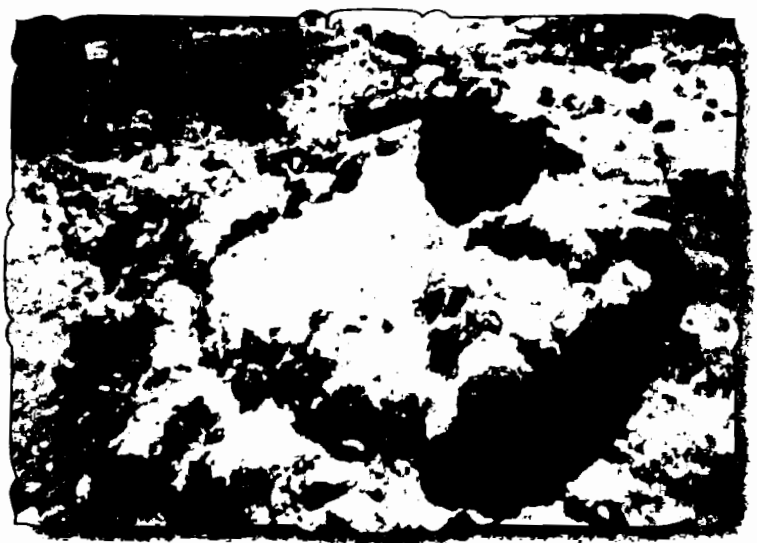

جبل جودی کی چوٹی زمین خشک ہونے پر جہاں سیدنا نوح علیہ السلام' اصحاب اور جملہ حیوانات قیام پذیر ہوئے' یہیں سے کشتی بھی صحیح وسالم برف میں دبی ہوئی ملی

تم کو لگ پتہ جائے گا!

تباہ کن طوفان کی ایک جھلک سورہ ھود میں کچھ اس انداز سے بیان کی گئی ہے۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَهِىَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۡ وَنَادٰى نُوْحُ ِۨ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَاۗءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝ وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَاۗءَكِ وَيٰسَمَاۗءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَاۗءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَي الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

((ھود : ۴۰ - ۴۴))

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ گیا۔ اور وہ تنور ابل پڑا۔ تو ہم نے کہا: ہر قسم کے جانوروں کا ایک جوڑا کشتی میں رکھ لو' اپنے گھر والوں کو بھی سوائے ان اشخاص کے جن کی نشاندہی پہلے کی جا چکی ہے۔ اس میں سوار کرا دو اور ان لوگوں کو بھی بٹھا لو جو ایمان لائے ہیں۔ اور تھوڑے ہی لوگ تھے جو نوح علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے تھے' نوح نے کہا سوار ہو جاؤ' اس میں اللہ ہی کے نام سے ہے اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا بھی' میرا رب بڑا غفور رحیم ہے' کشتی ان لوگوں کو لے کر چلی جا رہی تھی۔ اور ایک ایک موج پہاڑ کی طرح اٹھ رہی تھی' نوح کا بیٹا دور فاصلے پر تھا' نوح نے پکار کر کہا: بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔ کافروں کے ساتھ نہ رہ' اس نے پلٹ کر جواب دیا' میں ابھی ایک پہاڑ پر چڑھ جاتا ہوں' جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔ نوح نے کہا: آج کوئی چیز اللہ کے حکم سے

بچانے والی نہیں ہے سوائے اس کہ اللہ ہی کسی پر رحم فرمائے۔ اتنے میں ایک موج دونوں کے درمیان حائل ہوگئی اور وہ بھی ڈوبنے والوں میں شامل ہوگیا۔ حکم ہوا۔ اے زمین سارا پانی نگل جا اور اے آسمان رک جا چنانچہ پانی زمین میں بیٹھ گیا فیصلہ چکا دیا گیا۔ کشتی جودی پر ٹک گئی۔ اور کہہ دیا گیا۔ کہ دور ہوئی ظالموں کی قوم!

سیدنا نوح علیہ السلام نے جب یہ دلخراش منظر دیکھا کہ بیٹا پانی میں ڈوب رہا ہے۔ ہاتھ پاؤں جواب دے چکے ہیں۔ پدرانہ شفقت جوش میں آتی ہے' بیٹے کو بچانے کی کوئی تدبیر سجھائی نہیں دیتی۔ کشتی سے قدرے فاصلے پر ڈبکیں کھا رہا ہے۔ بے بسی کے عالم میں اللہ تعالیٰ سے التجا کی الٰہی میرے بیٹے کو بچا وہ میرے خاندان کا فرد ہے۔ تیرا وعدہ سچا ہوتا ہے۔ تو اسے بچانے پر قادر بھی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ مکالمہ قرآن حکیم میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ○ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ○ ((ھود : ۴۵۔۴۶))

نوح نے اپنے رب کو پکارا کہا اے رب میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے۔ اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب حاکموں سے بڑا اور بہتر حاکم ہے۔ جواب میں ارشاد ہوا اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے یہ تو ایک بگڑا ہوا کام ہے۔ لہٰذا تو اس بات کی مجھ سے درخواست نہ کر جس کی حقیقت تو نہیں جانتا' میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو جاہلوں کی طرح نہ بنالے۔

اللہ ذوالجلال کی طرف سے یہ سرزنش سن کر سیّدنا نوح علیہ السلام پر لرزہ طاری ہوگیا۔ کانپتے ہوئے التجاء کرنے لگے الٰہی مجھے معاف کردیجئے' میری توبہ آئندہ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔

الٰہی تیری مغفرت اور رحمت کا طلب گار ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن حکیم میں اس صورت حال کی منظر کشی ان الفاظ میں کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِکَ اَنۡ اَسۡـَٔلَکَ مَا لَیۡسَ لِیۡ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغۡفِرۡ لِیۡ وَ تَرۡحَمۡنِیۡۤ اَکُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ○ قِیۡلَ یٰنُوۡحُ اهۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَکٰتٍ عَلَیۡکَ وَ عَلٰۤی اُمَمٍ مِّمَّنۡ مَّعَکَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمۡ ثُمَّ یَمَسُّهُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ○ ((ھود: ۴۷ - ۴۸))

نوح نے عرض کیا اے میرے رب میں تیرے حضور پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ چیز تجھ سے مانگوں جس کا مجھے علم نہیں۔ اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا۔ اور رحم نہ کیا تو میں برباد ہوجاؤں گا۔ حکم ہوا اے نوح اتر جا ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں ہیں تجھ پر اور ان گروہوں پر جو تیرے ساتھ ہیں اور کچھ گروہ ایسے بھی ہیں جن کو ہم کچھ مدت سامان زندگی بخشیں گے۔ اور پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔

☆ ❀ ☆

سیّدنا نوح علیہ السلام نے بڑی لمبی عمر پائی ساڑھے نو سو سال روئے زمین پر اپنی قوم کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ قوم اپنی حرکات سے باز نہ آئی جس کی پاداش میں طوفانی پانی میں غرق ہوکر نشان عبرت بن گئی نوح علیہ السلام اور چند ایک خوش نصیب اہل ایمان کو حیرت انگیز انداز میں بچالیا گیا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس صورت حال کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ ((العنکبوت:۱۴-۱۵))

ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اور وہ پچاس کم ایک ہزار برس ان کے درمیان رہا۔ آخر کار ان لوگوں کو طوفان نے آگھیرا اس حال میں کہ وہ ظالم تھے۔ پھر نوح کو اور کشتی والوں کو ہم نے بچالیا۔ اور اس کشتی کو ہم نے جہان والوں کے لئے نشانی بنادیا۔

☆ ❀ ☆

قوم نے سیدنا نوح علیہ السلام کی دعوت کو بڑی ہی لا پرواہی سے ٹھکرادیا۔ افراد قوم آپ پر پھبتیاں کستے ہوئے کہنے لگے۔ یہ دیوانہ ہے' مجنون ہے' پاگلوں کی طرح دن رات بڑبڑاتا رہتا ہے۔ پیچ وتاب کھاتا رہتا ہے۔ اس کو اپنے حال میں مست رہنے دو' اپنا کام کرو اس کی تو یہ عادت بن چکی ہے' نہ یہ وقت دیکھتا ہے اور نہ ہی موقع مناسب اس کو تو سودا ہو چکا ہے۔ اسے ہمارے معبودوں سے چڑ ہے' ود' سواع' یغوث' یعوق اور نسر کی مخالفت تو اس کے رگ وریشہ میں رچ بس چکی ہے۔ سیدنا نوح علیہ السلام نے قوم کی یہ حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے التجاء کی الٰہی میں مغلوب ہوں' بے بس ہوں' لاچار ہوں' میری مدد فرما۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس صورت حال کو قرآن حکیم میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ○ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ○ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ○

وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۚ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۙ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝

((سورۃ القمر:۹-۱۴))

ان سے پہلے نوح کی قوم جھٹلا چکی ہے۔انہوں نے ہمارے بندے کو جھوٹا قرار دیا۔ اور کہا کہ یہ دیوانہ ہے۔اور وہ بری طرح جھڑکا گیا۔آخر کار اس نے اپنے رب کو پکارا کہ میں مغلوب ہو چکا ہوں اب تو ان سے انتقام لے تب ہم نے موسلا دھار بارش سے آسمان کے دروازے کھول دیئے۔اور زمین کو پھاڑ کر چشموں میں تبدیل کر دیا۔اور یہ سارا پانی اس کام کو پورا کرنے کے لئے مل گیا' جو مقدر ہو چکا تھا۔ اور نوح کو ہم نے ایک تختوں اور کیلوں والی کشتی میں سوار کر دیا' جو ہماری نگرانی میں چل رہی تھی۔یہ تھا بدلہ اس شخص کی خاطر جس کی ناقدری کی گئی تھی۔اس کشتی کو ہم نے ایک نشانی بنا کر چھوڑ دیا۔پھر کوئی ہے نصیحت قبول کرنے والا؟ دیکھ لو کیسا تھا میرا عذاب اور کیسی تھی میری تنبیہات؟

سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو راہ راست پر لانے کی ہر ممکن کوشش کی۔انہیں اللہ تعالیٰ کا خوف اور اپنی اطاعت اختیار کرنے کا سندیسہ دیا۔انہیں ترغیب دلاتے ہوئے اور حوصلہ افزائی کرتے ہوئے گناہوں کی بخشش کا اشارہ بھی دیا۔لیکن قوم بڑی ضدی ثابت ہوئی۔ہر اعتبار سے ہٹ دھرمی' طوطہ چشمی اور ریشہ دیوانی کا بھرپور مظاہرہ کیا۔سیدنا نوح علیہ السلام نے اللہ رب العزت کے حضور نہایت ہی درد بھرے انداز میں استغاثہ پیش کرتے ہوئے عرض کیا' کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو دن رات تیری طرف دعوت دی' میری پکار نے انہیں

راہ فرار اختیار کیا۔ میں نے جب بھی ان کو دعوت دی انہوں نے اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ٹھونس لیں، لنگوٹ کس لئے نخوت وتکبر سے ڈھینگیں مارنی شروع کر دیں۔ میں نے ان کو بانگ دہل آواز دی۔ اعلانیہ اور خفیہ طریقے سے تیری راہ پر گامزن ہونے کی تلقین کی، میں نے انہیں کہا اپنے کئے پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے رب سے معافی مانگ لو وہ بخشنے والا مہربان ہے وہ تم پر اپنے فضل و کرم کی برکھا برسادے گا مال و دولت سے نواز دے گا۔ تمہاری دنیا و آخرت خوشگوار ہو جائے گی۔ دیکھو اس نے ساتوں آسمان، چاند اور سورج تمہاری خدمت اور بہتری کے لیے پیدا کئے تمہاری خوشحالی و دل لگی کے لئے اس نے کیا کچھ نہیں بنا دیا لیکن یہ تمام تر ناصحانہ گفتگو بالکل اکارت گئی، ان کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اس ساری صورت حال کی منظر کشی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس دل پذیر انداز میں کی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّآ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِۦٓ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ قَالَ يَٰقَوْمِ إِنِّى لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ۝ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ ٱللَّهِ إِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّى دَعَوْتُ قَوْمِى لَيْلًا وَنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِىٓ إِلَّا فِرَارًا ۝ وَإِنِّى كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوٓا۟ أَصَٰبِعَهُمْ فِىٓ ءَاذَانِهِمْ وَٱسْتَغْشَوْا۟ ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا۟ وَٱسْتَكْبَرُوا۟ ٱسْتِكْبَارًا ۝ ثُمَّ إِنِّى دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ إِنِّىٓ أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۝ فَقُلْتُ ٱسْتَغْفِرُوا۟ رَبَّكُمْ إِنَّهُۥ كَانَ غَفَّارًا ۝ ((سورہ نوح : ۱-۱۰))

ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا "اس ہدایت کے ساتھ" کہ اپنی قوم کے لوگوں کو خبردار کر دے، قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب آئے، اس نے کہا: اے

میری قوم کے لوگو میں تمہارے لئے ایک صاف صاف خبردار کردینے والا پیغمبر ہوں (تم کو آگاہ کرتا ہوں) کہ اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور تمہیں ایک وقت مقرر تک باقی رکھے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت جب آ جاتا ہے۔ تو پھر ٹالا نہیں جاتا' کاش تمہیں اس کا علم ہوتا۔ اس نے عرض کیا اے میرے رب میں نے اپنی قوم کے لوگوں کو شب و روز پکارا مگر میری پکار نے ان کے فرار میں ہی اضافہ کیا اور جب بھی میں نے ان کو بلایا تا کہ تو انہیں معاف کر دے۔ انہوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں' اور اپنے کپڑوں سے منہ ڈھانک لئے اور اپنی روش پر اڑ گئے' اور بڑا تکبر کیا پھر میں نے ان کو ہانکے پکارے دعوت دی اور پھر میں نے اعلانیہ بھی ان کو تبلیغ کی اور چپکے چپکے بھی سمجھایا میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔

سیّدنا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کا مسلسل مخالفانہ و معاندانہ رویہ دیکھ کر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے۔ جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں کچھ اس انداز سے کیا گیا ہے۔

قَالَ نُوحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۝ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۝ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۝ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ رَبِّ

وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا ○ ((سورہ نوح:۲۱-۲۸))

نوح نے کہا میرے رب انہوں نے میری بات رد کردی۔اوراس شخص کی پیروی کی جو مال اور اولاد پا کر مزید نامراد ہوگیا ان لوگوں نے بڑا بھاری مکر کا جال پھیلا رکھا ہے' انہوں نے کہا ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو دا اور سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق کو اور نسر کو انہوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔اور تو بھی ان ظالموں کو گمراہی کے سوا کسی چیز میں ترقی نہ دے۔اپنی خطاؤں کی بنا پر ہی وہ غرق کئے گئے اور آگ میں جھونک دئے گئے۔پھر انہوں نے اپنے لئے اللہ سے بچانے والا کوئی مددگار نہ پایا۔اور نوح نے کہا میرے رب ان کافروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ۔اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے۔اور ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہوگا بدکار اور سخت کافر ہی ہوگا' میرے رب مجھے اور میرے والدین کو اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہے اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرمادے اور ظالموں کے لئے ہلاکت کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کر۔

قرآن حکیم میں اقوام عالم کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کے مشترکہ بگاڑ کی نشاندھی بڑے ہی حکیمانہ انداز میں کی گئی ہے۔کہ ان قوموں کی راہنمائی کے لئے واضح دلائل و براھین دے کر اولوالعزم رسول بھیجے گئے لیکن انہوں نے شرک کو دل و جان سے عزیز جانتے ہوئے ظلم کا رویہ اختیار کیا ان جملہ اقوام میں سیّدنا نوح علیہ السلام کی قوم کو سرفہرست بیان کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَلَمْ یَاْتِھِمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۚ وَقَوْمِ

اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ۚ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○ ((التوبہ:۷۰))

کیا ان لوگوں کو اپنے پیش رووں کی تاریخ نہیں پہنچی نوح کی قوم عاد ثمود ابراہیم کی قوم مدین کے لوگ اور وہ بستیاں جنہیں الٹ دیا گیا ان کے رسول ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر یہ اللہ کا کام نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا مگر وہ آپ ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے۔

ان اقوام کا ظلم ایک تو واضح شرک کی صورت میں منظر عام پر آیا اور دوسرا گھناؤنا جرم اور ظلم کا ارتکاب انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو جھٹلانے اور ان کی پیش کردہ دعوت کو ٹھکرانے کی صورت میں کیا جس کی وجہ سے مختلف صورتوں میں عذاب الٰہی ان اقوام کا مقدر ٹھہرا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۙ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الْاَحْزَابُ ○ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ○ ((سورہ ص : ۱۲-۱۴))

ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور میخوں والا فرعون اور ثمود اور قوم لوط اور ایکہ والے جھٹلا چکے ہیں۔ یہ جتھے وہ تھے ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا اور میری عقوبت کا فیصلہ ان پر چسپاں ہو کر رہا۔

قوموں کی اس تکذیبی عادت کو قرآن حکیم کی سورہ قٓ میں کچھ اس انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۙ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ

وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ ۝
((سورہ ق: ۱۲ - ۱۴))

ان سے پہلے نوح کی قوم اور اصحاب الرس اور ثمود اور عاد اور فرعون اور لوط کے بھائی اور ایکہ والے اور تبع کی قوم کے لوگ بھی جھٹلا چکے ہیں۔ ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا اور آخر کار میری وعید ان پر چسپاں ہوگئی۔

نوح علیہ السلام کی قوم مجموعی طور پر شرک میں ملوث ہونے کے ساتھ ساتھ فاسق، فاجر، ظالم اور سرکش تھی جس دلیل میں قرآن حکیم کی درج ذیل آیات دلالت کرتی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝ ((الذاریات: ۴۶))

اور ان سب سے پہلے ہم نے نوح کی قوم کو ہلاک کیا کیونکہ وہ فاسق لوگ تھے۔

سورہ النجم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰى ۝ ((النجم: ۵۲))

اور ان سے پہلے قوم نوح کو تباہ کیا کیونکہ وہ تھے ہی سخت ظالم و سرکش لوگ۔

غرضیکہ نوح علیہ السلام کی قوم کے تباہی و بربادی کے یہ وہ بنیادی اسباب ہیں جو قرآن حکیم کے مندرجہ بالا مقامات میں بیان کئے گئے ہیں۔

قانون قدرت ہے کہ جب قوموں میں بگاڑ ناقابل اصلاح صورت اختیار کر جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ان بگڑی ہوئی قوموں کو صفحہ ہستی سے مٹا کر روئے زمین پر ایک نئی قوم آباد کر دیتا ہے۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد گرامی ہے کہ کشتی میں سیّدنا نوح علیہ السلام کے ہمراہ اہل ایمان اسی افراد پر مشتمل تھے۔ان میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔

کعب احبار کا موقف یہ ہے کہ نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں بہتر افراد تھے۔اوران میں آپ کے بیٹے حام' سام' اور یافث اوران کی بیویاں بھی تھیں نوح علیہ السلام کا بڑا بیٹا کنعان کشتی میں سوار نہ ہوا۔اوروہ آپ کی آنکھوں کے سامنے پانی میں غرق ہوا۔اسی کے بچاؤ کی خاطر سیّدنا نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے التجاء کی تھی' جس پر آپ کی سرزنش ہوئی' اور آپ کو بتایا گیا کہ تیرا یہ بیٹا تیرے اہل سے نہیں نبی کا اہل وہ ہوتا ہے جو اس پر ایمان لے آئے' آئندہ ہماری بارگاہ میں ایسا مطالبہ نہ کرنا جس کی حقیقت سے تمہیں آشنائی نہ ہو۔سیّدنا نوح علیہ السلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا سرزنشی پیغام سن کر لرزہ براندام ہوکر عرض گذار ہوئے الٰہی معافی چاہتا ہوں آئندہ سے محتاط رہنے کا وعدہ کرتا ہوں۔مسند امام احمد بن حنبل اور ترمذی میں سیّدنا سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے۔

سَامٌ ابوالعَرَبِ وَحَامٌ أبوالحبشِ، وَيافَثُ أبُوالرُّومِ"

یعنی نوح علیہ السلام کا بیٹا سام یہ عربوں کا باپ ہے اور دوسرا بیٹا حام حبشیوں کا باپ ہے اور تیسرا بیٹا یافث رومیوں کا باپ ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ دور میں روئے زمین پر بسنے والے تمام انسان سیّدنا نوح علیہ السلام کے مذکورہ بالا تینوں بیٹوں کی اولاد ہیں۔

مسند احمد بن حنبل میں سیّدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے۔کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز یہودیوں کے پاس سے گزرے آپ نے دیکھا کہ اس دن انہوں نے روزہ

رکھا ہوا ہے آپ نے پوچھا یہ روزہ کیسا ہے انہوں نے بتایا آج عاشورا کا دن ہے یعنی محرم کی دس تاریخ ہے اس روز اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم بنی اسرائیل کو پانی میں غرق ہونے سے بچالیا تھا اور فرعون کو ان کی آنکھوں کے سامنے غرق کر دیا تھا۔ اور اسی طرح اس دن نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر صحیح سالم ٹھہر گئی تھی چونکہ اس روز سیّدنا نوح علیہ السلام اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کا روزہ رکھا تھا اس لئے ہم ان کی سنت پر عمل کرتے ہوئے شکرانے کا روزہ رکھتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سن کر ارشاد فرمایا' ہمارا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ زیادہ گہرا تعلق ہے ہمارا زیادہ حق بنتا ہے۔ کہ ہم اس دن روزہ رکھیں' لہٰذا آپ نے صحابہ کرامؓ کو دس محرم کو ایک دن اور ساتھ ملا کر روزہ رکھنے کا حکم صادر فرمایا: اور یہ حکم رمضان کے روزہ کی فرضیت تک رہا اس کے بعد دس محرم کا روزہ رکھنے کا امت کو اختیار دے دیا گیا' جو چاہے روزہ رکھ لے اور جو چاہے نہ رکھے۔ یاد رہے کہ دس محرم کے روزے کی تاریخی حیثیت بنی اسرائیل کی فرعون کے ظلم و استبداد سے نجات اور سیّدنا نوح علیہ السلام کی کشتی ہولناک طوفان سے محفوظ رہنا ہے۔

☆ ═ ✿ ═ ☆

سیّدنا نوح علیہ السلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے شکر گزار بندے تھے' سورہ الاسراء میں سیّدنا نوح علیہ السلام کی اس خوبی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ○ ((الاسراء : ۳))

بلاشبہ وہ ایک شکر گزار بندے تھے

سیّدنا نوح علیہ السلام کھانا کھاتے پانی پیتے اور لباس زیب تن کرتے بلکہ ہر کام سرانجام دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی جانب سے یہ ادا بہت پسند آتی ہے کہ وہ ہر حال میں ہر نوعیت کی

ترکی میں واقع سلسلہ کوہ ارارات میں جبل جودی جہاں سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھہری

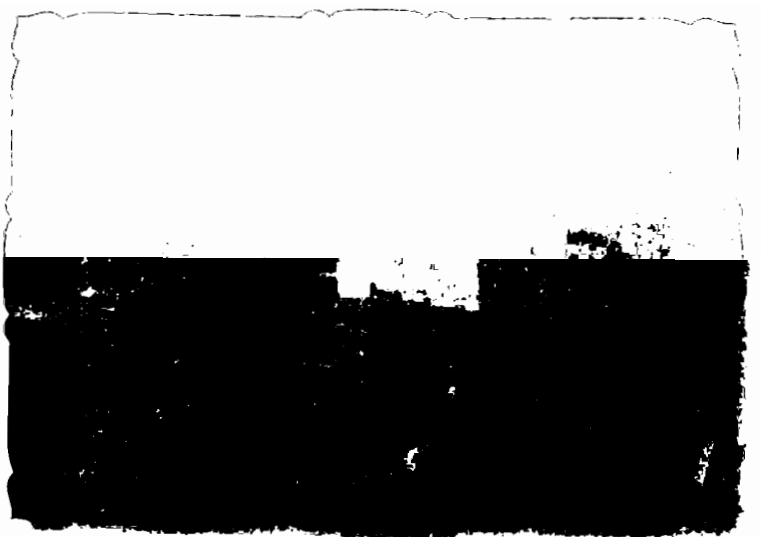

پہاڑوں میں واقع قبرستان جس میں سیدنا نوح علیہ السلام کی قبر واقع ہے

نعمت میسر آنے پر اس کا شکر ادا کریں مسند امام احمد بن حنبل میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مذکور ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہ لَیَرْضٰی عَنِ الْعَبْدِ أن یأکُلَ الاَکْلَۃَ فَیَحْمِدُہٗ عَلَیھَاأوْیَشْرِبُ الشُّرْبَۃَ فَیَحْمِدُہٗ عَلَیھَا O

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے راضی ہوتا ہے، جو کھانا کھاتا ہے تو اس کی تعریف کرتا ہے پانی پیتا ہے تو اس کی تعریف کرتا ہے۔

مسلم، ترمذی اور نسائی میں بھی ابو اسامہ کے حوالے سے اس سے ملتی جلتی روایت منقول ہے۔ دراصل شکر گزار انسان دلی، زبانی اور عملی اطاعت کا بھرپور مظاہرہ کرتا ہے اور یہ ادا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو بہت پسند آتی ہے۔

ابن ماجہ میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان منقول ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام روزانہ روزہ رکھا کرتے تھے۔

طبرانی میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ کہ سیدنا نوح علیہ السلام روزانہ روزہ رکھتے، سیدنا داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن ناغہ کرتے اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہر مہینے میں تین روزے رکھتے۔

مجمع الزوائد میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر حج پر جاتے ہوئے جب وادی عسفان میں پہنچے تو سدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ یہ کون سی وادی ہے، انہوں نے عرض کی کہ یہ وادی عسفان ہے آپ نے ارشاد فرمایا: یہاں سے نوح علیہ السلام ھود علیہ السلام اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا گزر ہوا تھا۔

قرآن حکیم کے اسلوب بیان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سیّدنا نوح علیہ السلام کی بعثت سے لے کر طوفان تک کی عمر ساڑھے نوسو سال تھی' سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بیان کے مطابق آپ کو چار سو اسّی سال کی عمر میں مقام رسالت پر فائز کیا گیا۔ طوفان کے بعد آپ تین سو پچاس سال زندہ رہے' اس طرح آپ کی کل عمر ایک ہزار سات سو اسّی سال بنتی ہے۔

ابن جریر اور علامہ ازرقی نے عبدالرحمان بن سابط اور دیگر تابعین کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ سیّدنا نوح علیہ السلام کو جس جگہ دفن کیا گیا وہ جگہ مسجد حرام میں شامل ہو چکی ہے۔

سیّدنا نوح علیہ السلام کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں:

۱۔ البخاری ۔ (۳۳۳۹)	۱۰۲۶/۲
۲۔ البخاری ۔ (۳۳۳۷)	۱۰۲۶/۲
۳۔ رواہ مسلم کتاب الفتن	۱۰۹
۴۔ الدرالمنثور	۳۳۱/۱
۵۔ المستدرک للحاکم	۳۴۲/۲
۶۔ البدایۃ والنھایۃ	۱۱۳/۱
۷۔ مسند امام احمد ابن حنبل	۱۱/۵
۸۔ الترمذی	۳۹۳۱
۹۔ فتح الباری	۱۰۷/۳۱
۱۰۔ مجمع الزوائد	۱۹۳/۱
۱۱۔ مسند امام احمد	۳۵۹/۲ - ۱۱۷/۳

۱۲۔ الترمذی	۱۸۱۶
۱۳۔ ابن ماجہ	۱۷۱۴
۱۴۔ الترغیب والترھیب	۱۲۰/۲
۱۵۔ مجمع الزوائد	۱۹۵/۳ - ۲۲۰/۳
۱۶۔ کنزالعمال	۳۳۹۱۶
۱۷۔ مسند امام احمد	۱۶۹/۲
۱۸۔ مجمع الزوائد	۲۲۰/۴

قرآن حکیم کی وہ آیات جن میں حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۱۔ سورہ آل عمران	۳۳
۲۔ سورہ انسآء	۱۶۳
۳۔ سورہ الأنعام	۸۴
۴۔ سورہ الإعراف	۵۹ - ۶۹
۵۔ سورہ توبہ	۷۰
۶۔ سورہ یونس:	۷۱
۷۔ سورہ ھود:	۲۵، ۳۲، ۳۶، ۴۲، ۴۵، ۴۶، ۴۸، ۸۹
۸۔ سورہ ابراہیم	۹
۹۔ سورہ الإسراء	۳، ۱۷

۱۰۔ سورہ مریم	۵۸
۱۱۔ سورہ الأنبیاء	۷۶
۱۲۔ سورہ الحج	۴۲
۱۳۔ سورہ المومنون	۲۳
۱۴۔ سورہ الفرقان	۳۷
۱۵۔ سورہ الشعرآء	۱۰۵،۱۰۶،۱۱۶
۱۶۔ سورہ العنکبوت	۱۴
۱۷۔ سورہ الأحزاب	۷۰
۱۸۔ سورہ الصافات	۷۵،۷۹
۱۹۔ سورۃ صٓ	۱۲
۲۰۔ سورہ المومن	۵،۳۱
۲۱۔ سورۃ الشوریٰ	۱۳
۲۲۔ سورۃ قٓ	۱۲
۲۳۔ سورہ الذاریات	۴۶
۲۴۔ سورہ النجم	۵۲
۲۵۔ سورہ القمر	۹
۲۶۔ سورہ الحدید	۲۶
۲۷۔ سورہ التحریم	۱۰
۲۸۔ سورہ نوح	۱ تا ۲۸

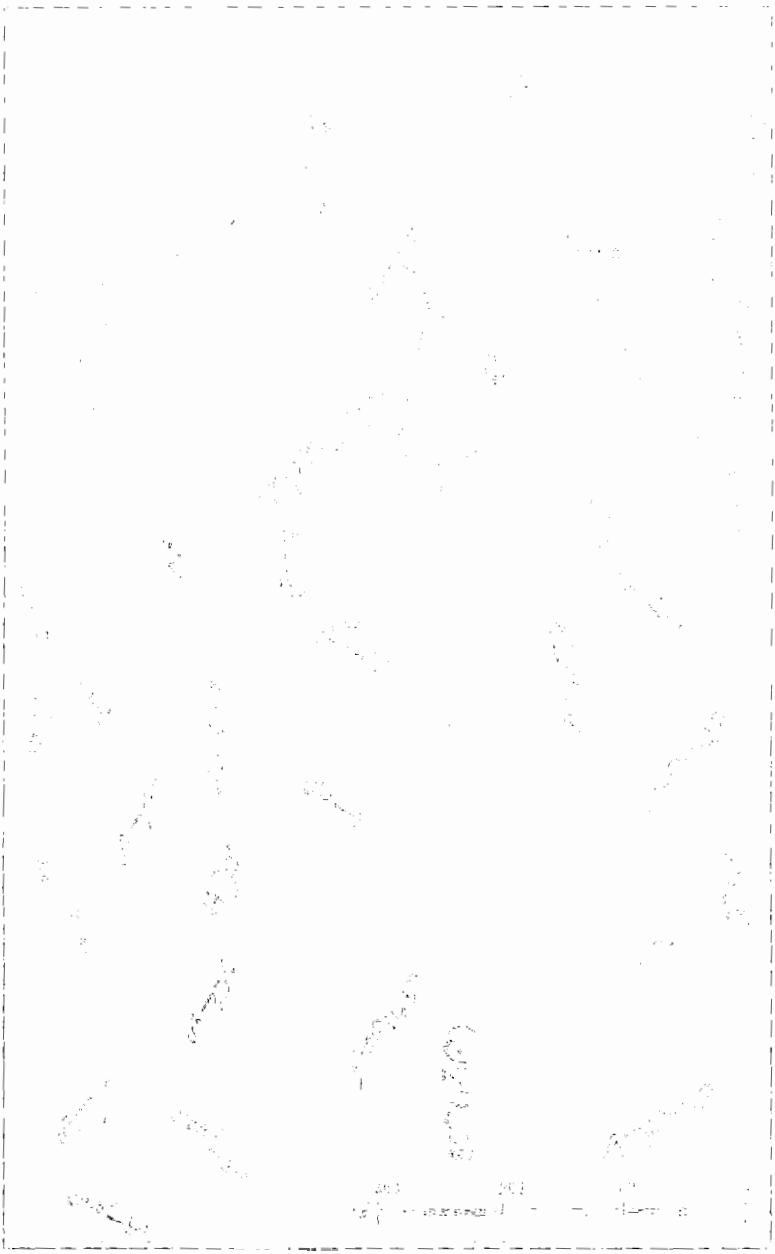

سیّدنا ھود علیہ السلام

دراز قد، تنومند، بارعب، نورانی چہرہ، کشادہ پیشانی، عقابی نگاہیں، سرخ وسفید رنگ، پر کشش شخصیت سیّدنا نوح علیہ السلام کی آٹھویں پشت پر سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے یمن کے مشہور ومعروف شہر حضرموت کے شمال میں واقع سرزمین اَحقاف میں آباد متکبر سرکش، ظالم اور ناعاقبت اندیش قوم عاد کی راہنمائی کیلئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے رسول سیّدنا ھود علیہ السلام کا ایمان افروز تذکرہ پیش خدمت ہے۔

☆ ❀ ☆

سیّدنا ھود علیہ السلام کو ایک ایسی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا جو ہمیشہ طاقت اور اقتدار کے نشے میں مخمور رہتی تھی جو اپنے زور بازو کے گھمنڈ میں بدمست ہو کر اکثر وبیشتر فخریہ انداز میں یہ کہا کرتی تھی: " مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً " ہم سے بڑھ کر بھلا کون طاقت ور ہوگا"؟ اس قوم کا نام عاد تھا اسے قوم اِرَم کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں لفظ بلند وبالا کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں چونکہ اس قوم کے افراد قد کاٹھ کے اعتبار سے طویل قامت تھے قد بت ایسے تھے جیسے کھجور کے تنے ہوتے ہیں اس لئے پوری قوم کا نام ہی عاد یا اِرَم رکھ دیا گیا جیسا کہ قرآن حکیم

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ ((الفجر: ٦-١))

تم نے دیکھا نہیں کہ تیرے رب نے کیا برتاؤ کیا اونچے ستونوں والے عاد ارم کے ساتھ جن کی مانند کوئی قوم دنیا کے ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی تھی

قوم عاد آٹھ بتوں کی پجاری تھی جبکہ قوم نوح نے اپنی عبادت کیلئے صرف پانچ بت نامزد کر رکھے تھے۔ جن کے نام قرآن حکیم میں "وَد ، سُواع ، یَغُوث ، یَعُوق اور نَسر بیان کئے گیے ہیں قوم عاد ان بتوں کی بھی پجاری تھی اور مزید تین صمُود، هَتّار اور صدا نامی بتوں کی بھی پوجا پاٹ کیا کرتے تھے۔ بت پرستی کے ساتھ ساتھ ظلم وستم ڈھانا، حق کو جھٹلانا، رسول برحق کا مذاق اڑانا، اپنی طاقت پر اترانا اور کمزوروں کو ستانا اس قوم کا محبوب مشغلہ تھا۔

سیدنا ھود علیہ السلام نے اس قوم کو راہ راست پر لانے کی انتھک کوشش کی لیکن اس کے نصیب ہی پھوٹے ہوئے تھے۔ سیدنا ھود علیہ السلام کا ھمدردانہ طرز عمل، شیریں کلام، قوم کو کامیابی وکامرانی کے اسرار ورموز سے آگاہی، اپنے ذاتی مفادات سے مکمل کنارہ کشی، ایک اللہ کی عبادت کی تلقین اور معبودان باطلہ کے بے بس ہونے کی نشاندہی کا دلکش اور دیدہ زیب انداز قرآن حکیم میں مختلف زاویوں سے بیان کیا گیا ہے۔

سورہ شعراء میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ منظر اس انداز میں بیان کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَذَّبَتْ عَادُ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ۝ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ۝ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ۝

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ۝ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

((الشعراء : ۱۳۳ - ۱۴۰))

عاد نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب ان کے بھائی ھود نے ان سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے ایک امانت دار رسول ہوں۔ لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں۔ میرا اجر تو رب العالمین کے ذمے ہے۔ یہ تمہارا کیا حال ہے کہ ہر اونچے مقام پر لاحاصل ایک یادگار بنا ڈالتے ہو۔ اور بڑے بڑے محل تعمیر کرتے ہو گویا تمہیں ہمیشہ رہنا ہے۔ اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو جبار بن کر ڈالتے ہو۔ پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ ڈرو اس سے جس نے وہ کچھ تمہیں دیا ہے۔ جو تم جانتے ہو تمہیں جانور دیئے، بیٹے دیئے، باغ دیئے، اور چشمے دیئے، مجھے تمہارے حق میں ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ ''انہوں نے جواب دیا'' تو نصیحت کر یا نہ کر، ہمارے لئے سب یکساں ہے۔ یہ باتیں تو یونہی ہوتی چلی آتی ہیں۔ اور ہم عذاب میں مبتلا ہونے والے نہیں ہیں آخر کار انہوں نے اسے جھٹلا دیا۔ اور ہم نے ان کو ہلاک کر دیا یقیناً اس میں ایک نشانی ہے۔ مگر ان میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی۔

سیدنا ھود علیہ السلام نے اپنی قوم کی فکری، نظریاتی اور عملی بے راہ روی پر کیسے مواظبت ہوتے ہوئے

اسے راہ راست پر لانے کی ہر چند کوشش کی لیکن قوم عاد اپنی سرکشی، اور ہٹ دھرمی سے باز نہ آئی، بلکہ اس قوم کے منچلے الٹا انہیں مزاحیہ انداز میں کہنے لگے کہ تم یہ بہکی بہکی باتیں اس لئے کر رہے ہو کہ ہمارے خداؤں نے تمہاری عقل میں فتور پیدا کر دیا ہے۔ ہم اپنے خداؤں کی عبادت کرتے رہیں گے۔ ہم اپنے آباؤ واجداد کے نقش قدم پر چلتے رہیں گے۔ سیّدنا ھود علیہ السلام نے بڑی ہی ہمدردی کا انداز اپناتے ہوئے کہا: مجھے آپ لوگوں سے کوئی لالچ نہیں اور نہ ہی میں آپ سے کسی مالی فائدے کی کوئی امید وابستہ کئے ہوئے ہوں۔ میں تو تم سے محض خیر خواہی کا جذبہ رکھتا ہوں۔ میری باتیں مان لوگے تو تمہارے حق میں بہتر ہوگا نہیں مانو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لاکر آباد کر دے گا۔ اور تمہیں صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دے گا۔

سورہ ھود میں اللہ تعالیٰ نے یہ منظر اس انداز سے بیان کیا ہے۔

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ○ يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ وَ يٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ○ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْۤ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ○ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْۤا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ○ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ○ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا

نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَتِلْكَ عَادٌ ۖ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۝ ((ھود: ۵۰-۶۰))

اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ھود کو بھیجا اس نے کہا۔ اے برادران قوم، اللہ کی بندگی کرو۔ تمہارا کوئی معبود حقیقی اسکے سوا نہیں ہے، تم نے محض جھوٹ گھڑ رکھے ہیں، اے برادران قوم. اس کام پر میں تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا، میرا اجر تو اس کے ذمے ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ کیا تم عقل سے ذرا کام نہیں لیتے اور اے میری قوم کے لوگو! اپنے رب سے معافی چاہو پھر اس کی طرف پلٹو اور وہ تم پر آسمان کے دہانے کھول دے گا وہ تمہاری موجودہ قوت میں مزید قوت کا اضافہ کردے گا۔ مجرم بن کر بندگی سے منہ نہ پھیرو۔ انہوں نے جواب دیا: اے ھود تو ہمارے پاس کوئی واضح شھادت لے کر نہیں آیا ہے اور تیرے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے، اور تجھ پر ہم ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تیرے اوپر ہمارے معبودوں میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے۔ ھود علیہ السلام نے کہا میں اللہ کی شھادت پیش کرتا ہوں اور تم گواہ رہو کہ یہ جو اللہ کے سوا دوسروں کو تم نے خدائی میں شریک ٹھہرا رکھا ہے اس سے میں بیزار ہوں۔ تم سب کے سب مل کر میرے خلاف اپنی کرنی میں کسر نہ اٹھا رکھو اور مجھے ذرا مہلت نہ دو میرا بھروسا اللہ پر ہے۔ جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی۔ کوئی جان دار ایسا نہیں جس کی چوٹی اس کے ہاتھ میں نہ ہو۔ بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔ اگر تم منہ پھیرتے ہو تو پھیر لو جو پیغام دے کر میں تمہارے پاس بھیجا گیا تھا۔ وہ تم کو پہنچا چکا ہوں اب میرا رب تمہاری جگہ دوسری قوم کو اٹھائے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ یقیناً میرا رب ہر چیز پر نگران ہے پھر جب

ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے اپنی رحمت سے ھود علیہ السلام کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے نجات دے دی. اور ایک سخت عذاب سے انہیں بچا لیا. یہ ہیں عاد اپنے رب کی آیات سے انہوں انکار کیا. اس کے رسولوں کی بات نہ مانی. اور ہر ظالم دشمن حق کی پیروی کرتے رہے. آخر کار اس دنیا میں بھی ان پر پھٹکار پڑی اور قیامت کے روز بھی۔ سنو عاد نے اپنے رب سے کفر کیا، سنو دور پھینک دیئے گئے عاد ھود کی قوم کے لوگ۔

سیدنا ھود علیہ السلام نے اپنی قوم کو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تلقین کرتے ہوئے واضح دوٹوک انداز میں کہا۔ کہ سنو اللہ ہی تمہارا معبود حقیقی ہے. سب آستانے چھوڑ کر صرف اسی کے ہو کر رہو، تمہیں میں یہ مشورہ امانت، دیانت اور خیر خواہی کی بنیاد پر دے رہا ہوں. مان جاؤ اچھے رہو گے۔ تمہاری دنیا بھی بہتر ہو جائے گی اور آخرت بھی تم ذرا اپنی جسمانی ساخت کی طرف دیکھو اپنی تاریخ پہ نظر دوڑاؤ، قوم نوح کی تباہی و بربادی کو یاد کرو، اپنی معاشی و اقتصادی خوشحالی کا اندازہ کرو، روئے زمیں پر اپنے رعب و دبدبہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ذرا غور کرو یہ سب نعمتیں اللہ وحدہ لاشریک کی عنایت کردہ ہیں ان نعمتوں کے شکر کا تقاضہ یہ ہے کہ اسی ذات کو معبود حقیقی سمجھو۔

قوم عاد یہ نصیحت آموز باتیں سنتے ہی کہنے لگی:

اے ھود یہ کیسی حماقت ہے بھلا ایک ہی رب اپنے سب بندوں کی ساری ضرورتیں کیسے پوری کر سکتا ہے یہ سراسر جھوٹ ہے. فریب ہے. ہم اپنے باپ دادا کے نقش قدم پر ہی چلیں گے.

سیدنا ھود علیہ السلام نے فرمایا باز آ جاؤ ضد نہ کرو میں رب العالمین کی جانب سے منصب رسالت پر فائز ہوں تمہارے فائدے کی بات کہتا ہوں. اگر تم نے اپنا رویہ اور نظریہ نہ بدلا تو تباہ و برباد ہو جاؤ گے قوم نوح کی طرح صفحہ ہستی سے مٹا دیئے جاؤ گے یہ باتیں سن کر قوم عاد نے اپنی روایتی سرکشی کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے کہا: جاؤ لے آؤ جو عذاب لانا چاہتے ہو یہ روزانہ کی کل

کل بھی ختم ہو، دیکھ لیتے ہیں تمہاری سچائی کو بھی اب پتہ چلے گا کہ تم کتنے پانی میں ہو؟
یہ منظر کشی سورہ اعراف میں کچھ اس انداز میں بیان کی گئی ہے۔

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ۝ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ ؕ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۝ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ مَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۝ ((الاعراف: ۶۵-۷۲))

اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ھود کو بھیجا۔ اس نے کہا اے برادران قوم! اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ پھر کیا تم غلط روی سے پرہیز نہ کرو گے؟ اس کی قوم کے سرداروں نے جو اس کی بات ماننے سے انکار کر رہے تھے۔ جواب میں کہا: ہم تو تمہیں بے عقلی میں مبتلا سمجھتے ہیں اور ہمیں گمان ہے کہ تم جھوٹے ہو۔ اس نے کہا اے برادران قوم! میں بے عقلی میں مبتلا نہیں ہوا بلکہ میں رب

العالمین کا رسول ہوں۔تم کو اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں، اور تمہارا ایسا خیر خواہ ہوں کہ جس پر بھروسا کیا جاسکتا ہے۔کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ تمہارے پاس تمہاری اپنی قوم کے ایک آدمی کے ذریعے سے تمہارے رب کی یاددہانی آئی تاکہ وہ تمہیں خبردار کرے بھول نہ جاؤ کہ تمہارے رب نے نوح علیہ السلام کے بعد تم کو اس کا جانشین بنایا اور تمہیں خوب تنومند کیا' پس اللہ کی قدرت کے کرشموں کو یاد رکھو' امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔انہوں نے جوب دیا۔کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم اکیلے اللہ ہی کی عبادت کریں اور انہیں چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں اچھا تو لے آوہ عذاب جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے اگر تو سچا ہے. اس نے کہا تمہارے رب کی پھٹکار تم پر پڑ گئی اور اس کا غضب ٹوٹ پڑا' کیا تم مجھ سے ان ناموں پر جھگڑتے ہو' جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں جس کے لئے اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی ہے۔اچھا تو تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں آخر کار ہم نے اپنی مہربانی سے ھود اور اس کے ساتھیوں کو بچالیا اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جو ہماری آیات کو جھٹلا چکے تھے.اور ایمان لانے والے نہ تھے۔

قوم عاد کا تکبر،نخوت،سرکشی،رعب ودبدبہ گھمنڈ اور طمطراق حد سے بڑھ کر تھا۔قوم عاد کے افراد ہر وقت طاقت کے نشے میں مخمور رہتے تھے ہر دم ان کی زبان پر یہی کلمات رہتے ''کوئی ہم سا ہو تو سامنے آئے'' ان کے اس بہیمانہ انداز کو قرآن حکیم میں یوں بیان کیا گیا۔

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ

الْاٰخِرَةِ اَخْزٰے وَھُمْ لَا یُنْصَرُوْنَ○ ((ہود : ۱۵ - ۱۶))

عاد کا حال یہ تھا کہ وہ زمین میں کسی حق کے بغیر بڑے بن بیٹھے اور کہنے لگے کوئی ہے ہم سے زیادہ طاقت ور ان کو یہ نہ سوجھا کہ جس اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ طاقت ور ہے۔ وہ ہماری آیات کا انکار ہی کرتے رہے' آخر کار ہم نے چند منحوس دنوں میں سخت طوفانی ہوا ان پر بھیج دی' تا کہ انہیں دنیا کی زندگی میں ذلت ورسوائی کے عذاب کا مزا چکھا دیں اور آخرت کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ رسوا کن ہے اور وہاں ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔

صحیح ابن حبان میں سیّدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے ابو ذر: چار انبیاء ورسل ایسے ہیں جن کی زبان عربی تھی اور وہ ہیں ھود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام، اور تیرا نبی میں صلی اللہ علیہ وسلم۔ ھود علیہ السلام فصیح عربی زبان میں گفتگو فرمایا کرتے تھے، سیّدنا ھود علیہ السلام سیّدنا نوح علیہ السلام کی نسل میں سے تھے انکا سلسلہ نسب یہ تھا۔

ھود بن عبداللہ بن رباح الجارود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام سیّدنا ھود علیہ السلام قبیلہ عاد کے فرد تھے جو وادیٔ اَحقاف میں رہائش پذیر تھے اور یہ عالی شان آبادی یمن کے مشہور ومعروف شہر حضر موت کے شمال میں واقع تھی قوم عاد کے جملہ افراد بڑے قد آور تھے' بلند وبالا ستونوں پر استوار محلات بنا کر ان میں رہنے کے عادی تھے' بتوں کی عبادت کے دلدادہ تھے' کمزوروں پر ظلم وستم ڈھانا ان کی عادت تھی، سیّدنا ھود علیہ السلام نے ان کو راہ راست پر لانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن اس قوم نے اپنی روایتی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیّدنا ھود علیہ السلام کی دعوت کو یکسر مسترد کر دیا۔ قوم عاد کا بت پرستی کے ساتھ ساتھ یہ نقطۂ نگاہ بھی تھا کہ بس دنیا کی صرف یہی زندگی ہے کھاؤ پیو مزے اڑاؤ مرنے کے بعد پھر دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا ھود بھی تو ھمارے جیسا ایک

انسان ہے اس کا کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا ہم جیسا ہے۔ اس میں کون سا ایسا امتیاز پایا جاتا ہے کہ ہم اس کی بات کو مان کر اپنے باپ دادا کے طرز عمل سے منحرف ہو جائیں یہ تو ہمارے لئے سراسر گھاٹے کا سودا ہے اس کی باتیں بالکل فضول ہیں یہ جھوٹ کا پلندہ معلوم ہوتی ہیں سیدنا ھود علیہ السلام کو اپنی قوم کا یہ طرز عمل دیکھ کر بڑا دکھ ہوا تنگ آ کر اللہ تعالیٰ سے مدد کی التجا کی تو اللہ تعالیٰ نے تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا گھبرائیں نہیں ہم ان سے نپٹ لیں گے عنقریب آپ اس قوم کا عبرت ناک انجام دیکھ لیں گے۔

سورہ المؤمنون میں اس واقعے کو کچھ اس انداز میں بیان کیا گیا ہے:

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ
اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلَاُ
مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ
مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝ وَلَىِٕنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝
اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝ هَيْهَاتَ
هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ
بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُۨ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝
قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ۝
فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَاۗءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

((المومنون : ۳۱ - ۴۱))

پھر ان کے بعد ہم نے ایک اور امت پیدا کی اور ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا اس نے کہا اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا معبود حقیقی نہیں کیا تم ڈرتے نہیں

ہو اس کی قوم کے سرداروں نے اور ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں دنیاوی زندگی میں آسودگی و خوشحالی دے رکھی تھی۔ انہوں نے کہا یہ تو تمہارے جیسا ایک انسان ہے جو تم کھاتے ہو وہی یہ کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو وہی یہ پیتا ہے اگر تم نے اپنے جیسے انسان کی اطاعت اختیار کر لی تو تم خسارے میں رہو گے کیا یہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ جب تم مر کر خاک اور ہڈی رہ جاؤ گے تو پھر زندہ نکالے جاؤ گے۔ نہیں نہیں یہ دور بہت دور کی بات ہے جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو یہ زندگی تو صرف دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے جیتے رہتے ہیں۔ ہم پھر اٹھائے نہیں جائیں گے یہ ایک ایسا شخص ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ہے ہم تو اس پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ نبیؑ نے دعا کی کہ پروردگار ان کے جھٹلانے پر تو میری مدد کر۔ اللہ نے فرمایا یہ تو بہت ہی جلد اپنے کئے پر پچھتانے لگیں گے آخر کار ایک چیخ نے انہیں پکڑ لیا اور ہم نے انہیں کوڑا کرکٹ کر ڈالا تو ظالموں کے لئے پھٹکار ہو۔

☆ ❀ ☆

سیدنا ھود علیہ السلام نے سرزمین اَحقاف میں آباد اپنی قوم کو شرک سے اجتناب کرنے اور صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی تلقین کی اور انہیں اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ اگر تم شرک سے باز نہیں آؤ گے تو دردناک عذاب کی لپیٹ میں آجاؤ گے۔ سرکش قوم کے منچلے افراد نے سینہ تان کر کہا کہ ٹھیک ہے تم جس عذاب کی آئے دن ہمیں دھمکی دیتے رہتے ہو وہ لے آؤ ہم دیکھ لیں گے تمہارے عذاب کو بھی۔ جب آسمان پر کالی گھٹائیں چھا گئیں تو قوم کے چہرے کھل گئے۔ کہنے لگے واہ واہ ایسے گھنے بادلوں کے تو ہم بڑی دیر سے منتظر تھے۔ اب بارش برسے گی پیاسی زمین سیراب ہوگی، کھیتیاں لہلہائیں گی، کیا مزے ہوں گے۔

انہیں اس بات کا احساس ہی نہیں تھا کہ ان کالی گھٹاؤں میں کیسا ہولناک طوفان چھپا

ہوا ہے۔ سورہ اُحقاف میں اس صورت حال کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۡ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّىْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

((الأحقاف : ۲۱ - ۲۴))

اور عاد کے بھائی کو یاد کرو جبکہ اس نے اپنی قوم کو اُحقاف میں ڈرایا اور یقیناً اس سے پہلے بھی ڈرانے والے گزر چکے ہیں اور اس کے بعد بھی۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی عبادت نہ کرو بے شک میں تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب سے خوف کھاتا ہوں۔ قوم نے جواب دیا کیا آپ ہمارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ہمیں اپنے خداؤں کی پرستش سے باز رکھیں؟ اگر تم سچے ہو تو وہ عذاب لے آؤ جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو۔ اس (ھود علیہ السلام) نے کہا اس کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے میں تو تمہیں وہ احکام پہنچا رہا ہوں جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادان ہو پھر جب انہوں نے دیکھا کہ بادل ان کی وادیوں کی طرف آ رہا ہے تو کہنے لگے یہ تو بادل ہے جو ہم پر برس کر رہے گا۔ کہا نہیں یہ وہ عذاب ہے جس کے لئے تم جلدی کیا کرتے تھے یعنی آندھی جس میں درد دینے والا عذاب بھرا ہوا ہے۔ جو ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے تباہ کئے دیتی ہے تو وہ ایسے ہو گئے کہ ان کے گھروں کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا گناہگار لوگوں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔

قوم عاد کی اصلاح کا جب کوئی امکان باقی نہ رہا تو اسے تند و تیز طوفانی ہوا کے ذریعے تباہ و برباد کر دیا گیا۔ سورہ الذاریات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ۝ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ۝ ((الذاریات : ۴۱ - ۴۲))

اور تمہارے لئے نشانی ہے عاد میں جبکہ ہم نے ان پر ایک ایسی منحوس ہوا بھیج دی کہ جس چیز پر بھی وہ گذر گئی اسے بوسیدہ کر کے رکھ دیا۔

سورہ نجم میں اللہ تعالیٰ نے قوم عاد، قوم ثمود اور قوم نوح کی تباہی و بربادی کا ایک ساتھ تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ قومیں مجموعی اعتبار سے سرکش، ظالم اور کفر و عناد کی دلدل میں دھنسی ہوئی تھیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰى ۝ وَثَمُوْدَا فَمَاۤ اَبْقٰى ۝ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ۝ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ۝ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ۝ ((النجم : ۵۰ - ۵۵))

اور یہ کہ اسی نے عاد اولیٰ کو ہلاک کیا اور ثمود کو ایسا مٹایا کہ ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا اور ان سے پہلے قوم نوح کو تباہ کیا کیونکہ وہ تھے ہی بڑے ظالم اور سرکش اور اوندھی گرنے والی بستیوں کو اٹھا پھینکا پھر چھا دیا ان پر وہ کچھ جو تم جانتے ہی ہو کہ چھا دیا پس اے انسان اپنے رب کی کن کن نعمتوں میں تو شک کرے گا۔

سورہ قمر میں اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کی تباہی و بربادی کا تذکرہ اس انداز میں کیا۔

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝ تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○ ((القمر : ۱۸-۲۲))

عاد نے جھٹلایا تو دیکھ لو کہ کیسا تھا میرا عذاب اور کیسی تھی میری تنبیہات ہم نے ایک پیہم نحوست کے دن سخت طوفانی ہوا ان پر بھیج دی جو لوگوں کو اٹھا اٹھا کر اس طرح پھینک رہی تھی جیسے کہ وہ جڑ سے اکھڑے ہوئے کھجور کے تنے ہوں پس دیکھ لو کیسا تھا میرا عذاب اور کیسی تھی میری تنبیہات ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لئے آسان ذریعہ بنا دیا ہے پھر کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔

سورہ الحاقۃ میں قوم عاد پر آنے والے عذاب کا تذکرہ اس انداز میں بیان کیا گیا ۔

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ○ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ○ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ○ ((الحاقۃ : ۶ - ۸))

اور عاد ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دیئے گئے اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلسل سات رات اور آٹھ دن ان پر مسلط رکھا۔ تم وہاں ہوتے تو دیکھتے کہ وہ وہاں اس طرح پچھڑے پڑے ہیں جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں۔ اب کیا ان میں سے کوئی تمہیں باقی بچا نظر آتا ہے۔

ہولناک عذاب کے آثار دکھائی دیئے تو سیدنا ھود علیہ السلام اپنا علاقہ سرزمین اَحقاف کو چھوڑ کر یمن کے مشہور و معروف شہر حضر موت کی طرف چلے آئے۔

پورا اَحقاف کا علاقہ عذاب الٰہی کی گرفت میں آ گیا۔ مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن کانوں کے پردے پھاڑ دینے اور دل چیر دینے والی گونج دار طوفانی ہوا چلی جس نے پوری آبادی کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ پوری قوم کے جملہ افراد کو پیچ پیچ کر مارا اور موت کی نیند سلا دیا۔ اب وہاں سوائے باریک ریت کے ٹیلوں کے انسانی یا حیوانی زندگی کے کوئی آثار نہیں پائے جاتے۔

یہ علاقہ اب صحرائے ربع الخالی کا حصہ بن چکا ہے۔ سیاح اس علاقے میں جانے کی ہمت نہیں رکھتے کیونکہ جو بھی وہاں گیا وہ واپس نہیں آسکتا۔ وہیں ریت میں دھنس کر ہلاک ہو جائے گا صدیاں بیت گئیں لیکن عذاب الٰہی کے آثار ابھی تک موجود ہیں۔ سیدنا ھود علیہ السلام نے اپنی بقیہ زندگی حضرموت میں بسر کی اور وہیں اپنی طبعی زندگی گذار کر داعی اجل کو لبیک کہا اور قیامت تک کے لئے آسودۂ خاک ہو گئے باقی رہے نام اللہ کا۔

اللہ رب العزت نے سورۃ توبہ میں اُقوام عالم کی تباہی و بربادی کے تذکرے کے ضمن میں یہ حقیقت بیان کی کہ ان کی ہلاکت اپنی کوتاہیوں، بداعمالیوں اور خرمستیوں کی وجہ سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے تو انہیں راہ راست پر لانے کیلئے اپنے برگزیدہ اور محبوب پیغمبروں کو انکی طرف بھیجا انہوں نے اپنی اپنی قوم کو سیدھا راستہ دکھانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر بدستور قائم رہے جس کے نتیجے میں یہ عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آگئیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلَمْ یَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ وَ قَوْمِ اِبْرٰهِیْمَ وَ اَصْحٰبِ مَدْیَنَ وَ الْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ○

((سورۃ توبہ : ۷۰))

کیا ان لوگوں کو اپنے پیش روؤں کی تاریخ نہیں پہنچی نوح کی قوم، عاد، ثمود، ابراھیم کی قوم، مدین کے لوگ اور وہ بستیاں جنہیں الٹ دیا گیا ان کے رسول ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آتے پھر یہ اللہ کا کام نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا مگر وہ آپ ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے۔

ریت کی دبیز تہہ ہٹائے جانے کے بعد منصوب قوم عاد کا شہر جو قرآن مجید کی حقانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے

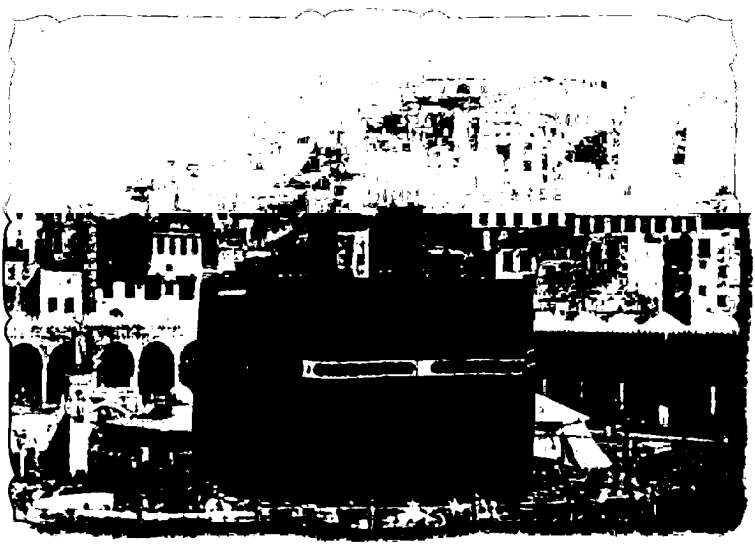

جنت قلب ونظر ..... بیت اللہ کا ایک قدیم منظر

عذاب الٰہی میں گرفتار قوموں کا رویہ پیغمبروں کے ساتھ انتہائی گستاخانہ تھا جس کی بنا پر وہ عبرتناک سزا کا مستحق قرار دی گئیں۔ سورہ ابراھیم میں اس کی ایک جھلک کچھ یوں دکھائی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۛؕ وَ الَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛؕ لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرَدُّوْۤا اَیْدِیَهُمْ فِیْۤ اَفْوَاهِهِمْ وَ قَالُوْۤا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَ اِنَّا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ○ ((ابراہیم : ۹))

کیا تمہیں ان قوموں کے حالات نہیں پہنچے جو تم سے پہلے گذر چکی ہیں قوم نوح، عاد، ثمود اور ان کے بعد آنے والی بہت سی قومیں جن کا شمار اللہ ہی کو معلوم ہے ان کے رسول جب ان کے پاس صاف صاف باتیں اور کھلی کھلی نشانیاں لئے ہوئے آئے تو انہوں نے اپنے منہ ہاتھ میں دبا لئے اور کہا کہ جس پیغام کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو ہم اس کو نہیں مانتے اور جس چیز کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو اس کی طرف سے ہم سخت خلجان آمیز شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

سورہ فرقان میں ان اقوام کی تباہی و بربادی کا تذکرہ اس انداز میں کیا گیا۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ قَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَ جَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰیَةً ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ۚ○ وَّ عَادًا وَّ ثَمُوْدَا وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ وَ قُرُوْنًۢا بَیْنَ ذٰلِكَ كَثِیْرًا ○ وَ كُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۫ وَ كُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِیْرًا ○
((الفرقان : ۳۷ - ۳۹))

اور یہی حال قوم نوح کا ہوا جب انہوں نے رسولوں کی تکذیب کی ہم نے ان کو غرق کر دیا اور دنیا بھر کے لوگوں کے لئے ایک نشان عبرت بنا دیا اور ان ظالموں کے لئے

ایک دردناک عذاب ہم نے مہیا کر رکھا ہے اسی طرح عاد اور ثمود اور اصحاب الرس اور درمیانی صدیوں کے بہت سے لوگ تباہ کئے گئے ان میں سے ہر ایک کو ہم نے پہلے تباہ ہونے والوں کی مثالیں دے دے کر سمجھایا اور آخر کار ہر ایک کو غارت کر دیا۔

☆ ❀ ☆

سورہ عنکبوت میں ان قوموں کا تذکرہ اس انداز میں بیان کیا گیا ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَ قَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ كَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ۙ وَقَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۫ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۚ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ((العنکبوت: ۳۸-۴۰))

عاد و ثمود کو ہم نے ہلاک کیا تم وہ مقامات دیکھ چکے ہو جہاں وہ رہتے تھے ان کے اعمال کو شیطان نے ان کیلئے خوش نما بنا دیا اور انہیں راہ راست سے برگشتہ کر دیا حالانکہ وہ ہوش گوش رکھتے تھے اور قارون فرعون وھامان کو ہم نے ہلاک کیا موسیٰ ان کے پاس بینات لے کر آیا مگر انہوں نے زمین پر اپنی بڑائی کا زعم کیا حالانکہ وہ سبقت لے جانے والے نہ تھے آخر کار ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ میں پکڑا پھر ان میں سے کسی پر ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیجی اور کسی کو ایک زبردست دھماکے نے آلیا اور کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو غرق کر دیا اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔

☆ ❀ ☆

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان اقوام کی تباہی کا حقیقی سبب رسولوں کی تکذیب کو قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۝ وَثَمُوْدُ وَ قَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الْاَحْزَابُ ۝ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝ ((صٓ : ۱۲ - ۱۴))

ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور میخوں والا فرعون (اس قوم) جھٹلا چکے ہیں۔ اور ثمود اور قوم لوط اور ایکہ والے بھی۔ یہی وہ گروہ تھے جنہوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور میری عقوبت کا فیصلہ ان پر چسپاں ہو کر رہا۔

سورۃ قٓ میں ان اقوام کا انجام اس انداز میں بیان کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُ ۝ وَعَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝ ((قٓ : ۱۳))

اس سے پہلے نوح کی قوم اور اصحاب الرس اور ثمود اور عاد اور فرعون اور لوط کے بھائی اور ایکہ والے اور تبع کی قوم کے لوگ بھی جھٹلا چکے ہیں ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا اور آخر کار میری وعید ان پر چسپاں ہو گئی۔

☆ ❀ ☆

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے دستور کے مطابق قوم عاد کی تباہی و بربادی سے پہلے اپنے برگزیدہ پیغمبر سیدنا ھود علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے خوش نصیب افراد کو سرزمین احقاف سے کوچ کر جانے کا اشارہ دے دیا آپ وہاں سے نقل مکانی کر کے یمن کے مشہور و معروف شہر حضر موت [illegible]

سیّدنا ھود علیہ السلام کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کیلئے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ مسند امام احمد	۴۸۲/۳
۲۔ جامع ترمذی	۳۲۷۳
۳۔ مستدرک حاکم	۴۵۶/۲
۴۔ مجمع الزوائد	۱۱۳/۷
۵۔ الطبرانی	۴۲۲/۱۲
۶۔ صحیح البخاری	۳۰۹/۱ (۱۰۳۵)
۷۔ مسلم	۶۱۶
۸۔ ابوداؤد	۲۱۶۰
۹۔ ابن ماجہ	۲۲۵۲

قرآن حکیم کی وہ آیات جن میں ھود علیہ السلام اور ان کی قوم عاد کا تذکرہ کیا گیا ہے

۱۔ سورہ الفجر	۶
۲۔ سورہ الشعرآء	۱۲۳ - ۱۴۰
۳۔ سورہ ھود	۵۰ - ۶۰
۴۔ سورہ الأعراف	۶۵ - ۷۲
۵۔ سورہ حم السجدۃ	۱۵ - ۱۶
۶۔ سورہ المؤمنون	۳۱ - ۴۱
۷۔ سورہ الأحقاف	۲۱ - ۲۴
۸۔ سورہ النجم	۵۰ - ۵۵

۹۔ سورہ القمر	۱۸ - ۲۲
۱۰۔ سورہ الحاقہ	۶ - ۸
۱۱۔ سورہ توبۃ	۷۰
۱۲۔ سورہ ابراھیم	۹
۱۳۔ سورہ الفرقان	۳۷ - ۳۸ - ۳۹
۱۴۔ سورہ العنکبوت	۳۸ - ۴۰
۱۵۔ سورہ صٓ	۱۲ - ۱۳ - ۱۴
۱۶۔ سورہ ق	۱۳

سیّدنا صالح علیہ السلام

ثمود ایک عرب قبیلے کا نام ہے یہ حجاز اور تبوک کے درمیانی علاقے حجر میں آباد تھا۔ سیّدنا نوح علیہ السلام کے پڑپوتے عاثر کے دو بیٹے تھے ایک بیٹے کا نام جدیس تھا اور دوسرے کا ثمود۔ اس کے نام پر قبیلے کا نام مشہور ہوا اس سے پہلے یہاں قوم عاد آباد تھی جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی لپیٹ میں آئی۔ ثمود کی طرف سیّدنا صالح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا۔ یہ بھی قبیلہ ثمود کے چشم و چراغ تھے۔

ان کا سلسلہ نصب یہ تھا۔ صالح بن عبید بن ماسح بن عبید بن حادر بن عاثر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام قبیلہ ثمود بھی عاد کی طرح بتوں کا پجاری تھا۔ اس قبیلے کی رہائش کا صدر مقام ''مدائن صالح'' تھا۔ یہ جگہ مدینہ منورہ اور تبوک کے درمیان واقع ہے۔ حجاز سے جو تجارتی قافلے شام کی طرف جاتے وہ اسی مقام سے گزرتے تھے۔ پرانے زمانے میں اسی جگہ کو الحجر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہاں کے رہنے والوں کو قرآن حکیم نے اصحاب الحجر کہا ہے۔ آج بھی قوم ثمود کی رہائش گاہیں کھنڈرات کی صورت میں موجود ہیں۔ یہ قوم پہاڑوں کو تراش کر اپنے گھر بنایا کرتی تھیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک کے موقع پر یہاں سے گزرے تو آپ نے اپنے مجاہد صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم کو قوم ثمود کی تباہی کے بارے میں آگاہ کیا اور فرمایا یہ وہ علاقہ ہے جہاں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تھا۔ یہاں سے جلدی گذر جانا ہے۔ یہاں پر ٹھہرنا نہیں۔ جہاں پر اللہ کا عذاب نازل ہوا ہو وہ منحوس جگہ ہوتی ہے۔ وہاں ٹھہرنا نہیں چاہیے۔ وہاں پر ایک کنواں دیکھا اس کے بارے میں رسول ﷺ نے بتایا، اس کنویں سے سیّدنا صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔ وہاں پر ایک پہاڑی گزرگاہ کی طرف اشارہ کر کے آپ نے صحابہ کرامؓ کو بتایا کہ اس درے سے اونٹنی نمودار ہو کر قوم کے سامنے آئی تھی۔ اور بچے کو جنم دیا تھا۔ یہ درہ آج بھی فج الناقہ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

وسیع و عریض کھنڈرات کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں چار پانچ لاکھ کی آبادی ہوگی۔ پہاڑوں کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ عذاب الٰہی نے پہاڑوں کو پھاڑ چیر کر رکھ دیا ہے۔ قوم ثمود اپنے خالق حقیقی سے ناآشنا تھی۔ اس کا تمدن بگڑ چکا تھا۔ پہاڑوں کو تراش کر گھر بنانا اور بڑے بڑے محل تعمیر کرنا اس کا مشغلہ تھا۔ یہ قوم اپنے انجام سے بالکل بے خبر تھی۔ اس کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسی میں سے صالح علیہ السلام کو منصب رسالت پر فائز کیا۔ انہوں نے اپنی قوم کو سمجھانے کیلئے سر توڑ کوشش کی لیکن قوم نے ان کی ایک نہ سنی۔ بلکہ ان کے رسول ہونے کا ہی انکار کر دیا۔ لیکن سیّدنا صالح علیہ السلام فریضہ رسالت سرانجام دیتے ہوئے مسلسل قوم کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے رہے۔ آخر کار قوم نے تنگ آ کر سیّدنا صالح علیہ السلام سے یہ مطالبہ کر دیا کہ ہم تجھے تب سچا رسول مانیں گے کہ ہمارے سامنے اس پہاڑ کی گزرگاہ سے ایک گابھن اونٹنی برآمد ہو اور نمودار ہوتے ہی بچے کو جنم دے۔ قوم کے دل میں یہ بات تھی کہ ایسا کبھی نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

اس طرح ہمیشہ کے لیے ہماری جان چھوٹ جائے گی جب بھی یہ ہمیں تبلیغ کرنے کے لیے آئیں ہم ان سے یہ انوکھا مطالبہ کر دیا کریں گے۔ انہیں یہ معلوم ہی نہ تھا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جب سیّدنا صالح علیہ السلام نے اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے التجا کی تو معجزہ

رونما ہوا کہ قوم نے بچشم خود دیکھا کہ اس کے مطالبے کے مطابق گابھن اونٹنی پہاڑی درے سے برآمد ہوئی اور اس نے انکے سامنے بچے کو جنم دیا۔ قوم یہ منظر دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئی۔

یہ قانون قدرت ہے کہ جب کسی قوم نے اللہ کے نبی سے معجزے کا مطالبہ کیا۔ معجزہ رونما ہونے کے بعد قوم نے دعوت کو تسلیم نہ کیا تو اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ چونکہ قوم ثمود نے بھی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا۔ لہٰذا اسے بھی عذاب الٰہی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

قرآن حکیم میں سیدنا صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کا تذکرہ مختلف پیراؤں میں سورہ الاعراف سورہ الشعراء۔ سورہ نمل۔ سورہ ھود، سورہ حجر، سورہ فصلت، سورہ النجم، سورہ القمر، سورہ الحاقہ اور سورہ الفجر میں آیا ہے۔ کہیں تفصیل کیساتھ اور کہیں اختصار کے ساتھ اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ سورہ الاعراف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۘ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا ۖ فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُرْسَلٌ مِنْ رَبِّهِ ۚ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ

اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ○
((الاعراف : ۳ ـ ۹))

اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس نے اپنی قوم سے کہا اللہ کی عبادت کرو جس کے بغیر تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح معجزہ آچکا ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے معجزہ ہے اسے اللہ کی زمین میں چرنے کے لیے چھوڑ دو اور اسے کسی برے ارادے سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ ایک المناک عذاب تمہیں آلے گا۔ اور وہ وقت یاد کرو جب قوم عاد کے بعد تمہیں اللہ نے جانشین بنایا اور تمہیں اس علاقے میں آباد کیا۔ تم زمین کے ہموار میدانوں میں محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش خراش کر گھر بنا لیتے ہو لہٰذا اللہ کے احسانات کو یاد کرو اور زمین میں فساد نہ مچاتے پھرو۔ سیّدنا عاد علیہ السلام کی قوم کے متکبر سرداروں نے ان کمزور لوگوں کو جو ان میں سے ایمان لا چکے تھے کہا کیا تم یقیناً جانتے ہو کہ صالح علیہ السلام اپنے رب کا رسول ہے وہ کہنے لگے جو کچھ اسے دے کر بھیجا گیا ہے ہم تو اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ متکبر کہنے لگے: جس بات پر تم ایمان لاتے ہو ہم تو اسے ماننے والے نہیں۔ چنانچہ انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا اور اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی اور کہنے لگے اے صالح اگر تو رسول ہے تو جس عذاب کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے وہ لے آ۔ آخر انہیں زلزلے نے آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے۔ پھر صالح علیہ السلام یہ کہتے ہی ان کے ہاں سے چلے گئے کہ اے قوم میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا تھا اور تمہاری خیر خواہی بھی کی لیکن تم تو خیر خواہی کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتے۔

سورہ ھود میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کی تفصیل کچھ اس انداز میں بیان کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ۝ قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَیْتُهٗ ۫ فَمَا تَزِیْدُوْنَنِیْ غَیْرَ تَخْسِیْرٍ ۝ وَیٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِیْبٌ ۝ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَیْرُ مَكْذُوْبٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْیِ یَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ۝ وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ۝ ((ھود : ۶۸۔۶۱))

اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کرو جس کے سوا تمہارا کوئی اللہ نہیں اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اس میں آباد کیا لہٰذا اسی سے بخشش مانگو۔ پھر اسی کی طرف رجوع کرو۔ بلاشبہ میرا رب قریب ہے۔ دعا کو قبول کرنے والا ہے۔ کہنے لگے اے صالح پہلے تو ہماری

امیدوں کا سہارا تھا۔ کیا تو ہمیں ان کی عبادت سے روکتا ہے، جنہیں ہمارے آباء و اجداد پوجتے رہے۔ اور تو ہمیں جو دعوت دیتا ہے۔ بلاشبہ اس میں ہم مسترد ہیں۔ صالح علیہ السلام نے کہا اے میری قوم بھلا دیکھو اگر میں اپنے رب کی ایک واضح دلیل پر ہوں اور اسی نے مجھے رحمت بھی عطا کی پھر اسکی نافرمانی کروں تو اللہ کے مقابلے میں کون میری مدد کرے گا۔ تم تو میرے نقصان میں اضافہ کرار ہے ہو۔

اور اے قوم یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے ایک معجزہ ہے۔ اسے اللہ کی زمین میں چرنے دو اور کوئی تکلیف نہ پہنچانا ورنہ تمہیں بہت جلد عذاب آلے گا۔ مگر انہوں نے اس کو کاٹ ڈالا۔ تو صالح علیہ السلام نے کہا بس تین دن اپنے گھروں میں مزے کرلو۔ یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ پھر جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے صالح علیہ السلام کو اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں کو اپنی رحمت سے عذاب اور اس دن کی رسوائی سے بچالیا۔ بلاشبہ آپ کا رب طاقتور اور غالب ہے۔

اور جنہوں نے ظلم کیا تھا انہیں ایک چیخ نے آ پکڑا تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے رہ گئے جیسے وہ کبھی آباد ہی نہ ہوئے تھے۔ دیکھو ثمود نے اپنے رب کا انکار کیا دیکھو یہ ثمود بھی دھتکار دیے گئے۔

سورہ حجر میں اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کا اصحاب الحجر کے نام سے ذکر کیا ہے اور اس کے کردار اور انجام پر روشنی ڈالی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۝ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ ((الحجر:۸۰۔۸۴))

اور وادی حجر کے لوگوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا۔ ہم نے انہیں اپنی نشانیاں دیں مگر وہ اعراض ہی کرتے رہے، اور وہ لوگ پہاڑوں کو تراش کر امن سے اس میں

رہتے تھے۔ چنانچہ صبح کے وقت زبردست دھماکے نے انہیں آلیا۔ اور جو وہ پتھر کے مکان وغیرہ بناتے تھے۔ ان کے کسی کام نہ آسکے۔

سورہ شعراء میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیّدنا صالح علیہ السلام کے اسلوب دعوت قوم کی خوشحالی۔ ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی۔ پہاڑ سے اونٹنی کے معجزے کا ظہور۔ قوم کی سرکشی اور اس کی تباہی و بربادی کا تذکرہ نہایت ہی دلگیر انداز میں کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۝ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۝ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ۝ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ۝ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ ((الشعراء: ۱۴۱-۱۵۹))

قوم ثمود نے بھی رسولوں کو جھٹلایا جبکہ ان کے بھائی صالح علیہ السلام نے انہیں کہا تھا کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں میں یقیناً تمہارے لیے ایک امین رسول ہوں لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ میں تم سے اس کام کا کوئی صلہ نہیں مانگتا۔ میرا صلہ اللہ رب

العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تم یہاں امن سے رہنے کے لیے چھوڑ دیے جاؤ گے۔ ان باغات چشموں میں اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کے خوشے بہت ملائم ہیں۔ اور تم پہاڑوں کو تراش تراش کر فخر یہ ان میں گھر بناتے ہو۔ سو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور حد سے آگے گزرنے والوں کی بات نہ مانو۔ جو ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں اور اصلاح کا کوئی کام نہیں کرتے وہ کہنے لگے تم تو ایک سحر زدہ آدمی ہو تم ہمارے ہی جیسے ایک آدمی ہو۔ اگر تم سچے ہو تو ایک نشانی لاؤ۔ صالح علیہ السلام نے کہا نشانی یہ اونٹنی ہے ایک دن اس اونٹنی کے پانی پینے کے لیے مقرر ہے اور ایک دن تم سب کے لیے اسے کوئی دکھ نہ پہنچانا ورنہ ایک بڑے دن کا عذاب تمہیں آلے گا۔ مگر انہوں نے اسے ذبح کر ڈالا۔ اور پھر عذاب کے ڈر سے لگے پچھتانے، آخر عذاب نے انہیں آلیا اس میں بھی ایک نشانی ہے مگر اس میں اکثر ماننے والے نہیں۔ بلاشبہ آپ کا رب ہی سب پر غالب اور رحم کرنیوالا ہے۔

سورہ نمل میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا صالح علیہ السلام کی اپنی قوم سے ہمدردی، قوم کی لاپرواہی، آوارگی اور چالبازی۔ قوم کی شاطرانہ چالوں کی ناکامی اور اللہ تعالیٰ کی حکیمانہ تدبیروں کی کامیابی سیدنا صالح علیہ السلام کو جھٹلانے اور ان کی دعوت کو ٹھکرانے والوں کی تباہی و بربادی اور آپ پر ایمان لانے والوں کی نجات کا تذکرہ کچھ اس انداز سے کیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ○ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰۗىِٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ○ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ○

قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً ۢ بِمَا ظَلَمُوْا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○ ((النمل : ۵۳ ـ ۴۵))

اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ تو اسی وقت دو فریق (مومن اور کافر) بن کر جھگڑنے لگے۔ صالحؑ نے کہا اے میری قوم کے لوگو تم بھلائی سے پہلے برائی کو کیوں جلدی طلب کرتے ہو، تم اللہ سے بخشش کیوں نہیں طلب کرتے۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ وہ کہنے لگے ہم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو منحوس سمجھتے ہیں۔ صالح علیہ السلام نے کہا تمہاری نحوست تو اللہ کے پاس ہے بلکہ تم آزمائش میں ہو۔ اور اس شہر میں نو سرغنے تھے جو ملک میں تخریب کاریاں ہی کرتے تھے۔ اصلاح کا کام نہ کرتے۔ انہوں نے کہا سب اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم رات کو صالح اور اس کے گھر والوں پر شب خون ماریں گے۔

پھر اس کے ولی سے کہیں گے کہ ہم تو اس کے خاندان کی ہلاکت کے موقع پر موجود ہی نہ تھے اور یقیناً ہم سچے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک چال چلی اور ہم نے بھی ایک تدبیر کی جس کی انہیں خبر تک نہ ہوئی۔ سو دیکھو ان کی چال کا انجام کیا ہوا۔ ہم نے ان سرغنوں اور ان کی قوم سب کو تباہ کر دیا۔ سو یہ ان کے خالی گھر اس ظلم کی پاداش میں جو وہ کرتے تھے۔ اس میں ایک عبرت ہے انکے لیے جو علم رکھتے ہیں اور ہم نے انکو بچا لیا جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیے رہے۔

سورۃ قصص میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قوم ثمود کے اس کردار کو نمایاں کیا ہے کہ انہوں نے

ہدایت کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے جہالت کے راستے کو اختیار کیا جس کی وجہ سے وہ ذلت آمیز عذاب کی لپیٹ میں آ گئی اور ہدایت کی راہ پر گامزن ہونے والے اہل ایمان نجات پا گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ ((فصلت: ۱۸۔۱۷))

رہے ثمود تو انہیں ہم نے سیدھی راہ دکھائی۔ مگر انہوں نے راہ دیکھنے کے مقابلے میں اندھا رہنا پسند کیا۔ آخر انہیں ایک کڑک کی صورت میں ذلت کے عذاب نے پکڑ لیا جو ان کی کرتوتوں کا بدلہ تھا اور ہم نے ان لوگوں کو بچا لیا۔ جو ایمان لائے اور نافرمانی سے بچتے تھے۔

سورۃ القمر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قوم ثمود کا نظریاتی جائزہ پیش کرنے کے بعد ان کے انجام کا تذکرہ کیا۔ اور یہ انجام دیدہ بینا رکھنے والوں کے لیے یقیناً عبرت کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ۝ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ۝ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ۝ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۝ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ۝ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ ((القمر: ۳۲۔۲۳))

قوم ثمود نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا' وہ کہنے لگے کیا ہم اپنے میں سے ایک اکیلے آدمی کی اتباع کریں۔ تب تو ہم گمراہی اور دیوانگی میں پڑ گئے۔ کیا ہمارے درمیان یہی تھا جس پر ذکر نازل ہوا۔ نہیں بلکہ وہ جھوٹا اور شریر ترین ہے انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ جھوٹا اور شریر ترین کون تھا۔ ہم اونٹنی کو ان کے لیے آزمائش بنا کر بھیج رہے ہیں تم صبر کیسا تھ ان کے انجام کا انتظار کرو۔ اور انہیں آگاہ کر دو کہ پانی اونٹنی اور ان کے درمیان تقسیم ہوگا ہر ایک اپنی باری پر آئے گا انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو پکارا جو اسے مارنے کے در پے ہوا اور اسے کاٹ ڈالا۔ پھر دیکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا تھا، ہم نے ان پر ایک ہی دھماکہ بھیجا تو وہ یوں ہو گئے جیسے روندی اور ٹوٹی ہوئی باڑھ ہو۔ اور ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنایا پھر ہے کوئی نصیحت قبول کرنیوالا۔

قوم کے لوگ یہ تو جان چکے تھے کہ صالح علیہ السلام اللہ کے سچے رسول ہیں۔ جن سے ہم نے مطالبہ کیا ویسے ہی معجزہ بھی ہماری آنکھوں کے سامنے رونما ہوا۔ لیکن وہ اپنے آباؤ واجداد کی روایت یعنی بتوں کی پوجا پاٹ سے دستبردار ہونے کے لیے قطعاً تیار نہ تھے۔ سیّدنا صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اچھی طرح آگاہ کر دیا تھا کہ اگر اس اونٹنی کو تم نے کوئی نقصان پہنچایا تو تباہی و بربادی تمہارا مقدر بن جائے گی۔ کیونکہ تمہارے مطالبے پر یہ اونٹنی اللہ تعالیٰ نے معجزہ کے طور پر بھیجی ہے۔

لہٰذا اس کی قدر کرنا تم پر واجب ہے۔ قوم دلی طور پر یہ چاہتی تھی کہ کسی طرح اس اونٹنی سے اس کی جان چھوٹ جائے۔ لہٰذا قوم کے دو بد بخت افراد مصرع اور قدار کو حسین وجمیل عورتوں کا لالچ دے کر اونٹنی کو قتل کرنے کے لیے تیار کیا گیا۔ وہ یہ کام انجام دینے کے لیے بآسانی تیار ہو گئے اور موقع پا کر ان دونوں نے اونٹنی کو قتل کر دیا۔ اونٹنی کا بچہ دوڑ کر پہاڑوں کی اوٹ میں غائب ہو گیا۔ اس کے بعد قوم ثمود دردناک اور ذلت آمیز عذاب کی لپیٹ میں آ گئی۔ ایک زبردست دھماکہ ہوا دلوں کو چیر دینے والی ایک چنگاڑ فضا میں پیدا ہوئی۔ جس کے ہولناک

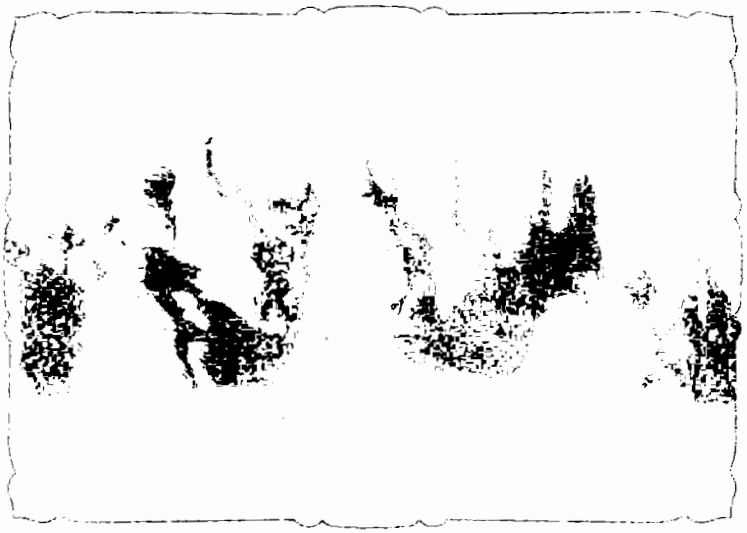

پہاڑوں کی بالائی تراش خراش کا منظر جو ہتھوڑوں سے ملتی جلتی ہیں ان کے اندر مکانات بنائے گئے ہیں

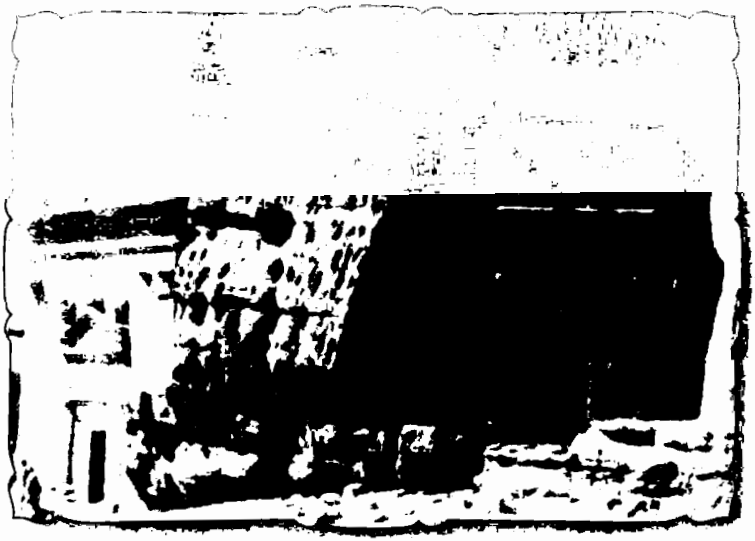

پہاڑ کو تراش کر بنائے گئے مکانات فن سنگ تراشی میں مہارت کا منظر پیش کر رہے ہیں

ارتعاش سے پوری قوم موت کے گھاٹ اتار دی گئی۔ یوں دیکھائی دیتا تھا۔ جیسے کبھی کوئی جاندار وہاں رہا ہی نہ ہو۔ مٹے ناموں کے نشان کیسے کیسے؟ قرآن حکیم کی مذکورہ آیات میں اسی واقعے کی تاریخی منظر کشی کی گئی۔

علامہ ابن جریر رقمطراز ہیں کہ قبیلہ کی ایک عورت جس کا نام صدوق تھا۔ وہ بڑی حسین و جمیل تھی لیکن یہ ساتھ ہی ساتھ بڑی بدقماش بھی تھی اس نے لڑ جھگڑ کر اپنے خاوند سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ یہ قبیلہ ثمود کے بڑے مالدار شخص محیا بن زھیر بن مختار کی بیٹی تھی۔ اس نے اپنے چچا کے بیٹے مصرع بن مھرج بن محیا سے مراسم پیدا کیے اور اس نے اسے یہ لالچ دیا کہ اگر تو اونٹنی کو قتل کر دے تو میں تیری ہوئی۔

قوم ثمود کی ایک دوسری خاتون جس کا نام عنیزۃ بنت غنیم تھا یہ کافر خاتون خود تو بوڑھی تھی لیکن اسی کی چار جوان اور خوبصورت بیٹیاں تھیں۔ اس عورت نے قوم کے ایک نوجوان قدار بن سالف کو یہ لالچ دے کر اکسایا کہ اگر تو اونٹنی کو قتل کر دے تو میری ان چار میں سے جس کی طرف اشارہ کرے گا وہ تیرے سپرد کر دوں گی۔ لہٰذا یہ پیش کش سن کر اس کی رال ٹپکنے لگی۔

قوم کے یہ دونوں ناعاقبت اندیش نوجوان اپنی جوانی کی مستی میں مخمور ہو کر اونٹنی کے قتل کے لیے تیار ہو گئے۔ دونوں گھات لگا کر اونٹنی کے راستے میں بیٹھ گئے جب وہ پانی پینے کے لیے آئی تو ایک نے تیر مارا اور دوسرے نے آگے بڑھ کر تلوار سے وار کئے اور دیکھتے ہی دیکھتے اونٹنی کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ ان دونوں کے ساتھ سات اور افراد بھی اونٹنی کے قتل میں ذاتی طور پر شامل تھے۔ قرآن حکیم میں نو افراد کا تذکرہ ملتا ہے۔ البتہ پوری قوم ان کی پشت پناہ تھی۔ جس کی وجہ سے ساری قوم ہولناک عذاب کی لپیٹ میں آئی۔ کیونکہ قرآن حکیم میں پوری قوم کو اونٹنی کے قتل کا مرتکب قرار دیا گیا ہے۔

جب اونٹنی قتل ہو گئی۔ تو سیدنا صالح علیہ السلام نے قوم کے اس گھناؤنے جرم کے ارتکاب پر گہرے رنج والم کا اظہار کیا اور اسے بتایا اب تمہاری زندگی کے صرف تین دن باقی ہیں۔ اس

کے بعد تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا جائے گا۔ جس دن سیّدنا صالح علیہ السلام نے قوم کو عذاب الٰہی کی آمد سے آگاہ کیا وہ جمعرات کا دن تھا۔ اس دن ساری قوم کے چہرے گھبراہٹ سے پیلے پڑ گئے۔ دوسرے دن چہرے سرخ ہو گئے، تیسرے دن چہرے سیاہ ہو گئے اور چوتھے دن اتوار کو صبح کے وقت کو آسمان سے خوفناک چیخ آئی اور زمین میں زوردار زلزلہ آیا جس سے دیکھتے ہی دیکھتے پوری قوم سسری کی طرح سو گئی۔ قوم ثمود کے لاکھوں افراد آن واحد میں موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔ ہر طرف لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ گھر لاشوں کی سڑاند سے اٹے پڑے تھے۔ مسند امام احمد میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک روایت مذکور ہے۔ جس میں اسی واقعہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ روایت کا متن پیش خدمت ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: لَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَسْأَلُوْا الْآیَاتِ فَقَدْ سَأَلَھَا قَوْمُ صَالِحٍ فَکَانَتْ یَعْنِیْ النَّاقَۃِ تَرِدُ مِنْ ھٰذَا الْفَجِّ وَ تَصْدُرُ مِنْ ھٰذَا الْفَجِّ فَعَتَوْ عَنْ اَمْرِ رَبِّھِمْ فَعَقَرُوْھَا وَ کَانَتْ تَشْرَبُ مَاءَ ھُمْ یَوْمًا وَ تَشْرِبُوْنَ لَبَنَھَا یَوْمًا فَعَقَرُوْھَا فَاَخَذَتْھُمْ صَیْحَۃٌ اَھْمَدَھَا مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ اِلَّا رَجُلًا وَاحِدًا کَانَ فِیْ حَرَمِ اللّٰہِ فَقَالُوْا مَنْ ھُوَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ھُوَ اَبُوْ رِغَالٍ فَلَمَّا خَرَجَ مِنَ الْحَرَمِ فَاَصَابَہُ مَا اَصَابَ قَوْمَہُ ..... وَھٰذَا الْحَدِیْثُ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

(بحوالہ مسند امام احمد ۳/۲۹۶، مستدرک حاکم ۲/۳۲۰)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی حجر کے پاس سے گزرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ معجزے کا سوال نہ کیا کرو۔ قوم صالح نے معجزے کا

سوال کیا تھا تو اونٹنی کا معجزہ رونما ہوا وہ اس پہاڑی راستے سے آئی تھی اور اسی راستے سے جاتی تھی۔ انہوں نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی اور اسے قتل کر ڈالا وہ ایک دن ان کا پانی پیتی تھی اور وہ ایک دن اس کا دودھ پیتے تھے۔ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ انہیں ایک دھماکے نے آلیا اور اس کی وجہ سے آسمان کے نیچے ہر ایک کو مٹا کر رکھ دیا گیا۔ مگر قوم کا ایک آدمی بچا۔ جو بیت اللہ میں تھا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون تھا؟

آپ نے فرمایا وہ ابو رغال تھا۔ جب وہ حرم سے نکلا۔ تو وہ اسی عذاب کی لپیٹ میں آ گیا۔ جو عذاب اس کی قوم کو لاحق ہوا تھا۔

یہ حدیث مسلم کی شرط پر ہے۔ مصنف عبدالرزق میں ایک روایت مذکور ہے معمر کہتے ہیں کہ مجھے اسماعیل بن امیہ نے بتایا۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرِ أَبِیْ رِغَالٍ فَقَالَ أَتَدْرُوْنَ مَنْ ھٰذَا ؟ قَالُوْا اللّٰہ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ ھٰذَا قَبْرُ أَبِیْ رِغَالٍ رَجُلٌ مِنْ ثَمُوْدَ کَانَ فِیْ حَرَمِ اللّٰہِ فَمَنَعَہٗ حَرَمُ اللّٰہِ عَذَابَ اللّٰہِ فَلَمَّا خَرَجَ اَصَابَہٗ مَا اَصَابَ قَوْمَہٗ فَدُفِنَ ھٰھُنَا وَدُفِنَ مَعَہٗ غُصْنٌ مِنْ ذَھَبٍ فَنَزَلَ الْقَوْمُ فَابْتَدَرُوْہُ بِأَسْیَافِھِمْ فَبَعَثُوْا عَنْہُ فَاسْتَخْرَجُوْا الْغُصْنَ (بحوالہ مصنف عبدالرزاق ۲۰۹۹۰)

نبی اکرم ﷺ ابو رغال کی قبر کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ ابو رغال کی قبر ہے۔ یہ قوم ثمود کا آدمی تھا۔ یہ اللہ کے حرم میں تھا۔ اور اللہ کے حرم نے اسے اللہ کے عذاب سے بچائے رکھا۔ جب یہ باہر آیا تو اسے وہی عذاب لاحق ہوا جو اس کی قوم کو لاحق ہوا تھا۔ تو اسے یہاں دفن کر دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ سونے کی ایک ٹہنی

دفن کی گئی تو قوم نیچے اتری اور اس نے اپنی تلواروں سے اس جگہ کو کھودا اور اسے تلاش کیا اور ٹہنی کو نکال لیا۔

محمد بن اسحاق اپنی کتاب سیرت النبی میں اسماعیل بن امیہ بحوالہ بجیر بن ابی بجیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ حِیْنَ خَرَجْنَا مَعَهُ إِلَى الطَّائِفِ، فمر رنا بقبر، فقال: إِنَّ هٰذا قَبْرُ أَبِیْ رِغَال، وَهُوَ أَبُوْ ثَقِیْفٍ، وَكَانَ مِنْ ثَمُوْدَ، وَكَانَ بِهٰذَا الْحَرَمِ یَدْفَعُ عَنْهُ، فَلَمَّا خَرَجَ مِنْهُ أَصَابَتْهُ النِّقْمَةُ الَّتِیْ أَصَابَتْ قَوْمَهُ بِهٰذا المكان فَدُفِنَ فِیْهِ، وَاٰیَةُ ذٰلِكَ أَنَّهُ دُفِنَ مَعَهُ غُصْنٌ مِنْ ذَهَبٍ، إِنْ أَنْتُمْ نَبَشْتُمْ عَنْهُ أَصبتُمُوه مَعَهُ فابتدره الناسُ فاستخرجوا منه الغصن۔ (بحوالہ ابوداود: ۳۰۸۸)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جبکہ ہم آپ کے ہمراہ طائف کی طرف روانہ ہوئے ہم ایک قبر کے پاس سے گذرے تو آپ نے فرمایا یہ ابورغال کی قبر ہے اور یہی ابوثقیف ہے۔ یہ قوم ثمود میں سے تھا۔ یہ حرم میں تھا۔ جس کی وجہ سے بچا رہا۔ جب یہ حرم سے باہر آیا تو یہ اسی عذاب کی لپیٹ میں آ گیا۔ جو اس کی قوم کو لاحق ہوا تھا۔ تو اسے اس جگہ پر دفن کر دیا گیا۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے ساتھ سونے کی ایک ٹہنی بھی دفن کی گئی اگر تم اکھاڑو گے تو اس سونے کی ٹہنی کو پالو گے لوگ آگے بڑھے اور انہوں نے سونے کی ٹہنی کو نکال لیا۔

جب قوم ثمود عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آ کر موت کی نیند سو گئی تو سیدنا صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کی بکھری ہوئی لاشوں کو دیکھ کر غم واندوہ سے نڈھال ہو کر کہا کہ اے میری قوم میں نے تمہیں اللہ کا پیغام پہنچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ تمہیں راہ راست پر لانے کیلیے ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن تم نے میری ایک نہ مانی۔ میں تمہارا دلی طور پر خیر خواہ تھا۔ تمہیں اس عذاب سے بچانا چاہتا تھا۔

لیکن تم تو اپنے خیر خواہ کو پسند نہیں کرتے تھے۔ میں نے ہر ممکن کوشش کی کہ تم سیدھا راستہ اختیار کر لو لیکن تم نے میری ایک نہ مانی۔ میں نے تو رسالت کا فریضہ ادا کر دیا۔ تمہیں نصیحت کرنا میرے فرائض میں شامل تھا۔ لیکن افسوس کہ تم نے ہمیشہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور آخر کار تم اپنے اس برے انجام کو پہنچے۔

جس طرح سیّدنا صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کے مردوں کو ان کی ہلاکت کے بعد خطاب کیا جبکہ وہ کچھ بھی سننے کے قابل نہ تھے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان بدر میں ہلاک ہونے والے کافروں کی ان لاشوں کو خطاب کیا جو قلیب کے کنویں میں پھینک دی گئی تھیں۔ آپ میدان بدر سے فتح یاب ہو کر تین دن کے بعد رات کے آخری حصے میں جب روانہ ہونے لگے۔ تو رات کے آخری پہر اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر کنویں پر پہنچے اور اس میں پھینکی گئی کافروں کی لاشوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

يَا أَهْلَ الْقَلِيْبِ هَلْ وَجَدتُمْ ما وَعَدَ كُمْ رَبُّكُم حَقًّا؟ فَإِنِّي قَدْ وَجَدتُ ما وَعَدَنِي رَبِي حَقًّا وقال لهم فيما قال: (بِئْسَ عَشِيْرَةُ النَّبِيِّ كُنْتُم لِنَبِيِّكُمْ، كَذَّبْتُمُوْنِيْ وَصَدَقَنِي النَّاسُ، وَأَخْرَجْتُمُوْنِيْ وَآوانِي النَّاسُ، وقاتَلْتُمُوْنِيْ وَنَصَرَنِي النَّاسُ، فَبِئْسَ عَشِيْرَةُ النَّبِيِّ كُنْتُمْ لِنَبِيِّكُم) فقال له عمر: يا رسول الله مخاطب أقوامًا قد جُيفوا؟ فقال: والذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَسمَعَ لِمَا أَقُوْلُ مِنْهُمْ، وَلٰكِنَّهُمْ لا يُجِيبُوْنَ۔

(بحوالہ مستدرک حاکم ۳/۲۲۴، مجمع الزوائد: ۶/۹۱)

اے قلیب کنویں والو۔ کیا تم نے جو تمہارے رب نے تمہارے ساتھ وعدہ کیا تھا اُسے برحق پایا۔ میرے ساتھ جو میرے رب نے وعدہ کیا تھا وہ میں نے برحق پایا۔ اور ساتھ ہی آپ نے

انہیں یہ بھی کہا، کہ تم اپنے نبی کا برا قبیلہ ثابت ہوئے ہو۔تم نے مجھے جھٹلایا اور لوگوں نے مجھے سچ جانا۔تم نے مجھے نکالا اور لوگوں نے مجھے جگہ دی۔اور تم مجھ سے لڑے اور لوگوں نے میری مدد کی۔ تم اپنے نبی کے برے خویش ثابت ہوئے۔حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ ایسے لوگوں کو خطاب کر رہے ہیں جو مردہ پڑے ہیں۔آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو میں اس سے کہتا ہوں تم کوئی زیادہ نہیں سنتے ہو، لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے۔

جب قوم ثمود عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر تباہ و برباد ہو گئی تو سیدنا صالح علیہ السلام وادی حجر کو چھوڑ کر مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور وہیں پر ان کی وفات ہوئی۔

مسند امام احمد میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت مذکورہ ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے گئے تو راستے میں قوم ثمود کے گھروں کے پاس وادی حجر میں قیام کیا۔لشکر کے مجاہدین نے ان کنوؤں سے پانی پیا۔جن سے قوم ثمود کے لوگ پیا کرتے تھے۔اور اس پانی سے آٹا گوندھا اور سالن کی ہانڈیوں میں وہی پانی استعمال کیا۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صورتحال کا علم ہوا تو آپ نے ہانڈیوں کو انڈیلنے کا اور آٹے کو اونٹوں کو کھلانے کا حکم دے دیا۔پھر آپ صحابہء اکرامؓ کے ساتھ وہاں سے چلے اور اس کنویں پر پڑاؤ کیا۔جس سے صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس قوم کے مکانات میں داخل ہونے سے منع کر دیا۔جن پر اللہ کا عذاب آیا تھا۔آپ نے فرمایا کہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تم بھی اسی عذاب کی لپیٹ میں نہ آجاؤ۔جس عذاب میں قوم ثمود مبتلا ہوئی تھی۔لہٰذا تم ان جگہوں پر پڑاؤ مت کرو۔

(بحوالہ مسند احمد ۲۱۱۷۔۲۱۱۷)

سیدنا صالح علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قوم ثمود کی اصلاح کے لیے رسول بنا کر بھیجا۔یہ قوم

وادی حجر میں آباد تھی۔ یہ وادی مدینہ حضور سے شام جاتے ہوئے راستے میں پڑتی ہے۔

یہ وادی آج بھی کھنڈرات کی صورت میں موجود ہے۔ عذاب الٰہی کی وجہ سے پاش پاش ہو جانے والے پہاڑوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں چار پانچ لاکھ انسان آباد رہے ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے جاتے ہوئے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ یہاں پڑاؤ کیا تھا اور صحابہ اکرام کو قوم ثمود کی تباہی و بربادی کے بارے بتایا تھا اور آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وہ کنواں بھی بتایا تھا۔ جس سے سیدنا صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔ اور پہاڑ کا وہ درہ بھی دکھلایا۔ جہاں سے اونٹنی پانی پینے کے لیے نمودار ہوا کرتی تھی۔ اس وادی میں اور بھی کنویں ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تلقین کی کہ جس کسی نے پانی استعمال کرنا ہو وہ صرف اسی کنویں کا پانی لے جس سے اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔ دوسرے کسی کنویں کا پانی استعمال نہ کرے۔ کیونکہ اس کے علاوہ سب کنوؤں کے پانی میں عذاب الٰہی کی نحوست ابھی تک موجود ہے۔ اور یہاں ٹھہرنا بھی نہیں اور نہ ہی کھنڈرات میں داخل ہونا ہے کیونکہ جس جگہ پر اللہ کا عذاب نازل ہوا اس جگہ پر صدیوں تک نحوست کے اثرات باقی رہتے ہیں۔ ایسی جگہیں عبرت کا نشان بن جاتی ہیں۔ یہ دل لگانے کی جگہیں نہیں ہوتیں۔ وادی حجر کے پہاڑی سلسلے کے جس درے سے اونٹنی نمودار ہوئی تھی وہ درہ آج بھی فج الناقہ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

وادی حجر مدائن صالح کے نام سے بھی پکاری جاتی ہے۔ اس علاقے میں ہر طرف پہاڑ ہی پہاڑ نظر آتے ہیں۔ یہ پہاڑی سلسلہ مدینے سے خیبر کی طرف جاتے ہوئے مشرق کی جانب پچاس میل تک اور شمال کی جانب اردن کی حدود میں چالیس میل تک اندر چلا جاتا ہے۔ یہ پورا علاقہ تقریباً چار سو میل لمبا اور سو میل چوڑا ہے۔ جہاں قوم ثمود آباد تھی۔ اور سیدنا صالح علیہ السلام کو اس علاقے کی اصلاح کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا۔ پہاڑوں کی ظاہری حالت دیکھ کر صاف اندازہ ہوتا ہے کہ کسی زمانے میں یہاں زبردست زلزلہ آیا۔ جس نے تمام پہاڑوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ سب پہاڑ اسی کی وجہ سے پاش پاش ہو کر رہ گئے۔ یہاں آباد قوم ثمود نے [illegible]

سیدنا صالح علیہ السلام کی دعا بطور معجزہ ظاہر ہوئی کہ اونٹنی اس کنویں سے سارا پانی
ایک دن میں پی جاتی اور دوسرے دن قوم کے جانور پیتے

اس پیالے کا فرش اتنی مہارت سے بنایا گیا کہ اونٹنی کا دودھ ضائع نہیں ہوتا تھا

عجیب وغریب مطالبہ کیا کہ ان پہاڑوں میں سے ایک ایسی اونٹنی برآمد ہو جو دس ماہ کی حاملہ ہو اور وہ ہمارے سامنے بچے کو جنم دے۔ قوم کا مطالبہ پورا کر دیا گیا۔ کچھ لوگ یہ معجزہ دیکھ کر ایمان لے آئے۔ لیکن قوم کی اکثریت پھر بھی آپ کی رسالت کو دل وجان سے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ قوم ثمود مجموعی طور پر اونٹنی کو قتل کرنے کی مرتکب ہوئی۔ جس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ محلات اور پہاڑی پختہ مکانات اس قوم کو نہ بچا سکے۔

سیدنا صالح علیہ السلام اور قوم ثمود کے مفصل حالات معلوم کرنے کے لیے درجہ ذیل کتابوں اور قرآنی آیات کا مطالعہ کریں۔

حوالہ جات

۱۔ مسند امام احمد	۴/۱۷۔۱۷/۲، ۱۱۷
	۴/۲۶۳۔۴/۲، ۲۳۱
	۳/۳۹۶
۲۔ کنز العمال:	۴/۳۲۹۰
۴۔ مستدرک حاکم	۲/۳۲۰۔۳۲۴
۵۔ مصنف عبدالرزاق	۲۰۹۹۰
۶۔ ابوداؤد	۳۰۸۸
۷۔ مجمع الزوائد	۶/۹۱۔۳/۲۲۰
۸۔ صحیح البخاری	۳/۱۳۳۶
۹۔ سورہ الاعراف	۷/۷۳۔۷۹
۱۰۔ سورہ ھود	۶۱۔۶۸

۱۱۔سورہ الحجر	۸۰۔۸۴
۱۲۔سورہ بنی اسرائیل	۵۹
۱۳۔سورہ الشعراء	۱۴۱۔۱۵۹
۱۴۔سورہ نمل	۴۵۔۵۳
۱۵۔سورہ فصلت (حم السجدۃ)	۱۷۔۱۸
۱۶۔سورہ القمر	۲۳۔۳۲
۱۷۔سورہ الشمس	۱۱۔۱۵
۱۸۔سورہ ابراہیم	۸۔۹

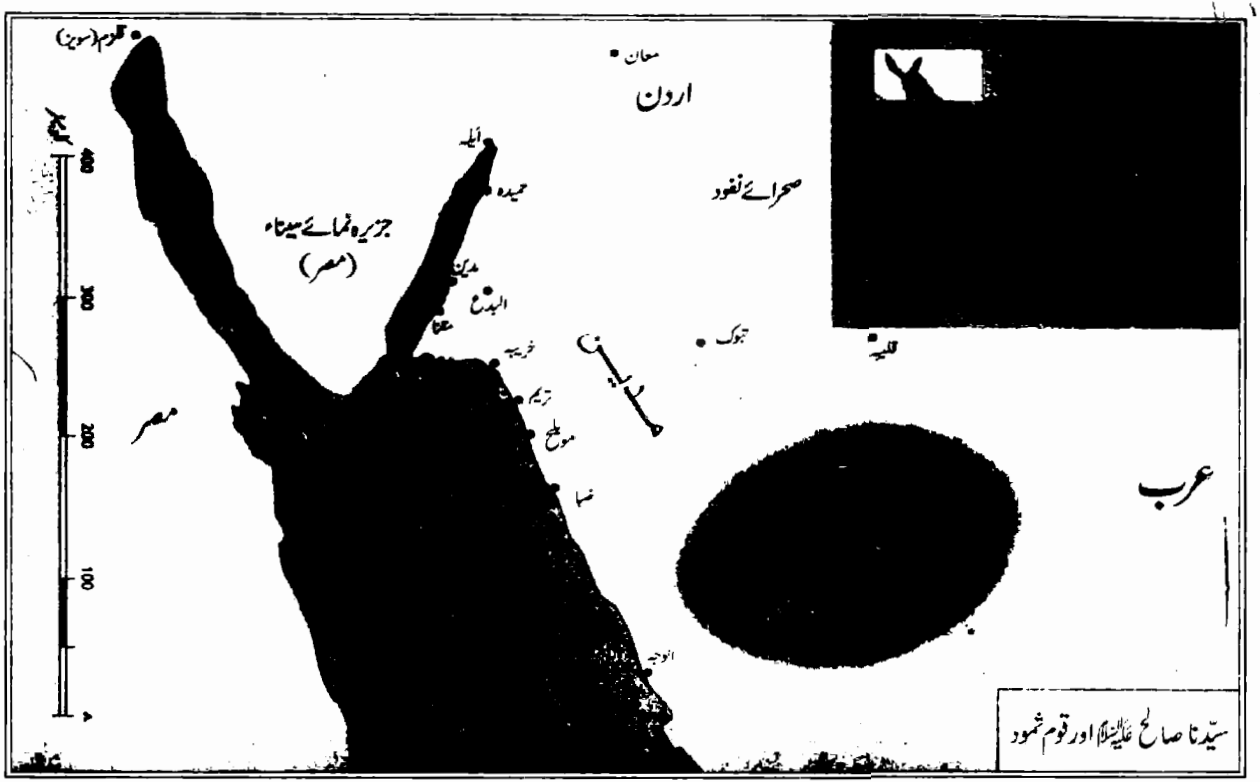

سیدنا صالح علیہ السلام اور قوم ثمود

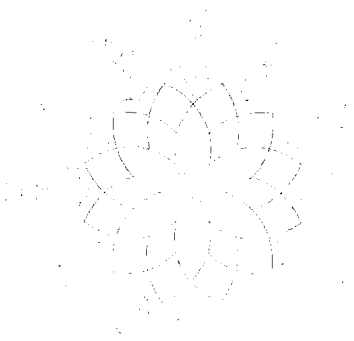

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام
(خلیل اللہ)

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سیّدنا نوح علیہ السلام کی نویں پشت میں تارخ بن ناحور کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے باپ کا نام تارخ اور اس کا لقب آزر تھا۔ اس کی عمر جب پچھتر سال کی ہوئی تو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام امیلہ تھا۔ آپ سرزمین شام کے مشہور و معروف شہر بابل میں پیدا ہوئے۔

آپ کا باپ بابل شہر سے نقل مکانی کر کے حرّان نامی بستی میں رہائش پذیر ہو گیا تھا۔ اور اس نے دوسو پچاس سال کی عمر میں اسی بستی میں وفات پائی۔ سیّدنا ابراھیم علیہ السلام بابل میں ہی پروان چڑھے۔ اور جوان ہوئے اور یہیں پہ ان کی شادی سیّدہ سارہ سے طے پائی۔ پھر یہ سارا کنبہ باپ تارخ کے ہمراہ حرّان بستی میں آباد ہو گیا۔ یہ بستی اس وقت سرزمین شام میں واقع تھی۔ یہاں کے سارے باشندے سات ستاروں کے پجاری تھے۔ اور قطبی ستارے کی طرف منہ کر کے پوجا پاٹ کیا کرتے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ دمشق شہر کے سات دروازے تھے اور ہر دروازے پر ایک ستارے کے نام سے عبادت گاہ تعمیر کی گئی تھی۔ لوگ انہی عبادت گاہوں

میں عید کے موقع پر جمع ہوتے اور یہیں اجتماعی طور پر عبادت کیا کرتے تھے۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو شروع ہی سے ستارہ پرستی سے دلی نفرت تھی۔ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تلاش میں سرگرداں رہتے تھے۔ ان کی بیوی سیدہ سارہ اور بھتیجا سیّدنا لوط علیہ السلام ان کے ہم نوا تھے۔ ان تینوں کے علاوہ پورا معاشرہ ستارہ پرستی میں مبتلا تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورہ الانبیاء میں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی طبعی رشد و ہدایت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۙ

((الانبیاء : ۵۱))

اور بلا شبہ ہم نے ابراہیم کو رشد و ہدایت شروع ہی سے عطا کی تھی اور ہم ہی اس کو جاننے والے ہیں۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ تورات اور انجیل میں بھی کیا گیا اور قرآن مجید کی پچیس سورتوں میں اور تریسٹھ آیات میں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ملتا ہے۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے جس ماحول میں آنکھ کھولی اور پرورش پائی وہ بت پرستانہ ماحول تھا۔ باپ لکڑی کے بت بنا کر بیچا کرتا تھا۔ اور خود بھی بتوں کا پجاری تھا۔ اور اس وقت ظالم و جابر بادشاہ نمرود کی حکومت تھی اور یہ کنعان بن کوش کا بیٹا تھا۔ اور اس نے پوری دنیا پر چار سو سال تک حکومت کی۔ مفسر قرآن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ پوری دنیا پر چار بادشاہوں نے حکومت کی۔ ان میں سے دو مؤمن تھے اور دو کافر ذوالقرنین اور سیّدنا سلیمان علیہ السلام مؤمن تھے جبکہ نمرود اور بخت نصر کافر تھے۔ نمرود تو لوگوں کو اسی بات پر اکسایا کرتا تھا کہ وہ اسے اپنا رب مانیں۔ لوگ اس کے ظلم و ستم کے سامنے دم نہیں مارتے تھے۔ پوری قوم میں صرف سیّدنا ابراہیم علیہ السلام ایسے تھے جنہوں نے نمرود کے ساتھ اس کے دربار میں جرأت مندانہ انداز میں بات کی اور وہ آپ کے دلائل کا سامنا نہ کر سکا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے توحید کے پرچار کا آغاز سب سے پہلے اپنے گھر سے کیا۔ اپنے ابا جان کو نہایت ہی دلپذیر انداز میں سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن باپ نے ان کی ایک نہ مانی بلکہ الٹا اسے ڈانٹ پلا دی۔ سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ نے اس واقع کو کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۘ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ○ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ○ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ○ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ○ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ○ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ○ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ○ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۡ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَاۗءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ○ ((مریم : ۴۸ ۔ ۴۱))

اور اس کتاب میں سیدنا ابراہیم کا قصہ بیان کیجئے۔ بلاشبہ وہ راست باز نبی تھا۔ جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے کہا: ابا جان! آپ ایسی چیزوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں۔ نہ دیکھتی ہیں اور نہ تمہارے کسی کام آسکتی ہیں۔ ابا جان! میرے پاس ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا۔ لہٰذا آپ میرے پیچھے چلئے۔ میں آپ کو صراط مستقیم بتلاؤں گا۔ ابا جان! شیطان کی عبادت نہ کیجئے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے۔ ابا جان مجھے خطرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے آپ کو سزا ملے گی۔ اور آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں گے۔ باپ نے کہا: ابراہیم! کیا تو میرے معبودوں سے برگشتہ ہے؟

اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے رجم کر دوں گا۔ اور تو ہمیشہ کے لیے دور چلا جا۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا: ابا جان! تم پر سلام ہو۔ میں اپنے رب سے آپ کے لیے بخشش مانگوں گا۔ بلا شبہ میرا رب مجھ پر مہربان ہے۔ میں آپ کو چھوڑتا ہوں اور انہیں بھی جنہیں تم لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہو اور میں تو اپنے رب کو ہی پکاروں گا اور امید ہے کہ اسے پکار کر محروم نہیں رہوں گا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے باپ کا رویہ دیکھا تو یہ بات واضح ہوگئی۔ کہ وہ اللہ کی دشمنی پر ڈٹا ہوا ہے۔ تو انہوں نے بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سے بریت کا اظہار کر دیا۔ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے کچھ اس انداز میں تذکرہ کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرٰهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ إِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ أَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرٰهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ○

((التوبہ : ۱۱۴))

اور ابراہیم علیہ السلام نے جو اپنے باپ کے لیے بخشش کی دعا کی تھی تو صرف اس لیے کہ انہوں نے اپنے باپ سے اس بات کا وعدہ کیا ہوا تھا۔ پھر جب ان پر واضح ہو گیا۔ کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے۔ بلا شبہ ابراہیم نرم دل اور بردبار (انسان) تھے۔

بخاری شریف میں سیدنا ابوھریرہؓ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مذکورہ ہے جس کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : يُلْقٰى اِبْرَاهِيْمُ اَبَاهُ اٰزَرَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ وَعَلٰى وَجْهِ اٰزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ فَيَقُوْلُ لَهٗ

اِبْرَاهِيْمُ : اَلَمْ أَقُلْ لَّكَ لَا تَعْصِنِيْ؟ فَيَقُوْلُ لَهُ اَبُوْهُ : فَالْيَوْمَ لَا اَعْصِيْكَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ : يَارَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَّنِيْ اَنْ لَّا تُخْزِيَنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ فَاَيُّ خِزْيٍ أَخْزٰى مِنْ أَبِي الْاَبْعَدِ؟ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ : اِنِّيْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ۔ ثُمَّ يُقَالُ : يَااِبْرَاهِيْمُ مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ فَيَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ بِذِيْخٍ مُلْتَطِخٍ، فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقٰى فِيْ النَّارِ۔ ((بخاری : 2133))

سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کو قیامت کے دن اس حالت میں ملیں گے کہ آزر کا چہرہ سیاہ اور غبار آلود ہوگا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس سے کہیں گے۔ کیا میں نے آپکو نہیں کہا تھا کہ آپ میری نافرمانی نہ کریں تو آپ علیہ السلام کا باپ کہے گا۔ آج میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ ابراہیمؑ کہیں گے اے میرے رب تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا۔ میرے باپ کی رسوائی سے بڑھ کر میرے لیے اور کون سی رسوائی ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے جنت کو کافروں کے لیے حرام قرار دیدیا ہے۔ پھر یہ کہا جائے گا۔ اے ابراہیم! اپنے پاؤں کے نیچے کی طرف دیکھو تو وہ دیکھیں گے تو وہاں مٹی میں لت پت ایک بجو پڑا ہوا دکھائی دے گا۔ پھر اسے ٹانگوں سے پکڑا جائے گا اور جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے باپ سے مایوس ہو کر قوم کی اصلاح کی طرف توجہ کی اسے سمجھانے کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے۔ انہیں بہت سمجھایا کہ جن بتوں کی تم پوجا کرتے ہو وہ تمہارے نفع یا نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ نہ یہ تمہاری سنتے ہیں۔ نہ خود بول سکتے ہیں۔ آخر تمہاری عقلوں کو کیا ہوا۔ جن بتوں کو اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو۔ انہی کے آگے جھکنا شروع کر دیتے ہو۔

لیکن قوم کے دل و دماغ کو شرک کی بیماری نے مفلوج کر رکھا تھا۔ یہ نقطہ توحید انہیں سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے انہیں سمجھانے کے لیے ایک انوکھی ترکیب سوچی کہ جب قوم میلے میں شرکت کے لیے شہر سے باہر میدان میں چلی گئی تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے موقع غنیمت جانتے ہوئے کلہاڑا لیا اور بڑے بت خانے میں داخل ہوئے دیکھا کہ ان کے سامنے طرح طرح کے لذیذ کھانے پڑے ہوئے ہیں اور ساتھ ہی مختلف قسم کے مشربات بھی رکھے ہوئے ہیں آپ علیہ السلام نے بت خانے میں داخل ہوتے ہی بتوں کے اوپر ایک طائرانہ نظر ڈال کر تعریض کے طور پر یہ فرمایا۔ تم کھاتے کیوں نہیں؟ تم پیتے کیوں نہیں؟

اور پھر جذبہ توحید سے سرشار ہو کر کلہاڑے سے بتوں کو توڑنے لگے کسی کی ناک کاٹ دی تو کسی کا بازو توڑ دیا کسی کی ٹانگ کاٹ دی اور کسی کا سر پھوڑ دیا بت خانے میں جذبہ توحید کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے سب بتوں کو توڑ پھوڑ کر کلہاڑا بڑے بت کے کندھے پر لٹکا دیا یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے ایک حکیمانہ تدبیر تھی، کہ قوم جب واپس بت خانے میں آئے گی بتوں کا حشر نشر دیکھ کر لازمی طور پر میرے پاس آئے گی مجھ سے باز پرس کرے گی تو میں ان سے کہہ سکوں گا کہ تم ان بتوں کو اپنا مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہو انہی سے پوچھ لو کہ ان کا یہ حشر کس نے کیا ہے؟ کہیں بڑے بت کی کاروائی نہ ہو اس کو کچھ نہیں ہوا۔ اور کلہاڑا بھی اس نے اپنے کندھے پر لٹکایا ہوا ہے ہو نہ ہو کہیں یہ اودھم اسی نے کسی بات پر ناراض ہو کر نہ مچایا ہو۔

آپ کے دل میں یہ جذبہ موجزن تھا کہ شاید قوم یہ منظر دیکھ کر سمجھ جائے یہ جب اپنا دفاع نہیں کر سکے تو ہمارے لئے مفید کیسے ثابت ہو سکتے ہیں لیکن شرک ایک ایسا مرض ہے جو طبعی لطافت کو ختم کر دیتا ہے۔ قوم نے حقیقت جاننے کی بجائے الٹا سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو سبق سکھانے کا منصوبہ بنا لیا۔ یہ منظر کشی قرآن حکیم میں کچھ اس انداز میں کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا

وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ○ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ○ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ○ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ○ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۖ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ○ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ○ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ○ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۙ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ○ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۖ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ○ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۙ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۙ

((الانبیاء: ۵۱-۷۰))

اور اس سے قبل ہم نے ابراہیمؑ کو ہوش مندی بخشی اور ہم اس (کے حال) سے خوب واقف تھے۔ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ یہ مورتیاں کیا ہیں جن کے آگے تم عبادت کے لیے بیٹھے رہتے ہو۔ وہ کہنے لگے۔ ہم نے اپنے آباء واجداد کو ان کی عبادت کرتے ہی پایا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا: پھر تو تم بھی اور تمہارے آباؤ اجداد بھی کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔ وہ کہنے لگے کیا تو ہمارے پاس کوئی سچی

بات لایا ہے یا ویسے ہی دل لگی کر رہا ہے۔ اس نے جواب دیا سچی بات یہی ہے کہ تمہارا رب وہی ہے جو ارض وسماوات کا مالک ہے۔ جس نے انہیں پیدا کیا۔ اور میں اس بات پر گواہی دیتا ہوں۔ اور اللہ کی قسم میں تمہارے جانے کے بعد تمہارے اصنام سے ضرور دو دو ہاتھ کروں گا۔ چنانچہ بڑے صنم کو چھوڑ کر باقی سب اصنام کو ابراہیم علیہ السلام نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔ وہ کہنے لگے "ہمارے معبودوں کا یہ حال کس نے کر دیا۔ بلاشبہ وہ بڑا ظالم ہے (بعض) لگ کہنے لگے۔ ہم نے ایک نوجوان کو ان کا ذکر کرتے سنا تھا جس کا نام ابراہیم ہے وہ کہنے لگے پھر اسے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ دیکھ لیں (کہ ہم کیا کرتے ہیں) (ابراہیم علیہ السلام آئے) انہوں نے پوچھا: ابراہیمؑ ہمارے معبودوں سے یہ (سلوک) تم نے کیا ہے؟ ابراہیمؑ نے جواب دیا نہیں بلکہ ان کے بڑے (صنم) نے کیا ہوگا لہٰذا اس سے پوچھ لو اگر بولتے ہوں۔ پھر انہوں نے اپنے دل میں سوچا تو کہنے لگے ظالم تو تم خود ہو۔ پھر لاجواب ہو کر شرم کے مارے سرنگوں ہو گئے اور کہنے لگے یہ تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ یہ (صنم) بولتے نہیں۔ (اس پر) ابراہیمؑ نے کہا: پھر کیا تم ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہیں کچھ فائدہ دے سکیں اور نہ نقصان پہنچا سکیں۔

تف ہو تم پر اور ان پر بھی جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو۔ کیا تم ذرا بھی نہیں سوچتے۔ وہ بولے اگر تمہیں کچھ کرنا ہے تو ابراہیمؑ کو جلا ڈالو۔ اور (اس طرح) اپنے معبودوں کی امداد کرو۔ ہم نے آگ کو حکم دیا اے آگ! تو ابراہیمؑ پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا۔ وہ تو چاہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کو تکلیف پہنچائیں مگر ہم نے انہیں ہی نقصان میں ڈال دیا۔

جب پوری قوم کے مطالبے پر برسر اقتدار طبقے نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو سزا دینے کے لئے یہ طے کر لیا کہ اسے آگ میں جلا کے سزا دی جائے گی تو عام اعلان کر دیا گیا کہ رعایا کا ہر فرد اپنے حصے کا ایندھن میدان میں رکھے اس طرح کئی دنوں تک ایندھن اکٹھا ہوتا رہا بگڑے ہوئے

معاشرے کی صورتحال یہ تھی کہ جب کوئی عورت بیمار ہوتی تو وہ یہ نذر مانتی اگر مجھے بیماری سے شفا مل جائے تو میں اس مقصد کے لئے ایندھن میدان میں رکھوں گی۔ اس طرح ایندھن کے انبار لگ گئے جب اسے آگ لگائی گئی تو اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکنے کے لئے باقاعدہ ایک توپ بنائی گئی جس شخص نے توپ بنائی اس کا تعلق کرد قبیلے سے تھا اور اس کا نام ھیون تھا یہ وہ پہلا شخص تھا جس نے یہ توپ ایجاد کی اس جرم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے اس بدبخت کو زمین میں دھنسا دیا۔

جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو پکڑ کر آگ میں پھینکنے کے لیے لایا گیا تو آپ کی زبان پر حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ کے پیارے الفاظ تھے۔ بخاری شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت مذکور ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" قالها ابراهيم حِيْنَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ۔ ((راوہ البخاری))

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس وقت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کہا۔

ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر یہ کہا۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ فِي السَّمَآءِ وَاحِدٌ وَاَنَا فِي الْأَرْضِ وَاحِدٌ اَعْبُدُكَ ((بحوالہ کنز العمال ۳۲۲۸۶ ، مجمع الزوائد ۲۰۱/۸))

الٰہی تو آسمان میں اکیلا ہے اور میں زمین پر اکیلا تیری عبادت کرتا ہوں۔

جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو اللہ تعالیٰ نے براہ راست آگ کو یہ حکم دیا

کہ سلامتی والی ٹھنڈی ہو جا سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آگ کو یہ حکم دیا کہ تو نے میرے خلیل ابراہیم علیہ السلام کو کوئی نقصان یا تکلیف نہیں پہنچانا ہے کعب احبار فرماتے ہیں۔

لَمْ يَنْتَفِعْ أَهْلُ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ بِنَارٍ۔

کہ اس دن روئے زمین پر رہنے والوں میں سے کسی نے بھی آگ سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ یعنی اس دن روئے زمین کی آگ ٹھنڈی ہو گئی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس دن سب سے بہتر بات سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے باپ نے کہی اس نے جب اپنے بیٹے کو شعلہ زن آگ کے درمیان دیکھا کہ وہ تو رنگا رنگ پھولوں کے درمیان اطمینان سے اپنے رب کی یاد میں مصروف ہے۔ تو اس کی زبان سے یہ بات نکلی۔

نِعْمَ الرَّبُّ رَبُّكَ يَا اِبْرَاهِيْم

اے ابراہیم علیہ السلام تیرا رب بہت ہی اچھا ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لئے جلائی گئی آگ کو مزید بھڑکانے کے لئے چھپکلی نے پھونکے مارنے کا کردار ادا کیا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔

بخاری شریف میں منقول حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

عَنْ سَعِيْدِبْنِ الْمُسَيِّبُ عَنْ أُمِّ شَرِيْكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الوَزَغِ وَقَالَ : كَانَ يَنْفُخُ عَلَى اِبْرَهِيْمِ ۔ (بحوالہ بخاری ۳۳۵۹)

یہ حدیث مسلم میں ابن جریج کے حوالے سے نسائی اور ابن ماجہ سفیان بن عیینہ کے حوالے سے مروی ہے کہ سعید بن میتب ام شریک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپکلی کو قتل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا یہ اس آگ میں پھونکیں مارتی تھی جو سیدنا

ابراہیم علیہ السلام کے لئے جلائی گئی۔

مسند امام احمد میں فاکہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کی کنیز سائبہ سے مروی ہے۔ بیان کرتی ہیں کہ

دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَرَأَيْتُ فِي بَيْتِهَا رُمْحًا موضوعًا فقلت يا أم المؤمنين ما تصنعين بهذا الرمح قالت هذا لهذه الاوزاغ نقتلهن به فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثنا ان ابراهيم حين القي في النار لم يكن كا الارض دابة الاتطفئ عنه النار غير الوزغ كان ينفخ عليه فأمرنا رسول الله ﷺ بقتله۔ (بحوالہ مسند امام احمد ۶/۸۳۔ ابن ماجہ ۲۲۳۱)

میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئی تو اس کے گھر میں ایک نیزہ پڑا ہوا دیکھا۔ میں نے عرض کی اے ام المؤمنین اس نیزے سے آپ کیا کرتی ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ یہ ان چھپکلیوں کے لئے ہے اس سے ہم ان کو قتل کرتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جس وقت آگ میں پھینکا گیا تو زمین پر بسنے والے ہر جانور نے آگ بجھائی سوائے چھپکلی کے یہ آگ میں پھونکیں مارتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام جب آگ کے امتحان سے کامیاب ہو کر باہر آئے تو ظالم و جابر بادشاہ نمرود بن کنعان سے آپ کا وہ مناظرہ ہوا جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ((البقرہ ۲۵۸))

کیا آپ نے اس شخص (کے معاملہ) پر غور نہیں کیا، جس نے ابراہیم علیہ السلام سے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا کہ اللہ نے اس کو حکومت دی تھی جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا "میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے تو کہنے لگا میں بھی زندہ کر سکتا ہوں اور مار بھی سکتا ہوں" پھر ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے۔ تم ذرا مغرب سے نکال کے دکھاؤ۔ اب وہ کافر ہکا بکا رہ گیا اور اللہ تعالیٰ کافروں کو راہ نہیں سمجھاتا۔

سورۃ العنکبوت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دعوت وارشاد کے اسلوب کو نہایت ہی دلنشیں انداز میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ آپ نے قوم کو معبودان باطلہ کو ترک کرنے اور ایک اللہ کو اپنا معبود حقیقی جان لینے کی درد بھرے انداز میں تلقین کی لیکن قوم کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی پوری قوم زمین جنبد نہ جنبد گل محمد کا منظر پیش کرتی رہی۔ الٹا آپ کو راستے سے ہٹانے کی تدبیریں کی گئیں آپ کو آگ میں جلا کر بھسم کرنے کا قومی سطح پر منصوبہ بنایا گیا تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ لیکن حکومت اور پوری قوم کی سب تدبیریں الٹی ہوگئیں۔ الٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا۔

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

نمرود نے آگ جلائی تاکہ اپنے مدمقابل ابراہیم علیہ السلام کو بھسم کر دے لیکن اللہ تعالیٰ نے آگ سے جلانے کی صلاحیت ہی ختم کر دی اور اسے ٹھنڈا ہو جانے کا حکم دیا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آگ کے انگارے خوشنما پھولوں کی شکل اختیار کر گئے ہیں اور اللہ اپنے خلیل کو یوں ساری دنیا کے سامنے کامیابی وکامرانی وسرفرازی سے نوازتا ہے کہ دیکھنے والے دم بخود رہ گئے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ○ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ○ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۡ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَاۗىِٕهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ يَىِٕسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۡ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ ((العنکبوت ۱۶-۲۷))

اور ابراہیم علیہ السلام (کا واقعہ یاد کرو) جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اگر تم جانو تو یہی بات تمہارے لیے بہتر ہے۔ اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ تو محض بتوں کے تھان ہیں! اور تم جھوٹ گھڑتے ہو اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو وہ تمہیں رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے لہذا اللہ سے رزق مانگو، اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر ادا کرو تم اسی کی طرف ہی لوٹائے جاؤ گے۔ اور اگر تم جھٹلاتے ہو تو تم سے پہلے بھی کئی امتیں (اپنے رسولوں کو) جھٹلا چکی ہیں اور رسول کے ذمہ تو صرف صاف صاف پیغام پہنچانا ہی ہے۔ کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح خلقت کی ابتداء کرتا ہے پھر کس طرح اعادہ کرتا ہے۔ یقیناً یہ (اعادہ) اللہ پر سہل ہے۔ آپ ان سے کہیے کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ اللہ نے کس طرح مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا پھر وہ ہی دوسری دفعہ اٹھائے گا اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ جسے چاہے سزا دے اور جس پر چاہے رحم کرے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ تم اسے نہ زمین میں عاجز کر سکتے ہو اور نہ آسمان میں اور نہ ہی اللہ کے سوا تمہارا کوئی حامی یا ناصر ہو سکتا ہے۔ اور جن لوگوں نے اللہ کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا وہ میری رحمت سے مایوس ہو چکے ہیں۔ اور انہی کے لیے المناک عذاب ہوگا تو ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہہ دیا کہ ''اسے مار ڈالو یا جلا ڈالو'' پھر اللہ نے اسے آگ سے بچا لیا یقیناً اس واقعہ میں ایمان لانے والوں کے لیے کئی نشانیاں ہیں۔ نیز ابراہیم علیہ السلام نے ان سے کہا تم نے دنیا کی زندگی میں تو اللہ کو چھوڑ کر اصنام کو آپس میں محبت کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ مگر یوم قیامت تم ایک دوسرے کا انکار کر دو گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے اور تمہارا ٹھکانا آگ ہوگا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ (آگ کو ٹھنڈا ہوتے دیکھ کر) لوط ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لے آئے اور ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میں تو اپنے رب

کے حکم کے مطابق ہجرت کرنے والا ہوں وہ یقیناً غالب اور حکمت والا ہے۔ اور ہم نے انہیں اسحاق اور (اسحٰق سے) یعقوب عطا کئے اور انہی کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھ دی اور ہم نے دنیا میں بھی انہیں اجر عطا کیا اور آخرت میں وہ یقیناً صالح لوگوں سے ہوں گے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا کمال یہ تھا کہ وہ اکیلے پوری امت کے قائم مقام تھے حکومت اور پوری قوم سے ٹکر لی بار بار آزمائشوں کی کٹھائی میں ڈالے گئے لیکن ہر بار ہر آزمائش میں سرخرو و سرفراز ہوئے۔ اور وہ نظریاتی اعتبار سے بالکل یکسو تھے۔ ایک اللہ کے ہو کر رہے ہمیشہ اسی پر بھروسہ کیا شرک سے ہمیشہ بیزار رہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہے ان کی اداؤں پر خوش ہو کر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر جناب محمد ﷺ کو بھی ان کے راستے پر چلنے کا حکم دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ إِبْرٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا ۖ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ۖ اجْتَبٰهُ وَهَدٰهُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَآتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِينَ ۝ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرٰهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

((النحل : ۱۲۰_۱۲۳))

بلاشبہ ابراہیم علیہ السلام اپنی ذات میں پوری امت تھے۔ وہ اللہ کے فرمانبردار تھے۔ بالکل یکسو تھے اور شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے تھے۔ اللہ نے اسے منتخب کر لیا تھا اور اسے سیدھا راستہ دکھایا تھا۔ اور دنیا میں اس کو بھلائی دی اور آخرت میں یقیناً وہ صالحین میں ہوں گے پھر ہم نے تمہاری طرف وحی

جیسے ہم نے حکم دیا کہ ابراہیم کے طریقہ پر چلو اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تعارف کراتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ((آل عمران: ۶۷))

ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی البتہ وہ ایک اللہ کی طرف جھکنے والے مسلمان تھے۔

سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا تعارف ان الفاظ میں کرایا:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ○ ((مریم: ۴۱))

اس کتاب میں ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرو بے شک وہ سچا نبی تھا۔

سورہ انبیاء میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۙ ((الانبیاء: ۵۱))

اور بلاشبہ ہم نے شروع سے ہی ابراہیم علیہ السلام کو رشد و ہدایت عطا کی تھی اور ہم اس کو جانتے تھے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے بہت محبت تھی انتہا درجے کا پیار تھا ایک دن اللہ تعالیٰ سے محو گفتگو ہوئے اور پیار بھرے انداز سے پوچھا الٰہی تو بھلا مردوں کو زندہ کس طرح اکٹھا کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کیا مجھ پر ایمان نہیں عرض کی ایمان تو ہے بس اطمینان قلب کے لئے یہ سوال کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر ایک عجیب و غریب منظر دکھایا سورہ بقرہ میں اس واقعے کی منظر کشی کچھ اس انداز سے کی گئی ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۭ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ قَلْبِيْ ۭ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ

اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ۭ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ ((البقرۃ : ۲۶۰))

اور جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا اے میرے رب مجھے دکھلا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا۔ تو اللہ نے پوچھا کیا تجھے یقین نہیں؟ ابراہیمؑ نے جواب دیا کیوں نہیں۔ لیکن میں اپنے دل کا اطمینان چاہتا ہوں۔ اللہ نے فرمایا۔ چار پرندے لو اور انہیں اپنے ساتھ مانوس کرلو۔ پھر ان کا ایک ایک جز ایک ایک پہاڑ پر رکھ دو۔ پھر انہیں پکارو۔ وہ تمہارے پاس دوڑتے چلے آئیں گے۔ اور جان لو اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب حکمت والا ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کی تلاش میں ہر وقت سرگرداں رہتے تھے کائنات میں غور و خوض کرتے رہتے۔ حق کی تلاش کو اپنا مقصد حیات بنائے رکھا کبھی اجرام فلکی کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوتے پھر ان کی بے ثباتی دیکھ کر مزید اللہ تعالیٰ کی جستجو میں لگ جاتے۔ ان کی اس طبعی کیفیت کو قرآن حکیم نے کچھ اس انداز سے بیان کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّاۗلِّيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

((الانعام:۷۹-۷۵))

اور اسی طرح ہم ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کا نظام سلطنت دکھا رہے تھے تا کہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔ پھر جب اس پر رات طاری ہوئی تو ایک ستارہ دیکھا کہا کیا یہ ہے میرا رب؟ پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہا کہ میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر جب چاند کو چمکتے دیکھا تو کہنے لگا۔ یہ میرا رب ہے پھر جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہنے لگا اگر میرے رب نے میری راہ نمائی نہ کی تو میں گمراہوں میں سے ہو جاؤں گا۔

پھر جب سورج کو جگمگاتا ہوا دیکھا تو بولے کیا یہ ہے میرا رب۔ یہ بہت بڑا ہے۔ پھر وہ بھی ڈوب گیا تو کہنے لگے اے قوم بلاشبہ میں تمہارے تمام شریکوں سے بیزار ہوں۔

بلاشبہ میں نے تو اپنا چہرہ یکسو ہو کر اس کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ (الانعام: ۷۹-۷۵)

سیدنا ابراہیم علیہ السلام آزمائشوں کی کٹھالی سے کندن بن کر امامت کے درجے پر فائز ہوئے جب اللہ تعالیٰ نے ان کو امامت کے مرتبے پر فائز ہونے کا اعزاز بخشا تو آپ نے اپنی اولاد کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صاف بتا دیا کہ جو ظالم ہوگا وہ مرتبہ امامت پر فائز نہ ہو سکے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ○ ((البقرۃ:۱۲۴))

اور جب ابراہیمؑ کو ان کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا تو آپ ان میں پورے اترے (اللہ نے) فرمایا میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ پوچھا کیا میری اولاد سے (یہی وعدہ ہے) فرمایا ظالموں سے میرا یہ وعدہ نہیں ہے۔

سیدنا ابراہیمؑ چونکہ اللہ تعالیٰ کے بڑے محبوب نبی تھے۔ ان کی ساری ادائیں اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو دعائیں کیں اللہ تعالیٰ نے انھیں شرف قبولیت بخشا۔ تعمیر کعبہ کے دوران قرآن حکیم نے درج ذیل دل آویز دعا کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ۚ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ ((البقرۃ: ۱۲۷-۱۲۹))

''اور جب ابراہیمؑ و اسماعیلؑ بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (تو دعا کی) اے ہمارے رب (خدمت) قبول فرما۔ بلاشبہ تو ہی سب کی سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب تو دونوں کو اپنا فرماں بردار بنا۔ اور ہماری اولاد میں سے اپنی ایک مسلم جماعت بنا۔ ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتلا۔ اور ہماری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو بڑا توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اے ہمارے رب ان میں ایک رسول بھیج جو انہی میں سے ہو وہ ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کو پاکیزہ بنائے۔ بلاشبہ تو غالب اور حکمت والا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے اسی وجہ سے ان کا لقب ابوضیفان مشہور ہوگیا تھا جب قوم لوط پر عذاب مسلط کرنے کے لئے فرشتے انسانی روپ میں پہلے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ نے ان کی مہمان نوازی کے لئے ایک بھنا ہوا بچھڑا پیش کیا جب اجنبی مہمانوں نے اتنے لذیذ کھانے کی طرف توجہ نہ کی تو آپ نے دلی طور پر خطرہ محسوس کیا جب مہمانوں نے

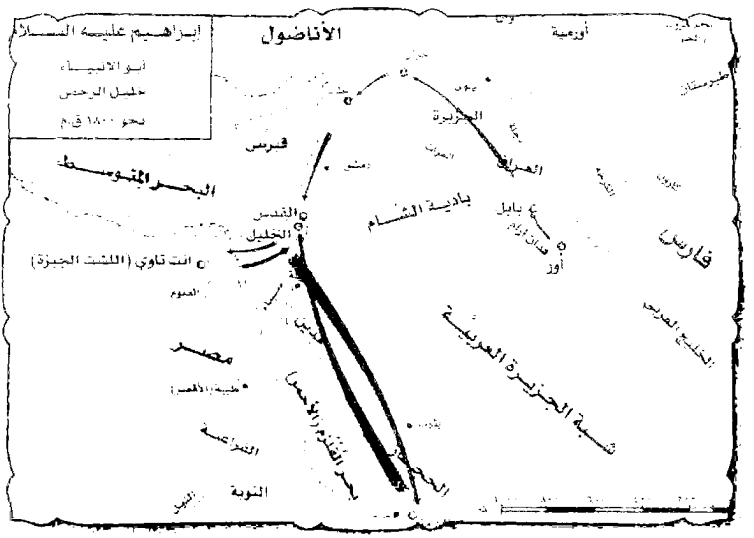

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کے مقامات کا منظر پیش کرتا ہوا نقشہ

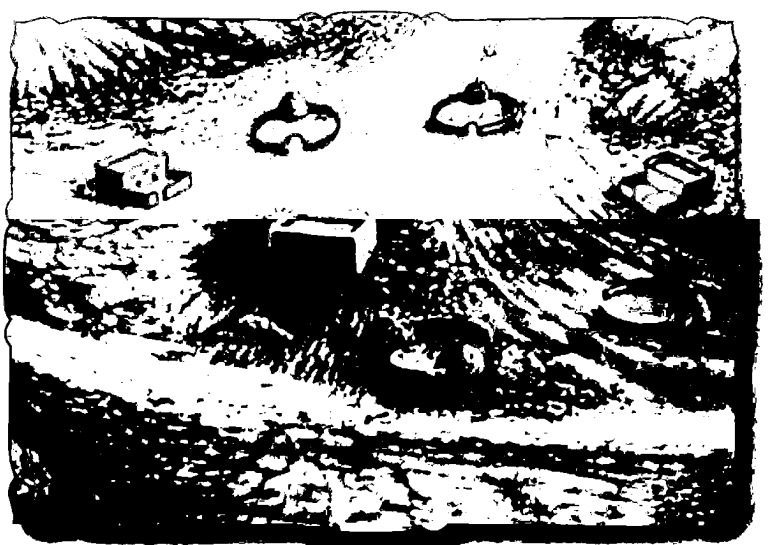

سیدنا آدم علیہ السلام کے بعد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں بنے ہوئے بیت اللہ کا ایک منظر

آپ کو حیران و پریشان دیکھا تو آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا قرآن حکیم میں یہ منظر کچھ اس انداز میں بیان کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝ فَلَمَّا رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝

((ھود: ۶۹-۷۰))

اور بلاشبہ ہمارے رسول ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لے کر آئے تو ابراہیم کو سلام کہا انہوں نے جواب دیا اور تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لائے پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھتے تو انہیں مشتبہ سمجھا اور دل میں خوف محسوس کرنے لگے وہ کہنے لگے ڈرو نہیں ہم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں

یہ منظر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ علیہا السلام دیکھ رہی تھی۔ وہ بوڑھی ہو چکی تھی اور ابھی تک اس کے ہاں کسی بچے نے جنم نہیں لیا تھا۔ فرشتوں نے اسے بھی بیٹے اور پوتے کی بشارت دی۔ وہ یہ بشارت سن کر حیران رہ گئی۔ فرشتوں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ حیران ہونے کی کوئی بات نہیں اللہ بڑا بے نیاز ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے قرآن حکیم میں یہ منظر ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ فَلَمَّا ذَهَبَ

عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝
اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝ ((ھود: ۷۱-۷۵))

اور ابراہیمؑ کی بیوی پاس کھڑی تھی۔ ہنس دی تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے بعد یعقوب بھی۔ وہ بولی "اے ہے! کیا میں بچہ جنوں گی جبکہ میں خود بھی بوڑھیا ہوں۔ اور یہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے۔ تو یہ بڑی عجیب بات ہوگی۔ وہ کہنے لگے کیا تم اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہو۔ اے اہل بیت (نبوت) تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ بلاشبہ وہ قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے۔ پھر جب ابراہیم علیہ السلام سے خوف دور ہوگیا اور اسے خوشخبری مل گئی تو وہ قوم لوط کے بارے میں ہم سے جھگڑنے لگے۔ بلاشبہ ابراہیم بڑے بردبار نرم دل اور رجوع کرنے والے تھے۔"

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی سارہ اور بھتیجے سیّدنا لوط کو ہمراہ لے کر عراق سے فلسطین منتقل ہوگئے تھے کیونکہ آپ نے جب دیکھا کہ عراق کے باشندے آگ کے گلزار بن جانے جیسا حیرت انگیز معجزہ دیکھ کر بھی ایمان لانے کے لیے راغب نہ ہوئے تو آپ نے دعوت الی اللہ کے لئے کوئی دوسرا میدان منتخب کرنے کا ارادہ کیا اور وہاں سے ہجرت اختیار کرلی۔

سیّدنا لوط علیہ السلام کو دعوت وارشاد کے لئے سدوم بستی میں رہائش اختیار کرنے کے لئے کہا یہ بستی موجودہ اردن میں واقع تھی وہاں کے باشندے شرک کے ساتھ ساتھ ایک ایسے برے عمل کے عادی تھے جو ان سے پہلے کسی قوم میں نہیں دیکھا گیا تھا۔ یہاں مرد مردوں سے جنسی تعلقات قائم کرنے کے عادی تھے۔ سیّدنا لوط علیہ السلام نے ان کو بہت سمجھایا لیکن یہ قوم بڑی کمینگی پر اتری ہوئی تھی۔ ان لوگوں کی حالت یہاں تک بگڑ چکی تھی کہ جو فرشتے عذاب لے کر آئے تھے چونکہ وہ خوبصورت پری پیکر نوجوانوں کے روپ میں تھے بستی کے لوگ انہیں بھی شکار کرنے کے لئے لپکے تھے یہ موقع سیّدنا لوط علیہ السلام کے لئے بڑا ہی نازک اور افسوسناک تھا۔ انہوں نے قوم سے کہا دیکھو یہ میرے معزز مہمان ہیں۔ کچھ حیا کرو مجھے ان کے سامنے رسوا نہ کرو تمہیں کیا ہوگیا؟ تمہارے

اندر کوئی بھی شریف انسان باقی نہیں رہا آپ کو بھی یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ مہمان اللہ کے فرشتے ہیں اور یہ عذاب کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ یہ تو آپ کو اس وقت پتہ چلا جب قوم کی حیوانگی دیکھ کر فرشتوں نے سیّدنا لوط علیہ السلام کو تسلی دیتے ہوئے یہ خبر دی کہ آپ گھبرائیں نہیں ہم اللہ کے فرشتے ہیں یہ لوگ ہم تک نہیں پہنچ سکیں گے آپ اہل ایمان کو اپنے ساتھ لے کر اس بستی سے چلے جائیں ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر عذاب مسلط کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

لیکن آپ اپنی بیوی کو ساتھ نہیں لے جاسکتے یہ بھی قوم کے ساتھ ہی عذاب کی لپیٹ میں آئے گی۔ سیّدنا لوط علیہ السلام جب وہاں سے چلے گئے تو اللہ کے حکم کے مطابق اس پوری بستی کو الٹا دیا گیا۔ اور اوپر سے نوک دار پتھروں کی بارش برسائی گئی بستی کا نام ونشان مٹا کر رکھ دیا گیا پوری بستی انتہائی کڑوے پانی کی جھیل میں تبدیل ہوگئی آج وہ جگہ نہر مردار کی صورت میں موجود ہے صدیاں بیت گئی لیکن عذاب الٰہی کے اثرات آج بھی اس جگہ پر پائے جاتے ہیں عذاب الٰہی کا اثر ہے کہ اس پانی میں کوئی زندہ چیز باقی نہیں رہ سکتی، قرآن حکیم نے سورہ ھود میں اس واقعے کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ لیکن یہ تفصیلات آئندہ سیّدنا لوط علیہ السلام کی سوانح حیات کے ضمن میں بیان کی جائیں گی۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام جب مصر تشریف لے گئے تو آپ کے ہمراہ آپ کی بیوی سارہ تھی چونکہ وہاں کا بادشاہ بڑا ظالم جابر اور بدقماش تھا۔ خوبصورت عورت اس کی کمزوری تھی جب اسے بتایا گیا کہ ایک اجنبی شخص مصر کی حدود میں داخل ہوا ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک حسین وجمیل خاتون بھی ہے۔ تو بادشاہ نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ اسے میرے پاس لایا جائے۔ پہلے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو لایا گیا ملاقات کے دوران بادشاہ نے پوچھا سنا ہے تمہارے ساتھ کوئی خاتون بھی ہے وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں وہ میری بہن ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے میرے دربار میں پیش کیا جائے۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیّدہ سارہ علیہا السلام سے کہا جب تم بادشاہ کے پاس جاؤ اس کے پوچھنے پر یہ بتانا کہ میں اس کی بہن ہوں۔ کیونکہ میں اسے یہی بتا کر آیا ہوں۔ کیونکہ

ہم دونوں ایمان کے ناطے رشتہ اخوت میں منسلک ہیں۔ لہٰذا تم بھی دربار میں یہی موقف اختیار کرنا۔ تاکہ وہاں ہمارا بیان مختلف نہ ہو۔ سیّدہ سارہ علیہا السلام چونکہ بہت زیادہ حسین و جمیل تھیں جب دربار میں اس نے قدم رکھا تو بادشاہ اسے دیکھ کر محو حیرت ہوا اسے پکڑنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا تو اس کا ہاتھ مفلوج ہو گیا۔

اس نے اچانک صورت حال دیکھ کر سیّدہ سارہ علیہا السلام سے کہا میں معافی چاہتا ہوں۔ اگر میرا ہاتھ ٹھیک ہو جائے تو میں آپ کو کچھ نہیں کہوں گا اللہ کی قدرت سے اس کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا تو اس نے دوبارہ پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو وہ پھر شل ہو گیا اس طرح تین دفعہ یہی کچھ ہوا تو وہ پکار اٹھا کہ یہ انسانوں میں سے نہیں یہ پری پیکر تو جنوں کے قبیل سے لگتی ہے۔

بادشاہ نے اس کے بعد اعزاز و اکرام سے اپنے دربار سے رخصت کیا اور خدمت گزاری کے لیے ناز و نعم سے پلی ہوئی اپنی لاڈلی بیٹی ھاجرہ ان کی تحویل میں دے دی سیّدہ ہاجرہ کا نکاح سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سے ہوا جس سے سیّدنا اسماعیل پیدا ہوئے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی ہاجرہ اور لخت جگر اسماعیل کو بے آب و گیاہ وادی مکہ میں رہائش اختیار کرنے کے لئے چھوڑا یہاں ماں اور بیٹے کے دم قدم سے مکہ آباد ہوا۔ زم زم کا معجزہ ظہور پذیر ہوا۔ بیت اللہ تعمیر ہوا۔ قبائل آ کر یہاں بسنے لگے اس خانوادے کی اداؤں کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبول عطا کیا۔ یہ ادائیں حج جیسی عبادت کا حصہ بنا دی گئیں۔ یہ تفصیلات سیّدنا اسماعیل کی سوانح حیات کے ضمن میں بیان کی جائیں گی۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دوسری بیوی سیّدہ سارہ علیہا السلام کو دمشق میں آباد کیا وہاں اللہ تعالیٰ نے ان کی گود ہری کی۔ اسحاق بیٹا عطا کیا اسحاق کے ہاں سیّدنا یعقوبؑ نے جنم لیا۔ ان کو بھی منصب نبوت سے سرفراز کیا گیا پھر سیّدنا یوسفؑ ہوئے ان کو بھی نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ وہاں عبادت کے لئے مسجد اقصیٰ تعمیر کی گئی اور یہ مسجد بھی کافی عرصے تک مسلمانوں کا قبلہ بنی رہی۔

دریائے فرات کے دہانے اور موجودہ بغداد کے درمیان واقع
''اُر'' کا شہر جو 1922ء میں کھود کر محفوظ کر دیا گیا

مسجد الحرام اور شہر مکہ کی نادر تصویر جو پہاڑیوں کے درمیان گھرا ہوا ہے

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے عبادت کے لئے دو مرکز قائم کئے۔ مسجد اقصیٰ اور مسجد حرام دونوں کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت سے نوازا مسجد اقصیٰ جواب یہودیوں کے قبضے میں ہے دیکھئے امت مسلمہ کب اس کی عظمت رفتہ کو بحال کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

بخاری شریف میں مذکور ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زندگی میں تین مواقع پر خلاف واقعہ بات کہی۔ لیکن ان تینوں موقعوں پر آپ کے پیش نظر دینی مصلحت تھی۔ ایک تو اس وقت جب قوم نے آپ کو اپنے ساتھ میلے پر جانے کے لئے کہا چونکہ آپ نے بڑے بت خانے کو تباہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اور اس طرح آپ کے پیش نظر قوم کو بتوں کی بے بسی کا منظر دکھلانا مقصود تھا تا کہ قوم بت پرستی سے باز آجائے لہٰذا آپ نے قوم کی دعوت کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ آج میں تمہارے ساتھ اس لئے نہیں جا سکتا کہ میں بیمار ہوں۔ اس موقعے پر آپ نے بیمار اس لیے کہا کہ آپ ہر وقت قوم کی بت پرستی سے دلی طور پر بیزار رہتے تھے۔

یہ صورت حال دیکھ کر آپ کی دلی کیفیت بیماروں کی سی رہتی تھی۔ لہٰذا آپ نے اس موقع پر اپنے آپ کو بیمار ظاہر کیا حقیقتاً یہ کوئی جھوٹ نہیں تھا۔ دوسرا موقع خلاف واقعہ بات کرنے کا وہ ہے کہ جب پوری قوم میلے میں شرکت کے لئے بستی سے باہر چلی گئی تو آپ منصوبے کے مطابق کلہاڑا لے کر بت خانے میں داخل ہوئے بتوں کے پرخچے اڑائے اور بڑے بت کے کندھے پر کلہاڑا لٹکا دیا قوم نے واپسی پر جب بتوں کی تباہی دیکھی تو ہر ایک کا دھیان سیدنا ابراہیم کی طرف گیا آپ سے پوچھا گیا کہ یہ کام آپ نے کیا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ تم ان سے کیوں نہیں پوچھ لیتے قوم نے کہا یہ تو بولتے نہیں آپ نے فرمایا کہ پھر ان کے بڑے نے انہیں سزا دی ہوگی ایک تو آپ کے پیش نظر اس طرح زچ کرنا مقصود تھا کہ ان بے بسوں کی تم پوجا کرتے ہو جو اپنا دفاع نہ کر سکے جو بول کر اپنی بپتا بھی سن نہیں سکتے تم کتنے عقل کے اندھے ہو کہ ان لاچاروں کی پوجا پاٹ کرتے ہو۔ افسوس ہے تمہاری عقل پر، دکھ ہے تمہارے رویے پر حیف ہے تمہاری زندگی پر، تف ہے تمہارے مشرکانہ کردار پر۔

یہ بھی ممکن ہے کہ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے کہا "بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا" بلکہ ان کے بڑے نے یہ کچھ کیا ہوگا تو اس سے مراد سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذات کو لیا ہوگا۔ چونکہ اس وقت پیغمبر ہونے کے ناطے وہی سب سے بڑے تھے۔ اسی تناظر میں دیکھا جائے تو یہ بات بھی کوئی جھوٹ نہ تھی بلکہ حقیقت بیانی تھی اور تیسرا موقع وہ ہے جب آپ مصر میں ظالم جابر اور بدقماش بادشاہ کے دربار میں تھے آپ سے سیدہ سارہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ میری بہن ہے۔

آپ کے دل میں یہ تھا کہ ہم دونوں ایمان کی وجہ سے اخوت کے رشتے میں منسلک ہیں۔ اور یہی بات آپ نے سیدہ سارہ سے کہی۔ کہ میں نے ایمان کی وجہ سے تجھے اپنی بہن کہا ہے۔ بادشاہ کے پوچھنے پر تم یہی کہنا۔ تاکہ ہمارا بیان مختلف نہ ہو۔ بخاری شریف میں اسی طرح تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اگر دیکھا جائے تو یہ بات بھی کوئی جھوٹ نہ تھی۔ بلکہ ایمان کی وجہ سے تمام مؤمن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

قرآن حکیم کی یہ آیت بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ "کہ تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں"۔ بخاری شریف میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں تین جھوٹ بولنے کا تذکرہ عرف عام کے اعتبار سے ہے۔ ورنہ حقیقت میں دیکھا جائے تو آپ نے تینوں مواقع پر حقیقت حال ہی کا تذکرہ کیا ہے۔ آپ نے کوئی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ نے حقیقت بیانی سے کام لیا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام عراق میں پیدا ہوئے یہیں پرورش پا کر جوان ہوئے سیدہ سارہ سے شادی ہوئی گھر کا ماحول اور ساری قوم بت پرستی اور ستارہ پرستی میں ملوث تھی آپ کو شروع ہی میں بت پرستی سے دلی نفرت تھی آپ کا باپ بت پرست بھی تھا اور بت فروش بھی تھا اسے سمجھایا وہ نہ سمجھا بلکہ گھر میں رہنا مشکل کر دیا۔ آپ نے موقع پا کر بت خانے میں رکھے گئے بتوں کو کلہاڑے کی ضرب سے پاش پاش کر دیا قوم نے اس کی سزا آگ میں پھینکنے کی صورت میں دی۔

اللہ کے حکم سے آگ گلزار بن گئی۔ یہ آپ کا اپنے اللہ تعالیٰ پر ایمان اور توکل کا انعام تھا۔ اسی لئے علامہ اقبال نے کہا ہے۔

آج بھی ہو گر ابراہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے آگ کے امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد دیکھا کہ قوم اتنا بڑا معجزہ دیکھ کر بھی ٹس سے مس نہیں ہوئی۔ تو اندازہ لگایا کہ یہ زمین دعوت کے لئے زرخیز نہیں اس قوم میں صلاحیت ہی نہیں کہ یہ راہ راست پر آجائے کیا کسی نے خوب کہا:

نہ ہو طبیعت ہی جن کی قابل وہ تربیت سے نہیں سنورتے
ہوا نہ سرسبز رہ کے پانی میں عکس سرو کنارِ جو کا

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے وہاں سے اپنی بیوی اور بھتیجے کے ہمراہ ہجرت اختیار کی وہاں سے فلسطین گئے پھر مصر کا رخ کیا۔ مکے میں تشریف لائے۔ دمشق پہنچے۔ سیدہ ہاجرہ اور لخت جگر اسماعیل کو مکے میں چھوڑا سیدہ سارہ کو دمشق میں آباد کیا۔ دونوں جگہ عبادت خانے تعمیر کئے۔ دونوں عبادت خانے مسلمانوں کا قبلہ بنے۔ دونوں بیٹوں سیدنا اسماعیل اور سیدنا اسحاق کی نسل سے انبیاء پیدا ہوئے اس طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جدُ الانبیاء ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ آپ امامت کے منصب پر فائز کئے گئے۔

آپ کو خلیل اللہ ہونے کا شرف حاصل ہوا آپ بڑے مہمان نواز تھے آپ ہر امتحان میں پورے اترے۔ قرآن حکیم کی تریسٹھ آیات میں آپ کا تذکرہ ملتا ہے۔ قربانی بھی آپ ہی کی سنت ہے۔ جسے قیامت تک امت مسلمہ میں جاری وساری کر دیا گیا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یہ قربانیاں کیا ہیں؟ ماھذہ الاضاحی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانیاں کیا ہیں؟

تو آپ نے فرمایا۔

هذه سنة ابيكم ابراهيم

تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہیں۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے ان پر کروڑوں درود و سلام۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لئے درج ذیل کتابوں اور قرآنی آیات کا مطالعہ کریں۔

۱۔صحیح بخاری	۳۳۵۰/۲
۲۔صحیح بخاری	۴۵۶۳
۳۔کنز العمال	۳۲۲۸۶
۴۔مجمع الزوائد	۲۰۱/۸
۶۔البخاری	۳۳۵۹
۷۔مسند امام احمد	۲۰۰/۶
۸۔مسند امام احمد	۲۱۷/۶
۹۔مسند امام احمد	۸۳/۶
۱۰۔ابن ماجہ	۳۲۳۱
۱۱۔البخاری	۱۰۳۴/۲
۱۲۔ابوداؤد	۲۲۱۲
۱۳۔البخاری	۵۰۸۴
۱۴۔مسند امام احمد	۴۰۳/۲

۱۵۔الدرالمنثور	۶۳۷/۵
۱۶۔مسلم باب الفتن	
۱۷۔ابوداؤد	۴۲۵۲

قرآنی آیات جن میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۱۔سورہ البقرۃ	۱۳۵,۱۳۶,۱۴۰,۲۵۸,۲۶۰
	۱۲۴,۱۲۵,۱۲۶,۱۲۷,۱۳۰,۱۳۲
۲۔سورہ آل عمران	۲۳,۶۵,۶۷,۶۸,۸۴,۹۵,۹۷
۳۔سورہ النساء	۵۴,۱۲۵,۱۶۳
۴۔سورہ الانعام	,۷۴,۷۵,۸۳,۱۶۱
۵۔سورہ التوبہ	۷۰,۱۱۴
۶۔سورہ ھود	۶۹,۷۴,۷۵,۷۶
۷۔سورہ ابراہیم	۳۵
۸۔سورہ النحل	۱۲۰,۱۲۳
۹۔سورہ الانبیاء	۵۱,۶۰,۶۲,۶۹
۱۰۔سورہ الشعرآء	۶۹
۱۱۔سورہ الاحزاب	۷
۱۲۔سورہ ص	۴۵
۱۳۔سورہ الزخرف	۲۶
۱۴۔سورہ النجم	۳۷

۱۵۔سورہ الممتحنہ	۴
۱۶۔سورہ یوسف	۶,۳۸
۱۷۔سورہ الحجر	۵۱
۱۸۔سورہ مریم	۴۱,۴۶,۵۸
۱۹۔سورہ الحج	۲۶,۴۳,۷۸
۲۰۔سورہ العنکبوت	۱۷,۳۱
۲۱۔سورہ الصافات	۸۳,۱۰۴,۱۰۹
۲۲۔سورہ الشوری	۱۳
۲۳۔سورہ الذاریات	۲۴
۲۴۔سورہ الحدید	۲۶

سیّدنا اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ

سیّدنا ابراھیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے اور دونوں نبی تھے اور ان کی اولاد سے بہت سے انبیاء ہوئے۔ پہلے بیٹے کا نام اسماعیل علیہ السلام تھا اور دوسرے بیٹے کا اسحاق علیہ السلام تھا۔

سیّدنا ابراھیم علیہ السلام کی عمر جب چھیاسی برس کی ہوئی تو آپ کی دوسری بیوی سیّدہ ہاجرہ کے ہاں اسماعیل پیدا ہوئے۔

اس کے تیرہ سال بعد آپ کی پہلی بیوی سیّدہ سارہ علیہا السلام کے ہاں اسحاق پیدا ہوئے۔ سیّدہ سارہ علیہا السلام بڑی عمر کی ہو چکی تھیں ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی جب قوم لوط پر عذاب مسلط کرنے کیلئے فرشتے پہلے سیّدنا ابراھیم علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔ انہیں اطلاع دی کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کو تباہ برباد کرنے کیلئے بھیجا ہے ہم عذاب کا پیغام دینے یہاں آئے ہیں۔ سیّدنا ابراھیم علیہ السلام نے اپنی پوری کوشش کی کہ کسی طرح یہ عذاب ٹل جائے لیکن فرشتوں نے دو ٹوک انداز میں کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے۔

یہ عذاب اس بد بخت قوم پر مسلط ہو کر رہے گا اس وقت سیّدہ سارہ وہاں کھڑی یہ باتیں

سن رہی تھیں فرشتوں نے اسے اسحاق علیہ السلام کی اور اسحاق علیہ السلام کے ہاں یعقوب علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی اس کی تفصیل سیدنا اسحاق علیہ السلام کے تذکرے میں بیان کی جائے گی۔ جہاں تک سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش کا تعلق ہے' جب سیدنا ابراھیم علیہ السلام کو بت شکنی کی پاداش میں آتش نمرود میں پھینکا گیا اور آگ اپنی تمازت کھو بیٹھی آگ کو گلزار کے روپ میں دیکھ کر نمرود اور اسکی رعایا کے لوگ محو حیرت رہ گئے۔ سیدنا ابرھیم علیہ السلام نے ان لوگوں سے مایوس ہو کر اس علاقے کو چھوڑ کر کہیں اور جانے کا اعلان کر دیا اور اس اعلان کے ساتھ ہی نرینہ اولاد کی دعا بھی کی جیسے قرآن حکیم میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

وَ قَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ○ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ○ ((الصافات : ۹۹-۱۰۱))

اور کہا ابراھیم علیہ السلام نے میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہی میری راہنمائی کرے گا۔ اے میرے رب مجھے صالح بیٹا عطا کر چنانچہ ہم نے اسے بردبار بیٹے کی بشارت دی۔

یہ بشارت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں تھی یہ ابھی اپنی ماں کی گود ہی میں دودھ پیتے تھے کہ سیدنا ابراھیم علیہ السلام ماں بیٹے کو بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ کر چل دیئے۔ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے اپنے سرتاج سیدنا ابراھیم علیہ السلام سے پوچھا آپ ہمیں یہاں کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہاں زندگی بسر کرنے کے کوئی ظاہری وسائل نہیں' کوئی یہاں رہتا نہیں' میں عورت ذات ہوں' یہ میرا ناتواں لخت جگر ہے۔

آخر آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں لیکن ابراھیم علیہ السلام خاموش ہیں کوئی بات نہیں کر رہے۔ سیدہ ھاجرہ علیہا السلام نے بار بار پوچھا ادھر مکمل خاموشی کی صورت حال دیکھ کر خود ہی کہنے لگی کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے فرمایا: ہاں! یہ سن کر اماں ھاجرہ علیہا السلام نے کہا 'اِذًا لَا یُضِیْعَنَا'

اگر اللہ کا حکم ہے تو پھر کوئی پرواہ نہیں وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ وہ ہماری حفاظت فرمائے گا۔ سیدنا ابراھیم علیہ السلام ابھی اس صورت حال سے بڑے رنجیدہ تھے سیدہ ھاجرہ تو واپس اپنے لخت جگر کے پاس چلی گئی اور سیدنا ابراھیم علیہ السلام جب ذرا دور اوٹ میں چلے گئے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض گذار ہوئے۔

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ ○ ((ابراہیم :۳۷))

اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے قابل احترام گھر کے پاس ایسے میدان میں لا بسایا ہے جہاں کوئی زراعت نہیں۔ ہمارے رب تا کہ وہ نماز قائم کریں چنانچہ تو بعض لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے۔ اور انہیں کھانے کو پھل مہیا فرما۔ توقع ہے کہ یہ شکر گزار رہیں گے۔

☆ ❀ ☆

سیدنا ابراھیم علیہ السلام جاتے وقت جو پانی اور کھجوریں چھوڑ گئے تھے۔ چند دنوں کے بعد دونوں چیزیں ختم ہوگئیں۔ تو پیاس ستانے لگی بچہ بھی پیاس کی شدت سے بلبلانے لگا۔ بچے کی حالت زار دیکھ کر ماں کی مامتا بے چین ہوگئی پانی کی تلاش میں قریبی پہاڑی صفا پر چڑھیں کہ شاید کسی آنے والے پر نظر پڑ جائے اور اس کے پاس پانی ہو لیکن دور دور تک کوئی بندہ بشر نظر نہ آیا صفا سے نیچے اتریں دوڑ کر مروہ پر چڑھیں کہ شاید وہاں سے کوئی آنے والا دکھائی دے لیکن وہاں بھی کوئی نظر نہ آیا اسی طرح بے چینی سے صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیدہ ھاجرہ کی اس ادا کو اللہ تعالیٰ نے ایسا شرف قبول عطا کیا کہ صفا اور مروہ کے درمیان ان سات چکروں کو قیامت تک کیلئے حج کا جز بنا دیا۔ اب ہر

لکڑی سے بنا ہوا مسعیٰ ..... آنے جانے کا ایک ہی راستہ

معذور اور ضعیف حجاج کے لیے درمیان میں مخصوص راستہ
جہاں پر پہیوں والی کرسیوں پر سعی کی جاتی ہے

ایک حج اور عمرہ کرنے والے مرد وعورت دونوں کے لیے یہ سات چکر لگانے ضروری ہیں۔
سیّدہ ھاجرہ علیہا السلام جب پانی کی تلاش میں مروہ پر کھڑی تھیں تو پردہ غیب سے کسی کی آواز آئی۔ آپ اس کی طرف متوجہ ہوئیں پھر آپ نے اس جگہ کی طرف دیکھا جہاں لخت جگر لیٹا ہوا پیاس کی شدت سے اپنی نرم و نازک ایڑیاں رگڑ رہا تھا۔ وہاں اللہ کے فرشتے نے اپنی ایڑی ماری تو پتھریلی زمین سے پانی ابلنے لگا۔ آپ دوڑ کر وہاں پہنچیں پانی کو روکنے کیلئے مٹی کی باڑ بنانے لگیں خود پانی پیا اور بچے کو پانی پلایا' یہ وہی مبارک چشمہ ہے جسے ہم بئر زمزم کہتے ہیں' یہ وہی معجزاتی پانی ہے۔ جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

مَاء زَمْزَم لِمَا شَرِبَ لَه

کہ زمزم کا پانی جس مقصد کے لئے پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔

جس کے بارے میں بخاری شریف میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بھی منقول ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاس رضی اللہ عنہما قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَرْحَمُ اللّٰهُ أُمَّ اِسْمَاعِيْلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ زَمْزَمَ عَيْنًا مُّعِيْنًا۔ (بحوالہ بخاری ۸۴۲/۲)

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم کرے اگر وہ زمزم کے پانی کو اپنی حالت پر چھوڑ دیتی یا آپ نے یوں فرمایا کہ اگر وہ پانی کا چلو نہ بھرتی تو یہ جاری چشمے کی صورت اختیار کر لیتا۔

اس موقع پر فرشتے نے سیّدہ ھاجرہ کو یہ خوشخبری بھی دی کہ آپ مطمئن رہیں۔ یہ جگہ آباد ہوگی تیرا یہ لخت جگر اور اس کا والد یہاں اللہ کا گھر تعمیر کریں گے۔ اللہ یہاں رہنے والوں کو ضائع نہیں کرے گا یہ بشارت سن کر ام اسماعیل کو دلی اطمینان حاصل ہوا۔ ساری تکلیفیں اور پریشانیاں

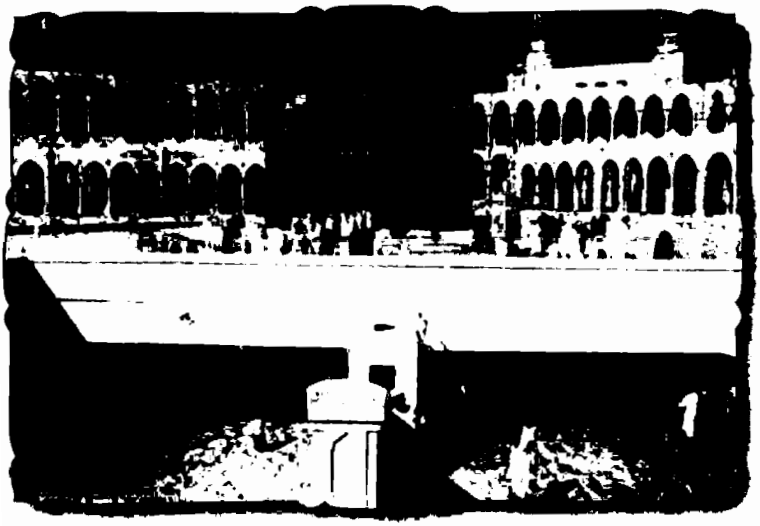

بئر زمزم کے راستے پر آب زمزم کی ٹوٹیاں کمانوں والی دیوار کی سیڑھیوں کے قریب نصب کر دی گئی ہیں

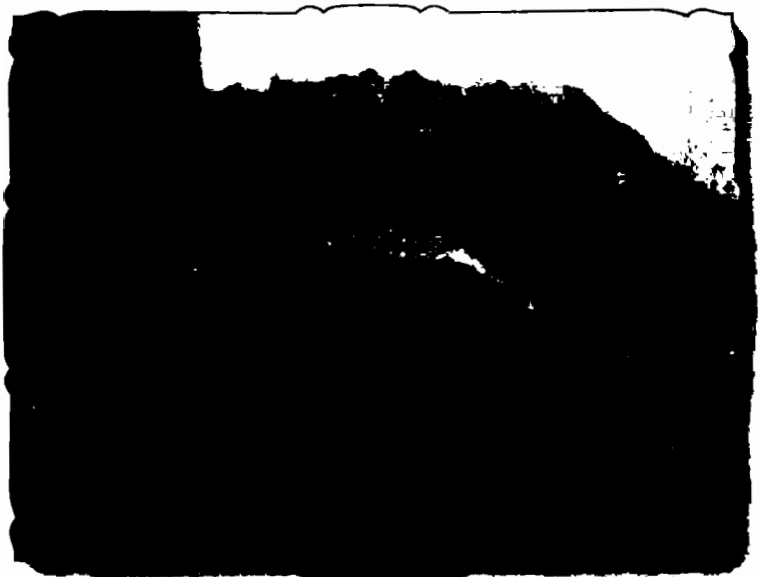

موجودہ صفا کی چٹان کا محفوظ حصہ جس پر قبلہ رو ہو کر حجاج کرام دعا مانگتے ہیں

دور ہوگئیں۔ آب زمزم کے میسر آنے پر زندگی آسان ہوگئی۔ سیدنا اسماعیل تیزی سے پروان چڑھنے لگے۔

جب بارہ تیرہ سال کی عمر کو پہنچے تو سیدنا ابراھیم علیہ السلام ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ اس موقع پر بڑا عجیب وغریب خواب دیکھا۔ کہ آپ اپنے بیٹے اسماعیل کو ذبح کررہے ہیں۔ چونکہ نبی کا خواب بھی وحی کے زمرے میں آتا ہے جب یہ خواب بار بار دیکھا تو اسے حکم الٰہی سمجھ کر بیٹے سے مشورہ کیا یہ منظر قرآن مجید نے کچھ اس انداز سے بیان کیا ہے۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰۗؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ((الصافات : ۱۱۱ - ۱۰۲))

چنانچہ ہم نے انہیں بردبار بیٹے کی بشارت دی۔ پھر جب وہ بیٹا ان کے ہمراہ دوڑ دھوپ کی عمر کو پہنچا تو ابراھیمؑ نے کہا بیٹے میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کررہا ہوں۔ اب بتلاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے کہا: ابا جان وہی کچھ کیجئے جو آپ کو حکم ہوا ہے۔ آپ انشاء اللہ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ پھر جب دونوں نے سر تسلیم خم کردیا اور ابراھیمؑ نے بیٹے کو پیشانی کے بل گرادیا تب ہم نے اسے پکارا: اے ابراھیم تم نے خواب کو سچ کر دکھایا ہم یقیناً نیکی کرنیوالوں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں۔ بلاشبہ یہ ایک صریح آزمائش تھی۔ اور ہم نے ایک بڑی قربانی ان کا فدیہ دیا۔ پیچھے لوگوں میں اس کا ذکر (خیر) چھوڑ دیا۔ ابراھیمؑ پر سلام ہو ہم

کو ایسے ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بلاشبہ وہ ہمارے ایماندار بندوں سے تھے۔

جب باپ اور بیٹا تسلیم ورضا کا پیکر بن کر اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالانے کے لئے گھر سے روانہ ہوکر منیٰ پہنچے تین مقامات پر شیطان نے ناصح کا روپ دھار کر اس قربانی کے عمل سے باز آجانے کی تلقین کی لیکن آپ نے تینوں مرتبہ اسے کنکریاں مار کر دھتکار دیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس ادا کو بھی حج کا حصہ بنا دیا۔ اب ہر حاجی منیٰ میں تینوں مقامات پر جسے جمرۂ اولی، جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ عقبیٰ کے نام سے پکارا جاتا ہے، ہر جمرے پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ادا کی یاد میں سات سات کنکریاں ماری جاتی ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کی راہ میں قربانی کرنے کیلئے پیشانی کے بل لٹا لیا گلے پہ چھری چلائی تو اس نے کوئی کام ہی نہ کیا اوپر نظر اٹھائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام مینڈھا پکڑے ہوئے ہیں آسمان سے آواز آئی کہ اے ابراہیم تم اس امتحان میں بھی کامیاب ہوئے تو نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ بس ہمارے حکم کی تعمیل ہوگئی اسماعیل کی جگہ اس مینڈھے کو ذبح کر دو تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مینڈھے کو اللہ کی راہ میں قربان کیا باپ بیٹے کی اس ادا کو شرف قبول بخشا اور قیامت تک کیلئے اس عمل کو حج کا حصہ بنا دیا۔

☆ ❀ ☆

سیدہ ھاجرہ اپنے لخت جگر اسماعیل کے ہمراہ آب زمزم کے پاس ہی قیام پذیر ہوئیں۔ ایک دن بنو جرہم قبیلے کا گذر ہوا اس نے مکے کے نشیبی علاقے کداء مقام پر پڑاؤ کیا انہوں نے دیکھا بالائی جانب ایک پرندہ فضا میں چکر لگا رہا ہے وہ پرندے کو دیکھ کر پہچان گئے اور وہ اپنے تجربے کی بنیاد پر کہنے لگے کہ پرندہ وہاں فضا میں چکر لگاتا ہے جہاں پانی ہو۔ لیکن ہماری معلومات کے مطابق مکہ میں تو پانی کا نام ونشان نہیں ہے وہ اس صورت حال کو دیکھ کر حیران ہوئے انہوں نے حقیقت حال معلوم کرنے کیلئے اپنا نمائندہ بھیجا۔ وہ بئر زمزم سے پانی لیکر واپس آیا اور اپنے قبیلے کو اطلاع دی کہ وہاں پتھریلی زمین میں پانی کا چشمہ ابل رہا ہے۔ یہ خبر سن کر

منیٰ کا ایک منظر جہاں حجاج کرام شیطان کو کنکریاں مارتے ہیں

منحر یعنی وہ مقام جہاں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کے لیے لٹایا گیا

بہت خوش ہوئے اور بنو جرہم قبیلے کے سردار وہاں آئے اور سیدہ ھاجرہ سے عرض کی آپ ہمیں بھی یہاں رہنے کی اجازت دے دیں تو آپ کی مہربانی ہوگی سیدہ ھاجرہ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے آپ اس شرط پر یہاں رہ سکتے ہیں کہ پانی پر آپ لوگوں کا کوئی استحقاق نہیں ہوگا۔ انہوں نے یہ شرط مان لی اور وہاں رہائش اختیار کر لی۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَأَلْقَى ذَالِكَ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُحِبُّ الْإِنْسَ فَنَزَلُوا وَ أَرْسَلُوا إِلَى أَهْلِيهِمْ فَنَزَلُوا مَعَهُمْ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِهَا أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِّنْهُمْ وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ .وَأَنْفَسُهُمْ وَأَعْجَبَهُمْ حِيْنَ شَبَّ فَلَمَّا أَدْرَكَ زَوَّجُوهُ اِمْرَءَةً مِّنْهُمْ ۔

ام اسماعیل کے سامنے جب یہ تجویز آئی وہ بھی یہ چاہتی تھیں کہ کوئی یہاں ہمدرد غمخوار ہو۔ رہائش کی منظوری ملنے پر بنو جرہم نے اپنے اھل وعیال کو وہاں آنے کا پیغام بھیج دیا تو وہاں چلے آئے اور پڑاؤ کیا یہاں تک کہ وہاں بہت سے گھر تعمیر ہو گئے اسماعیل علیہ السلام پل کر جوان ہوئے آپ نے بنو جرہم سے عربی زبان سیکھ لی۔ ان کو آپ بہت پسند آئے تو انہوں سے ایک اپنے قبیلے کی ایک خاتون سے انکی شادی کر دی۔

☆ ❀ ☆

سیدہ ھاجرہ وفات پا گئیں سیدنا ابراھیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات کے لئے گاہے بگاہے مکہ تشریف لایا کرتے تھے ایک دفعہ آپ مکہ معظمہ میں اپنے بیٹے کے گھر تشریف لے گئے اس کی اہلیہ کو سلام کیا بیٹے کے بارے میں پوچھا اس نے بتایا وہ کام کاج کے سلسلے میں کہیں گئے ہوئے ہیں آپ نے دریافت کیا گذر اوقات کیسے ہو رہی ہے؟ اس نے کہا۔ بابا جی کچھ نہ پوچھیئے بڑی تنگی سے زندگی کے دن کٹ رہے ہیں اقتصادی اعتبار سے بڑی مشکل سے

گذران ہورہی ہے۔آپ نے اپنی بہو کی زبان سے بات سن کر فرمایا کہ بیٹے کو میرا اسلام کہنا اور اسے یہ پیغام دینا کہ وہ اپنے گھر کی دہلیز بدل لے۔

سیّدنا اسماعیل علیہ السلام جب گھر تشریف تو انہیں محسوس ہوا کہ میری غیر حاضری میں کوئی میرے گھر آیا تھا۔آپ نے اپنی بیوی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک باباجی تشریف لائے تھے اس نے گھر کے حالات کے بارے میں پوچھا میں نے بتادیا کہ بڑی مشکل سے گذارہ ہوتا ہے اس نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ پیغام دیا ہے کہ وہ اپنے گھر کی دہلیز کو بدل دے۔یہ بات سن کر سیّدنا اسماعیل علیہ السلام اپنی بیوی سے کہنے لگے۔وہ میرے ابا جان تھے۔انہوں نے میرے نام یہ پیغام دیا ہے کہ میں تجھے فارغ کردوں لہٰذا میں انکے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تجھے طلاق دیتا ہوں تو اب مجھ سے فارغ ہے بہتر یہ ہے کہ اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا۔وہ طلاق ملنے پر گھر سے چلی گئی آپ نے دوسری خاتون سے شادی کرلی کچھ عرصے کے بعد سیّدنا ابراھیم علیہ السلام اپنے بیٹے سے ملنے کیلئے پھر تشریف لائے اس بار بھی بیٹا گھر پہ موجود نہیں تھا اپنی بہو سے پوچھا اسماعیل کہاں ہے۔اس نے بتایا کام کیلئے باہر گئے ہیں۔

آپ نے اس سے پوچھا گھر کا گذارہ کیسے چلتا ہے۔بیوی نے کہا اللہ کا شکر ہے۔بڑے اچھے دن گذر رہیں ہیں۔کھانے کو گوشت ملتا ہے میٹھا پانی پیتے ہیں اور ہمیں کیا چاہیے آپ نے شکر گذار بہو کی باتیں سن کر فرمایا اسماعیل کو میرا اسلام کہنا اور اسے یہ پیغام دینا اپنے گھر کی دہلیز کو نہ بدلے۔جب سیّدنا اسماعیل علیہ السلام گھر تشریف لائے۔تو انہوں نے کسی آمد کو محسوس کرتے ہوئے بیوی سے پوچھا کہ کوئی آیا تھا اس نے بتایا ایک بزرگ تشریف لائے تھے۔اس نے دریافت کیا کہ گذارہ کیسے ہوتا ہے میں نے بتایا کہ بہت اچھی گذر رہی ہے۔گوشت کھاتے ہیں میٹھا پانی پیتے ہیں اللہ کا شکر ہے۔تو انہوں نے گوشت اور پانی میں برکت کی دعا کی اور ساتھ ہی یہ کہا کہ جب وہ گھر آئیں تو سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ اپنے گھر کی دہلیز کو نہ بدلے سیّدنا اسماعیل علیہ السلام نے یہ بات سن کر کہا۔وہ میرے ابا جان تھے انہوں یہ پیغام دیا ہے کہ میں تجھے

اپنے پاس رکھوں وہ تیرے رویے سے بہت خوش ہوئے ہیں۔ تیری شکر گزاری پہ مطمئن ہو کر گئے ہیں۔ لہٰذا تم یہاں میرے گھر خوش وخرم رہو گی۔

☆ ❀ ☆

سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے ہوئے اور ہر بیٹے کو اپنے قبیلے کا سردار بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اوران میں سے دو بیٹوں نابت اور قیدار کو بہت شہرت حاصل ہوئی نابت کی اولاد اصحاب الحجر کے نام سے مشہور ہوئی جبکہ قیدار کی اولاد نے اصحاب الرس کے نام سے شہرت پائی ان دونوں کا تذکرہ قرآن حکیم میں موجود ہے

سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد حجاز، شام، عراق، فلسطین اور مصر تک پھیل گئی۔ آپ ہی کے سلسلہ خاندان سے ہی پیغمبر آخر الزماں خاتم النبیین رحمۃ للعالمین جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے آپ کی آمد کے سلسلے میں سیّدنا ابراھیم علیہ السلام اور سیّدنا اسماعیل علیہ السلام دونوں باپ بیٹوں نے اس وقت دعا کی تھی جب وہ تعمیر کعبہ کا تاریخی کارنامہ سرانجام دے رہے تھے جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں کچھ اس انداز میں کیا گیا ہے۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ۭ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ ((البقرۃ ۱۲۷۔۱۲۹))

اور جب ابراھیم واسمٰعیل بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔ (تو دعا کی) اے ہمارے رب (خدمت) قبول فرما۔ بلاشبہ تو ہی سب کی سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے اپنی

ایک مسلم جماعت بنا ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتلا اور ہماری توبہ قبول فرما. بیشک تو بڑا توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

جب سیدنا ابراھیم اور سیدنا اسماعیل علیہما السلام کی تعمیر کعبہ کے وقت دعا مانگے ہوئے اڑھائی ہزار سال کا عرصہ بیت گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہور پذیر ہوئے۔

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

☆ ❀ ☆

سیدنا ابرھیم اور سیدنا اسماعیل علیہما السلام کو یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ دونوں باپ اور بیٹے کے ہاتھوں بیت اللہ کا کارنامہ سرانجام پایا یہ پہلا وہ گھر ہے جو روئے زمین پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کیلئے تعمیر کیا گیا۔ قرآن حکیم میں اس کی اطلاع ان الفاظ میں دی گئی۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۚ فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ۔ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ۔ ((آل عمران: ۹۶-۹۷))

بلاشبہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے تعمیر ہوا وہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا ہے اور تمام جہانوں کے لئے ہدایت ہے۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں مثلاً مقام ابراھیم جو شخص اس گھر میں داخل ہوا وہ مامون ومحفوظ ہوگیا اور لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو اس کا حج کرے۔

اور اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خانہ کعبہ کا تذکرہ کچھ اس انداز میں کیا ہے۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّی ۔ وَعَھِدْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَھِّرَا

پہاڑیوں میں واقع بیت اللہ اور شہر مکہ کی ایک نادر تصویر

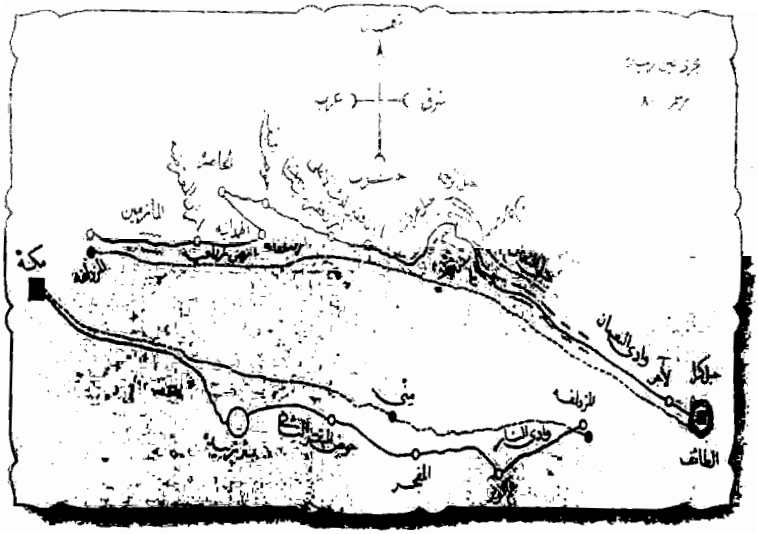

حجاج کرام کی سہولت کے لیے کھدوائی عین زبیدہ جس کے ذریعے
پانی عرفات، مزدلفہ اور منیٰ میں پہنچایا گیا

بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ○ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ ((البقرہ : ۱۲۶- ۱۲۵))

اور جب ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کیلئے ثواب اور امن کی جگہ قرار دیا (تو حکم دیا کہ) مقام ابراھیم کو مقام نماز بناؤ اور ابراھیم اور اسماعیل کو تاکید کی کہ وہ میرے گھر کا طواف کرنے والوں، اعتکاف اور رکوع وسجود کرنے والوں کیلئے صاف ستھرا رکھیں۔ اور جب ابراھیمؑ نے دعا کی کہ: ''اے میرے رب! اس جگہ کو امن کا شہر بنادے اور اس کے رہنے والوں میں سے جو کوئی اللہ پر اور روز آخرت پہ ایمان لائیں انہیں پھل عطا فرما۔ فرمایا جو کفر کرے گا اسے تھوڑا فائدہ دوں گا۔ پھر عذاب جہنم میں دھکیلوں گا اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔''

قرآن حکیم کی درج ذیل آیات سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابراھیم علیہ السلام خانہ کعبہ کے معمار اول نہیں بلکہ انہوں نے بیت اللہ کی تعمیر ان بنیادوں پر اٹھائی جو پہلے سے موجود تھیں جب آپ اپنی بیوی ھاجرہ اور لخت جگر اسماعیل کو چھوڑ کر واپس ہوئے تو آپ نے یہ دعا کی۔

رَبَّنَاۤ اِنِّيْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْۤ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ○ ((ابراھیم : ۳۷))

اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے قابل احترام گھر کے پاس ایسے میدان میں لا بسایا ہے جہاں کوئی زراعت نہیں۔ ہمارے رب! تاکہ وہ نماز قائم کریں چنانچہ تو بعض لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے اور انہیں کھانے کو پھل مہیا فرما تو قع ہے کہ یہ شکر گزار رہیں گے۔

تاریخ کے حوالے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر دس مرتبہ کی گئی۔ پہلی مرتبہ اسے فرشتوں نے تعمیر کیا۔ دوسری مرتبہ سیدنا آدمؑ نے تعمیر کیا۔ تیسری مرتبہ سیدنا شیثؑ نے تعمیر کیا۔ چوتھی مرتبہ سیدنا ابراھیمؑ اور سیدنا اسماعیلؑ نے تعمیر کیا۔ اور پانچویں مرتبہ اسے عمالقہ قوم نے تعمیر کیا۔ چھٹی مرتبہ بنو جرہم قبیلے نے تعمیر کیا۔ ساتویں مرتبہ قصی نے تعمیر کیا۔ آٹھویں مرتبہ قریش نے اسے تعمیر کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اور انہوں نے اخراجات کی کمی کی وجہ سے حطیم کی جگہ کو بیت اللہ کی پہلی بنیادوں سے باہر رہنے دیا۔

نویں مرتبہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیت اللہ کی تعمیر کی۔ اور دسویں مرتبہ یہ سعادت عبدالملک بن مروان کے گورنر حجاج بن یوسف کے حصے آئی۔ اور اب تک بیت اللہ انہی بنیادوں پر قائم ودائم چلا آرہا ہے۔ ایک عربی شاعر نے تعمیر کے مختلف ادوار کا تذکرہ ان اشعار میں کیا ہے۔

بَنَیٰ بیتَ رَبِّ الْعَرْشِ عَشْرٌ فَخُذْهُمْ
مَلَائِكَةُ اللّٰهِ الْكِرَامُ وَ آدَمُ

فَشِيْثٌ فَاِبْرَاهِيْمُ ثُمَّ عَمَالِقُ
قُصَيٌّ وَ قُرَيْشٌ قَبْلَ هٰذَيْنِ جُرْهُمُ

وَعَبْدُ اللّٰهِ بنِ الزُّبَيْرِ بَنَى كَذَا
بَنَاهُ حَجَّاجٌ وَ هٰذَا مُتَمَّمُ

ترجمہ :۔ رب العرش کا گھر دس نے بنایا ان کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے۔
اللہ کے معزز فرشتوں نے اور آدم علیہ السلام نے
شیث علیہ السلام نے ابراھیم علیہ السلام نے پھر عمالقہ نے
قصی اور قریش نے اور ان دونوں سے پہلے جرہم نے
اور اسی طرح اسکو بنانے کا شرف حاصل کیا عبداللہ بن زبیر نے
اور اسے حجاج نے تعمیر کیا اور اسی تعمیر پر کام تمام ہوا۔

سیدنا ابراھیم علیہ السلام جب خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے تو جیسے جیسے دیواریں اوپر اٹھ رہی تھیں آپ جس پتھر پر کھڑے ہو کر تعمیر کا کام سرانجام دے رہے تھے۔ وہ پتھر قدرتی طور پر اوپر اٹھتا جاتا تھا یہ وہی پتھر ہے جسے مقام ابراھیم کہا جاتا ہے جہاں طواف کے بعد دو رکعت نماز ادا کرنے کا حکم ہے۔ جب تعمیر اس مقام پر پہنچی جہاں حجر اسود نصب ہے تو سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے حجر اسود کے بارے میں اطلاع دی یہ قریبی پہاڑی میں چھپا ہوا تھا یہ پتھر جنت سے اتارا گیا تھا۔

صادق وامین جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کے منصب رسالت پر فائز ہونے سے پہلے قریش بیت اللہ کے نگران تھے۔

بارشی سیلاب کی وجہ سے بیت اللہ منہدم ہو گیا تھا قریش نے یہ طے کیا اسی کی تعمیر میں حلال اور پاکیزہ رقم استعمال کیا جائے گی۔ رقم کم ہونے کی وجہ سے بیت اللہ کی عمارت سے وہ حصہ باہر رہ گیا جو حطیم کہلاتا ہے۔ قریش کی تعمیر سے پہلے حطیم کا حصہ بیت اللہ میں شامل تھا۔

بخاری اور مسلم میں امّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا سے ایک روایت منقول ہے۔

آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ خواہش تھی کہ خانہ کعبہ ابراھیمی بنیادوں پر استوار کیا جائے قریش نے اخراجات کی کمی کی وجہ سے حطیم کو خانہ کعبہ سے خارج کر دیا لیکن اس کو گرا کر از سر نو تعمیر کرنے میں بعض نو مسلم کے دلوں میں شک وشبہ پیدا ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے آپ نے اپنا ارادہ ترک کر دیا : (بحوالہ بخاری ۔ مسلم)

شروع شروع میں اس مینڈھے کا سر سینگوں سمیت میزاب رحمت کے نیچے لٹکایا گیا تھا۔

مسند امام احمد میں درج ذیل روایت منقول ہے جس سے اس کا یہ پتہ چلتا ہے سیدہ صفیہ بنت نسیبہ کہتی ہیں کہ مجھے بنو سلیم کی ایک خاتون نے بتایا فرماتی ہیں: کہ میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ نے کیوں بلایا تھا؟ تو انہوں فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں جب بیت اللہ میں داخل ہوا تو میں نے مینڈھے کے دو سینگ دیکھے میں بھول گیا کہ آپ کو ان کے ڈھانپنے کا حکم دوں، آپ نے وہ دونوں ڈھانپ دئے اور فرمایا کہ بیت اللہ میں

جنت کا پتھر حجر اسود

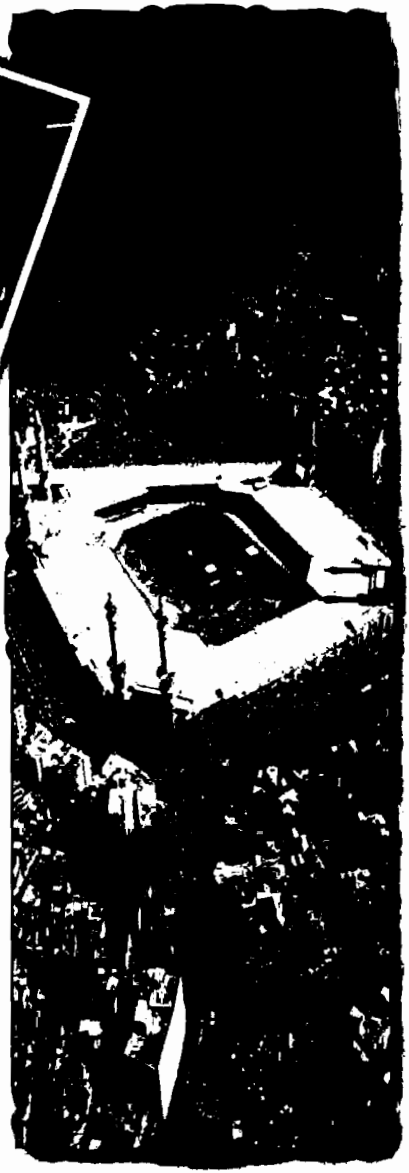

وادیٔ بطحا میں مسجد الحرام کا محل وقوع

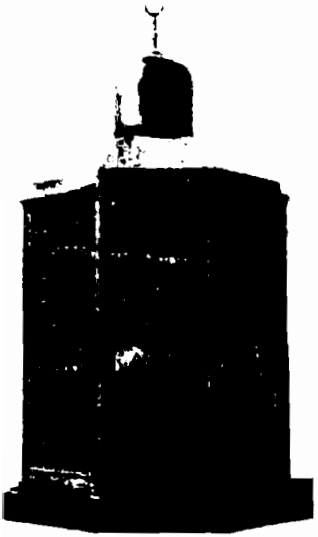

صحنِ کعبہ میں مقامِ ابراہیمؑ

کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیے جو نمازی کیلئے خلل کا باعث ہو۔ (بحوالہ مسند امام احمد ۴/۶۸)

☆ ❀ ☆

قرآن حکیم میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ مختلف زاویوں سے کیا گیا ہے۔
سورہ مریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۖ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝
((مریم : ۵۴ - ۵۵))

اور کتاب میں اسماعیل کو یاد کرو بلاشبہ وہ وعدے کے سچے اور (ہمارے) بھیجے ہوئے نبی تھے۔ اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔ اور وہ اپنے رب کے ہاں پسندیدہ تھے۔

قرآن حکیم کے دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۖ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ((الانبیاء : ۸۵ - ۸۵))

اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل یہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت خاص میں شامل کر لیا بلاشبہ وہ سب نیک تھے۔

اسی طرح قرآن کے تیسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۖ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۖ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ((البقرۃ : ۱۲۵))

اور جب ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کیلئے ثواب کی جگہ قرار دیا تو (حکم دیا) مقام ابراھیم کو مقام نماز بناؤ۔ اور ابراھیمؑ اور اسماعیل کو تاکید کی کہ وہ میرے گھر کا طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کیلئے صاف ستھرا رکھیں۔''

اور چوتھی جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ((البقرة : ۱۲۷))

اور جب ابراھیم واسماعیلؑ بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔''

پانچویں جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ ((البقرة :۱۳۳))

کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوبؑ پر موت کا وقت آیا اس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا ''میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے'' انہوں نے جواب دیا۔ ہم اسی ایک الٰہ کی عبادت کریں گے جو آپ کا اور آپکے آباء واجداد ابراھیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کا الٰہ ہے اور ہم اسی کے فرماں بردار رھیں گے۔

چھٹے مقام پر ارشاد ہے:

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۪ ((البقرة : ۱۳۶))

تم کہو ''ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو ہم پر اتارا گیا ہے اور اس پر بھی جو سیدنا ابراھیم

اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد پر اتارا گیا اور اس وحی و ھدایات پر بھی جو موسیٰ، عیسیٰ اور دوسرے انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی۔

ساتویں مقام پر ارشاد ربانی ہے:

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۭ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۭ ((البقرۃ: ۱۴۰))

کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراھیمؑ، اسماعیل، اسحاقؑ اور یعقوب اور ان کی اولاد سب یہودی یا عیسائی تھے۔ کہہ دیجئے بھلا تم یہ بات زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ۔

آٹھویں جگہ پر ارشاد ہے:

وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَ لُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۙ ((الانعام: ۸۶))

اور اسماعیل اور الیسع اور یونس اور لوط ان میں سے ہر ایک کو ہم نے اقوام عالم پر فضیلت دی تھی۔

نویں مقام پر ارشاد ہے:

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ ((النسآء: ۱۶۳))

(اے محمدؐ) ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی ہے جیسے نوح اور ان کے بعد آنے والے انبیاء کی طرف کی تھی۔ نیز ہم نے ابراھیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اس کی اولاد، عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کی طرف وحی کی اور ہم نے داؤد کو

زبور عطا کی تھی"۔

دسویں مقام پر سیدنا ابراھیم علیہ السلام کی دعا میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ○ ((ابراھیم : ۳۹))

اس اللہ کیلئے سب تعریف اور شکر ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیلؑ اور اسحاقؑ عطا فرمائے بلاشبہ میرا رب دعا سنتا ہے"

سیدنا اسماعیل علیہ السلام سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے آپ کی والدہ سیدہ ھاجرہ علیہا السلام تھیں۔ سیدنا اسحاق علیہ السلام سے یہ تیرا سال بڑے تھے۔ انکی پہلی شادی بنو جرہم قبیلے کی خاتون سے ہوئی' دوسری شادی خیر و برکت کا باعث بنی آپ کے بارہ بیٹے تھے تمام بیٹوں کو اپنے اپنے قبیلے کا سردار ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کی اولاد حجاز، شام، عراق، فلسطین، اور مصر میں پھیل گئی۔ آپ کی نسل سے خاتم النبین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ جب ماں کی گود میں تھے تو والدہ کے ہمراہ بے آب و گیاہ جگہ وادی میں چھوڑ دیا گیا۔ جب آپ کی والدہ نے اپنے سرتاج سیدنا ابراھیم علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ یہاں جنگل میں ہمیں کیوں چھوڑے جا رہے ہیں آپ نے خاموشی اختیار کی پھر پوچھا۔ آپ خاموش رہے آخر کار سیدہ ھاجرہ علیہا السلام نے کہا کیا آپ کو ایسا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے آپ نے فرمایا ہاں تو اس نے کہا پھر آپ جا سکتے ہیں اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ والدہ نے لخت جگر اسماعیل کو زمین پر لٹایا پانی کی تلاش میں صفا و مروہ پر چڑھیں ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگائے کہ کہیں کوئی پانی کا سراغ مل جائے ساتویں مرتبہ مروہ پر فرشتے نے پردۂ غیب سے آواز دی آپ متوجہ ہوئیں۔ فرشتے نے اس پتھریلی زمین پر اپنی ایڑی ماری وہاں سے پانی کا چشمہ ابلنے لگا

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ماں اور بیٹے کیلئے زیست کا ساماں مہیا کر دیا۔ پانی کی وجہ سے وہاں بنو جرہم قبیلہ آباد ہوا۔ سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی پہلی شادی اسی قبیلے میں ہوئی۔ جب آپ تقریباً تیرا سال کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کی راہ میں اپنے ہی بیٹے کو قربان کرنے کا حکم دے دیا: باپ اور بیٹا قربانی کیلئے تیار ہو گئے۔ جب باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا گلے پر چھری چلا دی تو آسمان سے آواز آئی نگاہ اٹھا کر دیکھا تو سیّدنا جبرائیل علیہ السلام جنت کا مینڈھا لئے موجود تھے۔ آپ کو حکم دیا گیا کہ بیٹے کی جگہ اس مینڈھے کو قربان کر دو آپ مکہ میں ہی پل کر جوان ہوئے عربی زبان بنو جرہم سے سیکھی۔ آپ کے بارہ بیٹے ہوئے' آپ نے ایک سو چھتیس سال عمر پائی اور مکہ میں ہی فوت ہوئے۔

سلام ہو اسماعیل علیہ السلام ان کے والد ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام پر۔

سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کیلئے درج ذیل کتابوں اور قرآنی آیات کا مطالعہ کریں۔

۱۔ بخاری	۷۲۲۲
۲۔ مسند امام احمد	۹۰/۵ - ۹۵
۳۔ الطبرانی	۲۱۶/۲
۴۔ بخاری	۸۴۲/۲
۵۔ کنز العمال	۳۴۷۷۲
۶۔ بخاری	۱۹۸۱/۴
۷۔ مسند امام احمد	۴۱۸/۲
۸۔ کنز العمال	۳۲۲۹۳

۹۔ ابن حبان	۶۱۷۱
۱۰۔ مجمع الزوائد	۱۷۶/۷
۱۱۔ مسند امام احمد	۶۸/۴
۱۲۔ المستدرک حاکم	۵۵۴/۲

قرآن حکیم کی درج ذیل آیات میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۱۔ سورہ بقرہ	۱۲۵-۱۲۷-۱۳۳-۱۳۶-۱۴۰
۲۔ سورہ الانعام	۸۶
۳۔ سورہ النساء	۱۶۳
۴۔ سورہ ابراھیم	۳۹
۵۔ سورہ الصافات	۱۰۱
۶۔ سورہ مریم	۵۴
۷۔ سورہ انبیاء	۸۵

سیّدنا اسحاق علیہ السلام

سیّدنا اسحاق علیہ السلام سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے یہ سیّدنا اسماعیل علیہ السلام سے تیرا سال چھوٹے تھے۔ان کی والدہ ماجدہ سیّدہ سارہ تھیں یہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی بڑی بیوی تھی اس کا تعلق عراق سے تھا۔ یہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی بیٹی تھی اور بڑی حسین وجمیل تھی لیکن بانجھ تھی۔عمر کا بیشتر حصہ اولاد کی محرومی سے گزرا۔

نوے سال کی عمر میں جب اللہ تعالیٰ کے عالی قدر فرشتے جبریل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام قوم لوط پر عذاب مسلط کرنے کیلئے آئے تو پہلے انسانی روپ میں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے گھر حاضر ہوئے اور آپ کو قوم لوط کی تباہی وبربادی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے آگاہ کیا اور سیّدہ سارہ جو کہ وہاں تشریف فرما تھیں اسے بیٹے اسحاق اور پوتے یعقوب علیہما السلام کی بشارت دی آپ یہ بشارت سن کر محو حیرت ہوئیں کہنے لگیں میں بانجھ ہوں عمر بھر اولاد سے محروم رہی ہوں اور اب اس بڑھاپے میں جبکہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہو چکا ہے میرے ہاں بیٹا ہوگا۔

یہ میرے لئے بڑی عجیب خبر ہے! فرشتوں نے صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا۔ کیا اس پر تعجب کرنے کی کیا بات ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے، سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اس

وقت پورے سو سال کے ہو چکے تھے، آپ نے دوسو سال کی عمر پائی۔ اسحاق چونکہ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا معنی ہنسنا ہوتا ہے چونکہ ان کی والدہ سیدہ سارہ بشارت ملنے پر ہنسی تھی اسی مناسبت سے بیٹے کا نام اسحاق رکھ دیا گیا۔ ان کی ولادت باسعادت کا تذکرہ قرآن حکیم میں کچھ اس انداز سے کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاۗءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝ فَلَمَّا رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝ وَامْرَاَتُهٗ قَاۗىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَاۗءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ ((ھود: ۶۹-۷۳))

اور بلاشبہ ہمارے رسول (فرشتے) ابراہیمؑ کے پاس خوش خبری لے کر آئے تو ابراہیمؑ کو سلام کہا انہوں نے جواب دیا اور تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لائے۔ پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھتے تو انہیں مشتبہ سمجھا اور دل میں خوف محسوس کرنے لگے۔ وہ کہنے لگے: ڈرو نہیں۔ ہم لوطؑ کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور ابراہیم کی بیوی پاس کھڑی تھی۔ ہنس دی تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی۔ اور اسحاق کے بعد یعقوب کی بھی۔ وہ بولی "اے ہے کیا میں بچہ جنوں گی جبکہ میں خود بھی بڑھیا ہوں۔ اور یہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے تو یہ بڑی عجیب بات ہوگی۔ وہ کہنے لگے "کیا تم اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہو؟ اے اہل بیت (نبوت) تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں بلاشبہ وہ قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے۔"

سورہ الحجر میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کو کچھ اس انداز میں بیان کیا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرٰهِيمَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلٰمًا ۖ قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ ۝ قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيمٍ ۝ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلٰى أَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ۝ قَالُوا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِينَ ۝ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ إِلَّا الضَّآلُّونَ ۝ ((الحجر: ۵۱-۵۶))

نیز آپ انہیں ابراہیم کے مہمانوں کا حال بتایئے۔ جب وہ اس کے ہاں آئے تو ابراہیم کو سلام کہا ابراہیم نے کہا ہمیں تو تم سے خوف آتا ہے۔ وہ کہنے لگے ڈرو نہیں۔ ہم تمہیں ایک صاحب علم لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔ ابراہیم نے کہا کیا مجھے اس حال میں خوشخبری دیتے ہو جبکہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ پھر یہ کیسی بشارت دے رہے ہو۔ وہ کہنے لگے ہم تجھے سچی بشارت دے رہے ہیں۔ لہٰذا مایوس نہ ہو۔ ابراہیم نے کہا (میں مایوس نہیں کیونکہ) اپنے رب کی رحمت سے مایوس تو صرف گمراہ لوگ ہی ہوتے ہیں۔

سورہ الذاریات میں یہ واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هَلْ أَتٰىكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرٰهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلٰمًا ۖ قَالَ سَلٰمٌ ۖ قَوْمٌ مُّنْكَرُونَ ۝ فَرَاغَ إِلٰٓى أَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ۝ فَقَرَّبَهٗٓ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۝ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ وَبَشَّرُوهُ بِغُلٰمٍ عَلِيمٍ ۝ فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهٗ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ۝ قَالُوا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۝ ((الذاریات: ۲۴-۳۰))

اے (نبیؐ) کیا آپ کے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی بات بھی پہنچی۔ جب وہ ابراہیمؑ کے پاس آئے اور آپکو سلام کہا، انہوں نے سلام کا جواب دیا (خیال کیا) کچھ

اجنبی ہیں پھر چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور ایک موٹا (بھنا ہوا) بچھڑا لے آئے۔ اور ان کے سامنے پیش کیا۔ پوچھو تم کھاتے کیوں نہیں۔ پھر ان سے خوف محسوس کیا وہ کہنے لگے ڈرو نہیں۔ پھر ابراہیمؑ کو ایک صاحب علم لڑکے کی بشارت دی۔ پھر اسکی بیوی چلاتی ہوئی آگے بڑھی اس نے اپنا منہ پیٹا اور کہنے لگی بڑھیا اور بانجھ؟ وہ کہنے لگے تمہارے رب نے یونہی فرمایا ہے وہ بلاشبہ بڑا حکیم اور سب کچھ جاننے والا ہے"۔

سورہ الصافات میں سیّدنا اسحاق علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ○ ((الصافات: ۱۱۲-۱۱۳))

اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاق کی بشارت دی جو صالح لوگوں میں سے نبی ہوگا۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسحاق دونوں پر برکت نازل کی اور ان دونوں کی اولاد سے کچھ نیک لوگ ہوئے اور کچھ اپنے آپ پر صریح ظلم کرنے والے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ ((الانعام : ۸۴))

اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب عطا کئے اور ہر ایک کو ہم نے صراط مستقیم دکھائی۔

سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ○ ((مریم : ۴۹))

پھر جب ابراہیم نے انہیں چھوڑ دیا اور ان کو بھی جنکی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔ تو ہم نے انہیں اسحاق عطا کیا اور یعقوب بھی۔

سورہ ابراہیم میں سیدنا اسحاق علیہ السلام کی ولادت کا تذکرہ کچھ اس انداز میں کیا گیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ○ ((ابراہیم : ۳۹))

اس اللہ کیلئے سب تعریف اور شکر ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق عطا فرمائے بلاشبہ میرا رب دعا سنتا ہے"

سورہ العنکبوت میں سیدنا اسحاق علیہ السلام کا تذکرہ اس انداز میں کیا گیا ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا ۚ وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ ((العنکبوت: ۲۷))

اور ہم نے اسے اسحاق اور (اسحاق سے) یعقوب عطا کئے اور انہی کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھ دی۔ اور ہم نے دنیا میں بھی انہیں اجر عطا کیا اور آخرت میں بھی وہ صالح لوگوں میں سے ہوں گے"۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو دونوں بیٹوں اسماعیل اور اسحاق کی بشارت بڑھاپے میں ملی لیکن دونوں بیٹوں کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے بے پناہ برکت عطا کی۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو مکہ معظمہ میں بسایا جبکہ سیدنا اسحاق علیہ السلام کو دمشق میں آباد کیا۔ دونوں جگہ اللہ کے گھر تعمیر کئے مکے میں بیت اللہ تعمیر کیا اور دمشق میں مسجد اقصیٰ تعمیر کی۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے رحمۃ اللعالمین جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے اور سیدنا اسحاق علیہ السلام کی نسل سے دیگر انبیاء کے علاوہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ سیدنا اسحاق علیہ السلام دمشق میں پل کر جوان ہوئے۔ شادی ہوئی اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا جس کا نام یعقوب تھا۔ یہ نام اللہ تعالیٰ نے اسی وقت تجویز کر دیا تھا جس وقت سیدہ سارہ کو

اسحاق بیٹے کی خوشخبری دی تھی اسی وقت بتادیا تھا کہ تیرا پوتا یعقوب ہوگا۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام اسرائیل تھا انکے بارہ بیٹے ہوئے جن میں سیدنا یوسف علیہ السلام نے بہت شہرت پائی اور یہ حسن و جمال کا بے مثال پیکر تھے۔

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے (غُلَامٌ حَلِيمٌ) کہہ کر بردباری کی صفت سے نوازا جبکہ سیدنا اسحاق علیہ السلام کو (غُلَامٌ عَلِيمٌ) کہہ کر علم کی صفت سے سرفراز کیا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا لوط علیہ السلام کا زمانہ ایک ہی ہے یہ دونوں رشتے میں چچا بھتیجا تھے سیدنا لوط علیہ السلام کو سدوم بستی کی راہنمائی کیلئے نبی بنا کر بھیجا گیا اس بستی کے باشندے شرک کے ساتھ بدفعلی کے بھی مرتکب تھے۔ جب اس قوم کی بدعملی انتہا کو پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے پوری بستی کو الٹانے کا فیصلہ کرلیا اور اس کام کیلئے سیدنا جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کو انسانی روپ میں بھیجا۔

یہ پہلے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے انہیں قوم لوط کے انجام کے بارے میں بتایا اس موقعے پر چونکہ فرشتوں نے اپنا تعارف نہیں کرایا تھا اور وہ انسانی روپ میں تھے آپ نے انکی ضیافت کا اہتمام کیا بھنا ہوا بچھڑا انکی خدمت میں پیش کیا جب آپ نے دیکھا کہ یہ اجنبی مہمان کھانے کی طرف اپنے ہاتھ نہیں بڑھا رہے تو آپ نے ان سے خطرہ محسوس کیا مہمانوں نے جب آپ کو گھبراہٹ میں دیکھا تو اپنے بارے میں انکشاف کردیا کہ ہم فرشتے ہیں اور قوم لوط پر عذاب مسلط کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کوشش تو کی کسی طرح اس قوم سے عذاب ٹل جائے لیکن فرشتوں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے یہ عذاب اب آکر رہے گا۔ اس موقع پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سیدہ سارہ بھی وہاں کھڑی تھیں اسے اسحاق بیٹے کی اور یعقوب پوتے کی خوشخبری دی اور اس کے بعد فرشتے سدوم بستی کی طرف روانہ ہوگئے۔ پہلے مرحلے پر سیدنا لوط علیہ السلام بھی حقیقت حال کو نہ

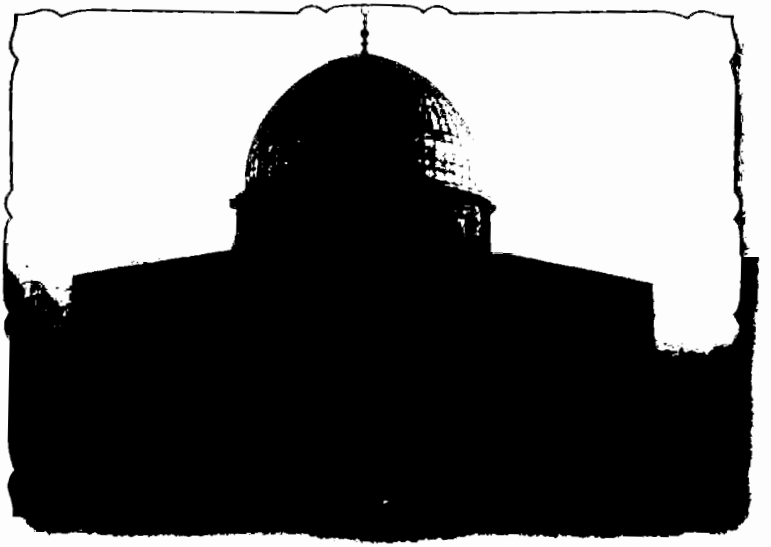

بیت المقدس سے اونچی کوئی عمارت نہیں القدس کا مسافر ہر سمت سے اسے دیکھتا ہے

الخلیل قبرستان میں سیدہ سارہ علیہا السلام زوجہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسحاق علیہ السلام کی قبریں

جان سکے انہوں نے بھی یہی سمجھا کہ یہ میرے ہاں مہمان آئے ہیں۔

اس بستی میں فرشتے خوب صورت نوجوانوں کے روپ میں داخل ہوئے تھے۔ لوط علیہ السلام کی بیوی نے قوم کو اطلاع دی تو وہ لوگ رال ٹپکاتے ہوئے لوط علیہ السلام کے گھر پہنچے مہمانوں کو باہر نکالنے اور ان کے سپرد کرنے پر اصرار کیا اس صورت حال سے سیّدنا لوط علیہ السلام بڑے ہی کبیدہ خاطر ہوئے قوم کو بہت سمجھایا لیکن لوگوں نے آپ کی ایک نہ سنی فرشتوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو لوط علیہ السلام کو اپنے بارے میں بتایا کہ ہم کون ہیں اور کس مقصد کیلئے آئے ہیں آپ گھبرائیں نہیں بس اب آپ اپنے ساتھیوں کو لے کر یہاں سے چلے جائیں ہم جانیں اور اس بستی کے لوگ۔ اب انکی تباہی و بربادی مقدر ہو چکی ہے اس واقعے کی تفصیلات ان شاء اللہ سیّدنا لوط علیہ السلام کے تذکرے میں بیان کی جائے گی یہاں صرف بتانا یہ مقصود ہے کہ سیّدنا اسحاق علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا موقع کون سا تھا سیّدنا اسحاق علیہ السلام کا نام اللہ تعالیٰ نے خود تجویز کیا۔ اسے علم سے سرفراز فرمایا اور نبوت کے عالی مقام منصب پر فائز کیا۔

سیّدنا اسحاق علیہ السلام کی شادی رفقا بنت بنوئیل بن ناحور سے ہوئی اس سے دو جڑواں بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام عیص تھا اور دوسرے کا نام یعقوب تھا اور اسے اسرائیل کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ یعقوب علیہ السلام منصب نبوت پر فائز ہوئے مشہور و معروف پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام انہی کے فرزند ارجمند تھے

سیّدنا اسحاق علیہ السلام سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے تھے یہ آپ کی پہلی بیوی سیّدہ سارہ سے بڑھاپے کی عمر میں ہوئے اس لڑی سے کثیر تعداد میں پیغمبر پیدا ہوئے جبکہ سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی لڑی سے اڑھائی ہزار سال بعد پیغمبر آخر الزماں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی گمراہی کی تاریکیاں چھٹ گئیں۔ خزائیں، بہاریں آشنا ہو گئیں۔

پھر گلستاں گلستاں بہار آگئی
اور چمن کا چمن مسکرانے لگا

سیدنا اسحاق علیہ السلام کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں اور آیات کا مطالعہ کریں۔

۱۔ البخاری	۱۷۷/۴
۲۔ البخاری	۹۸۴/۲

قرآنی آیات

۱۔ سورہ الصافات	۱۱۲ - ۱۱۳
۲۔ سورہ ھود	۶۹ - ۷۳
۳۔ سورہ الحجر	۵۱ - ۵۶
۴۔ سورہ الذاریات	۲۴ - ۳۱

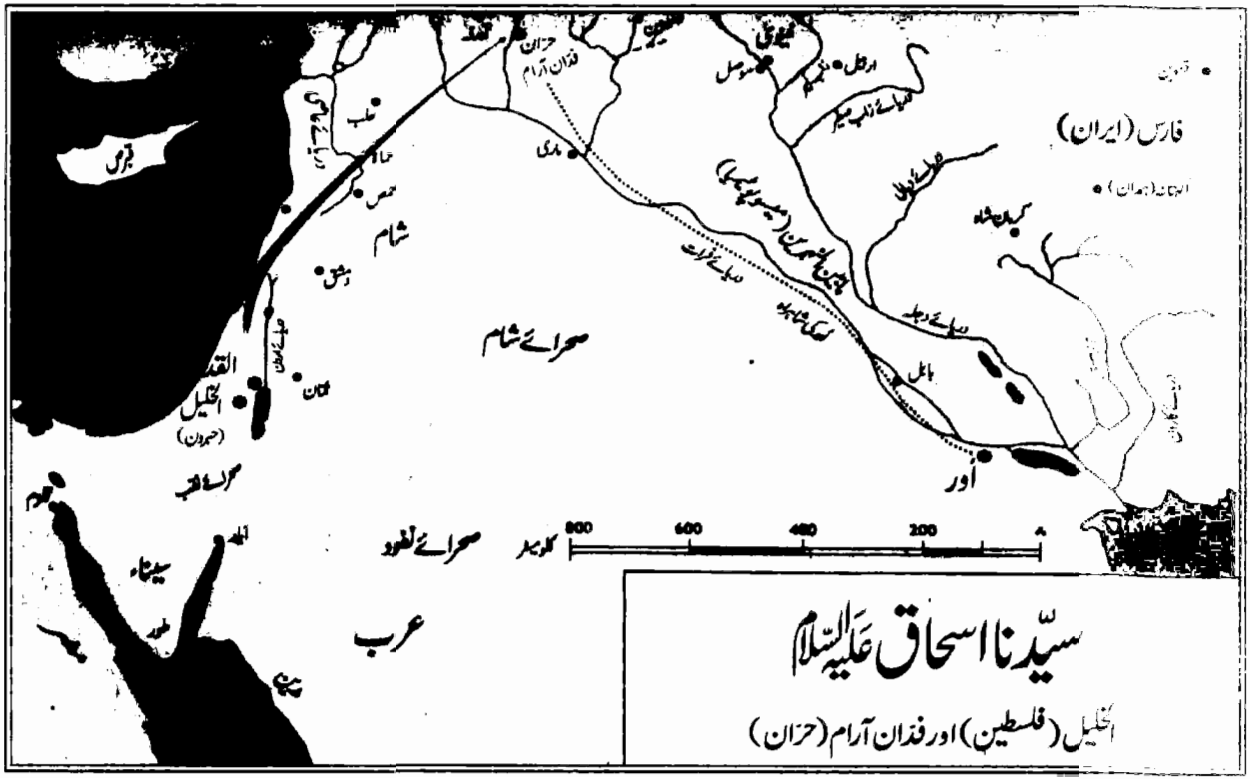

سیّدنا اسحاق علیہ السلام

الخلیل (فلسطین) اور فدان آرام (حران)

سیّدنا لوط علیہ السلام

سیّدنا لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ یہ ان کے بھائی ھاران بن تارخ کے بیٹے تھے۔ پوری قوم میں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام پر آپ کی بیوی سیّدہ سارہ اور آپ کے بھتیجے سیّدنا لوط علیہ السلام ایمان لائے تھے۔ ان کو اردن میں واقع سدوم بستی میں نبی بنا کر بھیجا گیا۔ یہ بستی مرکزی مقام کی حیثیت رکھتی تھی اس کے قرب و جوار میں اور بھی چار پانچ بستیاں پائی جاتی تھیں جنہیں قرآن حکیم میں مؤتفکات کے نام سے ذکر کیا گیا۔ مؤتفکات الٹائی ہوئی بستیوں کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ بستیاں عذاب کی لپیٹ میں لا کر الٹا دی گئی تھیں لہٰذا ان کا یہ نام رکھ دیا گیا۔ ان بستیوں کی جگہ اب بحر مردار ہے اسے بحر لوط بھی کہتے ہیں یہ ساری بستیاں اس کڑوے پانی کی زد میں آ گئیں اور ان کا صفحۂ ہستی سے نام و نشان مٹا دیا گیا ان بستیوں میں جو قوم آباد تھی وہ تین گھناؤنے جرائم کی مرتکب تھی۔

۱۔ وہ قوم مجموعی طور پر لواطت کی عادی تھی۔

۲۔ لوگ بدفعلی کا ارتکاب سرعام کیا کرتے تھے۔

۳۔ لوگ مسافروں کا مال لوٹ کر ہڑپ لیا کرتے تھے۔

سیدنا لوط علیہ السلام کو ان لوگوں کی تعلیم و تربیت اور اصلاح کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا لیکن قوم تمام اخلاقی حدود کو پھلانگ چکی تھی آپ لوگوں کو راہ راست پہ آنے کی تلقین کرتے اور بد بخت آپ کو دھمکیاں دیتے۔ سدوم اور گردونواح کا سارا علاقہ بڑا زرخیز تھا ہر طرف سبزہ زار کا منظر دکھائی دیتا تھا۔

لوگ خوشحال تھے کھانے پینے کی کوئی فکر نہ تھی اس لئے وہ اپنی اوقات بھولے ہوئے تھے۔ مردوں کا مردوں سے جنسی اختلاط ان میں من پسند مشغلہ تھا۔ اس بدعملی کے وہ موجب تھے یہ برائی ان سے پہلے کسی قوم میں بھی نہیں پائی جاتی تھی: جب یہ قوم اپنی بری حرکات سے باز نہ آئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے صفحۂ ہستی سے مٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ جب سیدنا جبرائیل سیدنا میکائیل اور سیدنا اسرافیل علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر عذاب نازل کرنے کیلئے بھیجا۔ یہ فرشتے خوبصورت نوجوانوں کے روپ میں آئے پہلے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ہاں گئے انہیں عذاب کی اطلاع کے ساتھ ساتھ اسحاق بیٹے کی بشارت دی۔ پھر سیدنا لوط علیہ السلام کے پاس آئے قوم کو جب یہ پتہ چلا کہ لوط علیہ السلام کے گھر نہایت خوبصورت نوجوان مہمان آئے ہیں تو لوگ ہلکاتے رال ٹپکاتے دوڑتے ہوئے ان کے گھر آئے۔ آپ نے دروازے پر ان کو روکا انہیں شرم و حیا اختیار کرنے کی تلقین کی لیکن وہ لوگ شرمانے والے کہاں تھے۔ سیدنا لوط علیہ السلام نے کہا دیکھو یہ میرے معزز مہمان ہیں ان کے سامنے مجھے رسوا نہ کرو۔ تمہیں کیا ہو گیا' تمہاری انسانیت کہاں گئی' یہ قوم کی عورتیں ہیں انہیں گھروں میں کیوں نہیں بساتے ہو؟ وہ بڑی ڈھٹائی سے کہنے لگے اے لوط تم جانتے ہو کہ ہمیں عورتوں میں کوئی دلچسپی نہیں۔ یہ نوجوان ہمارے سپرد کرو ورنہ تمہارے گھر کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیں گے۔

سیدنا لوط علیہ السلام اس صورت حال سے بڑے پریشان تھے کہ اب کیا کیا جائے۔ فرشتوں نے صورت حال کو دیکھتے ہوئے کہا گھبرائیں نہیں یہ لوگ ہم تک نہیں پہنچ سکتے ہم اللہ کے فرشتے ہیں ہمیں انہیں تباہ و برباد کرنے کیلئے بھیجا گیا ہے آپ یہاں سے تشریف لے جائیں لیکن اپنی بیوی اپنے

ہمراہ نہ لیں یہ بھی عذاب کی لپیٹ میں آئے گی۔

سیدنا لوط علیہ السلام جب سدوم بستی چھوڑ کے چلے گئے رات بیت گئی صبح کے وقت فرشتوں نے اللہ کے حکم کے مطابق اس پورے علاقے کو الٹا دیا اور اوپر سے نوک دار پتھروں کی بارش کی گئی۔ قوم لوط کی ان بستیوں کی جگہ پر اب بحر مردار واقع ہے اس کا پانی اتنا کڑوا ہے کہ کوئی جاندار چیز اس میں زندہ نہیں رہ سکتی صدیاں بیت گئیں لیکن عذاب الٰہی کے اثرات ابھی تک موجود ہیں۔

قرآن حکیم میں اس تاریخی واقعے کو مختلف زاویوں سے بیان کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ○ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ○ ((الاعراف:۸۰-۸۴))

اور لوطؑ نے جب اپنی قوم سے کہا: تم بے حیائی کا وہ کام کرتے ہو جو تم سے پہلے اہل عالم میں سے کسی نے بھی نہیں کیا تھا۔ تم شہوت رانی کیلئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آتے ہو۔ تم حد سے بڑھے ہوئے لوگ ہو۔ اور اس کی قوم کو اس کے سوا کوئی جواب بن نہ آیا کہ انہوں نے یہ کہا کہ اپنی بستی سے انہیں نکال دو یہ لوگ پاکباز بنے پھرتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے لوطؑ اور اس کے اہل کو بچالیا۔ بجز اس کی بیوی کے کہ وہ باقی ماندہ ہلاک ہونے والوں میں سے تھی اور اس کی قوم پر (پتھروں کی) بارش برسائی۔ پس دیکھ لیجئے کہ مجرموں کا انجام کیا ہوا"۔

سورۂ ھود میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝ فَلَمَّا رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَاۗءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَاۗءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝ وَلَمَّا جَاۗءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْۗءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ۝ وَجَاۗءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَاۗءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ۭ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ۝ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۝ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۭ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ۭ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۭ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ۝ فَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ۝ ((ھود: ۷۹-۸۳))

اور بلاشبہ ہمارے رسول (فرشتے) ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے تو ابراہیم کو سلام کہا انہوں نے جواب دیا اور تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لائے۔ پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھتے تو انہیں مشتبہ سمجھا اور دل میں خوف محسوس کرنے لگے وہ کہنے لگے ڈرو نہیں۔ ہم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں اور ابراہیم کی بیوی پاس کھڑی تھی ہنس دی تو ہم نے اسے اسحاق کی خوش خبری دی ۔اور اسحاق کے بعد یعقوب کی بھی وہ بولی اے ہے! کیا میں بچہ جنوں گی جبکہ میں خود ہی بڑھیا ہوں اور یہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے تو یہ بڑی عجیب بات ہوگی وہ کہنے لگے کیا تم اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہو۔ اے اہل بیت (نبوت) تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں بلاشبہ وہ قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے۔ پھر جب ابراہیم سے خوف دور ہوگیا اور اسے خوشخبری مل گئی تو وہ قوم لوط کے بارے میں ہم سے جھگڑنے لگے۔ بلاشبہ ابراہیم بڑے بردبار نرم دل اور رجوع کرنے والے تھے (فرشتوں نے کہا) ابراہیم اس قصے کو چھوڑو تمہارے رب کا حکم آچکا بلاشبہ اب انہیں عذاب آکر رہے گا جو ٹل نہیں سکتا۔ پھر جب ہمارے رسول (فرشتے) لوط کے پاس آئے تو انہیں آنا ناگوار محسوس ہوا اور دل گھٹ گیا اور کہنے لگے یہ تو مصیبت کا دن ہے اور اس کی قوم کے لوگ دوڑتے ہوئے ان کے ہاں آگئے وہ پہلے سے ہی بدکاری کیا کرتے تھے لوط علیہ السلام نے انہیں کہا۔ اے میری قوم یہ میری بیٹیاں ہیں جو تمہارے لیے پاکیزہ تر ہیں لہٰذا ان سے ڈرو اور مجھے اپنے مہمانوں میں سے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی بھلا مانس نہیں۔ وہ کہنے لگے یہ تو تو جانتا ہی ہے کہ تمہاری بیٹیوں سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں۔ اور یہ بھی تم جانتے ہو کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ لوط علیہ السلام نے کہا کاش میں تمہارا مقابلہ کرسکتا یا کسی مضبوط سہارے کی طرف پناہ لے سکتا۔ کہنے لگے اے لوط! ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں یہ لوگ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے تم کچھ حصہ

رات رہ کر اپنے گھر والوں کو لے کر (بستی سے) نکل جاؤ اور تم میں سے کوئی بھی مڑ کر نہ دیکھے البتہ تمہاری بیوی پر وہی کچھ گزرنا ہے جو انہیں گزرے گا۔ ان پر عذاب کیلئے صبح کا وقت مقرر ہے کیا اب صبح قریب ہی نہیں۔ پھر جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے اس بستی کے اوپر کے حصہ کو نچلا حصہ بنا دیا۔ پھر ان پر کھنگر کی قسم کے تہہ بہ تہہ پتھر برسائے جو تیرے رب کے ہاں سے نشان زدہ تھے۔ اور یہ (خطہ ان) ظالموں سے کچھ بھی دور نہیں۔

سورۃ الحجر میں یہ واقعہ ان الفاظ میں مذکور ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرٰهِيمَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلٰمًا ۖ قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ ۝ قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيمٍ ۝ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلٰى أَنْ مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ۝ قَالُوا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقٰنِطِينَ ۝ قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّآلُّونَ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلٰى قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ۝ إِلَّا آلَ لُوطٍ ۖ إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا ۙ إِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِينَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ ۝ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ ۝ قَالُوا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوا فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝ وَأَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا لَصٰدِقُونَ ۝ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا حَيْثُ تُؤْمَرُونَ ۝ وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذٰلِكَ الْأَمْرَ أَنَّ دَابِرَ هٰؤُلَآءِ مَقْطُوعٌ مُصْبِحِينَ ۝ وَجَآءَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ ۝ قَالَ إِنَّ هٰؤُلَآءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ ۝ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُونِ ۝ قَالُوا أَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِينَ ۝ قَالَ هٰؤُلَآءِ بَنَاتِيٓ إِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِينَ ۝ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ

بحیرہ میت کا ساحل، ان پہاڑوں کے غار سے قدیم مخطوطے اور نوادرات دستیاب ہوئے ہیں

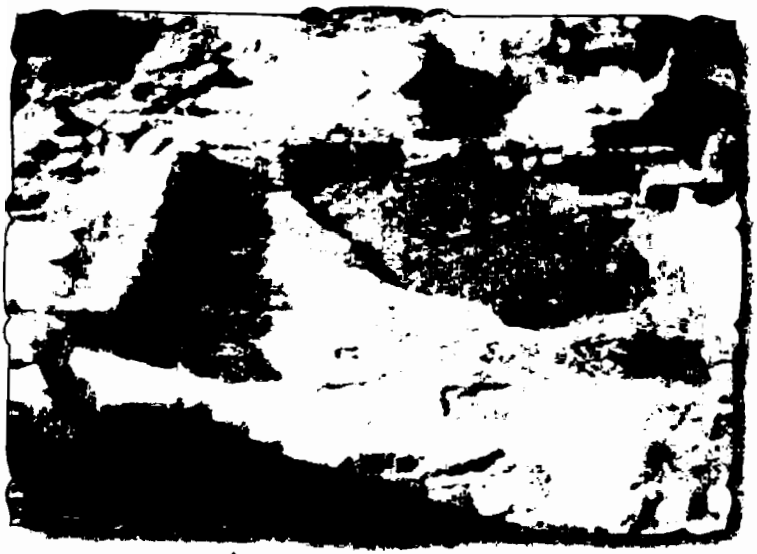

بحیرہ میت میں غرق ہونے والی باقیات جو اب پانی سے باہر ہیں

يَعْمَهُوْنَ ○ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ○ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ○ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ○ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ○ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○

((الحجر: ۵۱-۷۷))

نیز آپ انہیں ابراہیم کے مہمانوں کا حال بتایئے۔ جب وہ اس کے ہاں آئے تو ابراہیم کو سلام کہا۔ ابراہیم نے کہا ہمیں تو تم سے خوف آتا ہے۔ وہ کہنے لگے ڈرو نہیں ہم تمہیں ایک صاحب علم لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔۔ ابراہیم نے کہا کیا مجھے اس حال میں خوش خبری دیتے ہو جبکہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ پھر یہ کیسی بشارت دے رہے ہو۔ وہ کہنے لگے ہم تجھے سچی بشارت دے رہے ہیں لہٰذا مایوس نہ ہوں۔ ابراہیم نے کہا (میں مایوس نہیں کیونکہ) اپنے رب کی رحمت سے مایوس تو صرف گمراہ لوگ ہی ہوتے ہیں۔ پھر ان سے پوچھا اے اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتو تمہارا کیا معاملہ ہے وہ کہنے لگے ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ سوائے لوط کے خاندان کے۔ ان سب کو ہم بچالیں گے۔ البتہ لوط کی بیوی کے لئے ہم نے یہی مقدر کیا ہے کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہوگی۔ پھر جب یہ (فرشتے) لوط کے گھر آئے تو لوط نے کہا تم اجنبی معلوم ہوتے ہو۔ کہنے لگے بلکہ ہم تیرے پاس وہ (عذاب) لائے ہیں جس کے بارے میں یہ شک کر رہے تھے۔ ہم آپکے پاس یقینی بات لائے ہیں۔ اور ہم خود بھی یقیناً سچے ہیں۔ لہٰذا تم کچھ رات رہ کر اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جاؤ۔ اور تم ان سب کے پیچھے رہو۔ اور تم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے۔ اور وہاں جاؤ جہاں تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ اور ہم نے لوط کو اس بات کا فیصلہ سنا دیا کہ صبح ہوتے ہی ان لوگوں کی جڑ کٹ جائے گی۔ اتنے میں شہر والے خوشی خوشی لوط کے ہاں آپہنچے۔ لوط علیہ السلام نے ان سے کہا یہ میرے مہمان ہیں لہٰذا مجھے ذلیل نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ

کرو۔ وہ کہنے لگے کیا ہم نے تجھے منع نہیں کیا تھا کہ تم دنیا جہاں کی حمایت نہ کیا کرو۔ لوط علیہ السلام نے کہا اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو یہ میری بیٹیاں ہیں (اے نبی) آپکی عمر کی قسم اس وقت وہ اپنی مستی میں دیوانے ہو رہے تھے۔ آخر سورج نکلنے کے وقت انہیں زبردست دھماکے نے آلیا۔ پھر ہم نے اس بستی کے اوپر کے حصہ کو نیچے کر دیا۔ اور ان پر کھنگر قسم کے پتھر برسائے بلاشبہ اس واقعہ میں بھی صاحب فراست لوگوں کے لئے کئی نشانیاں ہیں۔ اور وہ بستی بالکل شارع عام پر واقع ہے۔ بلاشبہ اس میں ایمان لانے والوں کیلئے نشانی ہے"۔

سورۃ الشعرآء میں ارشاد ہے:

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطِ ِالْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ۝ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ۝ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ۝ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ۝ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ ((الشعرآء: ۱۶۰-۱۷۵))

لوط علیہ السلام کی قوم نے (بھی) رسولوں کو جھٹلایا تھا۔ جبکہ انہیں ان کے بھائی لوط نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں۔ یقیناً میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ لہٰذا اللہ سے ڈرتے رہو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں اس (تبلیغ) کا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تم عالم میں سے مردوں کے پاس

جاتے ہو۔ اور تمہارے رب نے جو تمہارے لئے بیویاں پیدا کی ہیں انہیں چھوڑ دیتے ہو۔ بلکہ تم لوگ تو حد سے آگے نکل گئے ہو۔ وہ کہنے لگے اے لوط اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں جلا وطن کر دیا جائے گا۔ اس نے کہا میں تمہارے کام سے بیزار ہوں۔ اے رب جو کام یہ کر رہے ہیں اس سے مجھے اور میرے اہل وعیال کو نجات دے چنانچہ ہم نے اسے اور اس کے سب اہل وعیال کو نجات دی۔ سوائے پیچھے رہ جانے والی بڑھیا کے۔ پھر باقی لوگوں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان پر بارش برسائی۔ کتنی بری تھی وہ بارش جو ڈرائے جانے والوں پر برسائی گئی۔ اس میں نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں۔ اور یقیناً آپ کا رب سب پر غالب اور رحیم ہے"۔

سورۃ النمل میں اس واقعے کا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے:

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ○ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ○ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ○ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِينَ ○ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ○

((النمل: ۵۴-۵۸))

اور لوط علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کہا کیا تم سمجھ رکھنے کے باوجود بدکاری کے کام کرتے ہو۔ کیا تم شہوت رانی کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتے ہو۔ بلکہ تم تو جہالت کے کام کرتے ہو۔ چنانچہ اس کی قوم کو کوئی جواب نہ آیا۔ ماسوا اس کے کہ انہوں نے یہ کہہ دیا لوط اور اس کے ساتھیوں کو شہر سے نکال دو یہ بڑے پاکباز بنتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے لوط اور اس کے گھر والوں کو بچا لیا ماسوا اس کی بیوی کے جس

کیلئے پیچھے رہ جانا ہم نے مقدر کر دیا تھا۔ ہم نے ان پر (پتھروں کی) بارش برسائی۔ کیسی بری بارش ان پر ہوئی جنہیں ڈرایا گیا تھا"۔

سورۃ العنکبوت میں ان کی مزید برائیوں کا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے۔

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ○ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ○ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ○ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُو أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ○ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ○ وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ○ إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ○ وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ○ ((العنکبوت : ۲۸ - ۳۵))

اور لوط علیہ السلام (کا وقعہ یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: تم ایسی بدکاری کے مرتکب ہو رہے ہو جو تم سے پہلے دنیا والوں میں سے کسی نے نہیں کی تھی۔ کیا تم لوگ (شہوت سے) مردوں کے پاس جاتے ہو۔ راہ زنی کرتے اور اپنی مجالس میں میرے کام کرتے ہو تو اس کی قوم کا اس کے سوا کچھ جواب نہ تھا۔ کہ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اگر تم سچے ہو تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ۔ لوط علیہ السلام نے دعا کی اے رب ان مفسد لوگوں کے مقابلہ میں میری مدد فرما۔ اور جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے ابراہیم کے

بشارت لیکر ابراہیم کے پاس آئے تو کہنے لگے ہم اس بستی (سدوم) کو ہلاک کرنے والے ہیں کیونکہ اس کے باشندے ظالم ہیں۔ سیّدنا ابراہیم نے کہا وہاں تو لوط علیہ السلام موجود ہیں۔ وہ کہنے لگے۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ وہاں کون کون ہے۔ ہم انہیں اور ان کے گھر والوں کو بچالیں گے۔ ماسوا ان کی بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی۔ اور جب یہ رسول (فرشتے) لوط کے پاس آئے تو ان کی آمد پر انہیں دکھ ہوا اور دل میں گھٹن پیدا ہوگئی۔ انہوں (فرشتوں) نے کہا خوف نہ کر اور نہ غمزدہ ہو ہم تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو بچالیں گے۔ ماسوا تمہاری بیوی کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔ ہم اس بستی کے رہنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں۔ کیونکہ یہ بدکاری کر رہے تھے۔ اور سمجھنے سوچنے والے لوگوں کیلئے ہم نے اس بستی کی ایک واضح نشانی چھوڑ دی ہے۔

سورۃ الصافات میں ارشاد ربانی ہے:

وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ((الصافات : ۱۳۳ - ۱۳۸))

اور لوط علیہ السلام بھی بلاشبہ ہمارے رسولوں میں سے تھے۔ جب ہم نے انہیں اور ان کے اھل وعیال کو نجات دی۔ سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی۔ پھر باقیوں کو ہم نے تباہ کر دیا۔ اور تم لوگ ان (کی اجڑی بستی) پر سے صبح وشام گزرتے رہتے ہو پھر کیا تمہیں عقل نہیں آئی"۔

سورۃ القمر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۢ بِالنُّذُرِ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۝ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ

شَكَرَ ○ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ○ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَ نُذُرِ ○ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ۝ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَ نُذُرِ ○ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○ ((القمر: ۳۳-۴۰))

قوم لوط نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان پر پتھر برسائے مگر لوط کے گھر والوں کو ہم نے بوقت سحری بچا کر نکال دیا۔ یہ ہماری طرف سے احسان تھا (اور) ہم شکر گزاروں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں۔ اور لوط نے انہیں ہماری گرفت سے یقیناً ڈرایا تھا۔ مگر وہ اس تنبیہ کو مشکوک سمجھ کر جھٹلاتے رہے اور ان سے ان کے مہمانوں کا مطالبہ کیا۔ ہم نے ان کی آنکھوں کو بے نور بنا دیا۔ اب میرے عذاب اور تنبیہ کا ذائقہ چکھو اور ہم نے اس قرآن کو نصیحت کیلئے آسان بنا دیا ہے پھر ہے کوئی نصیحت ماننے والا"۔

سورۃ الذاریات میں بھی اللہ تعالیٰ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا قصہ اور ان کی زبانی سیّدنا ابراہیم کو بیٹے کی خوش خبری کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ○ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ○ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ○ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ○ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَ تَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ○ ((الذاریات: ۳۱-۳۷))

ابراہیم نے ان سے پوچھا اے رسولو! تمہارا کیا مقصد ہے۔ وہ کہنے لگے ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ تاکہ ان پر مٹی کے پتھر برسائیں۔ جو حد سے بڑھنے والوں (کی ہلاکت) کیلئے آپ کے رب کے ہاں سے نشان زدہ ہیں۔ پھر وہاں جتنے مسلم

تھے ہم نے انہیں نکال لیا۔ ہم نے وہاں ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا۔
اور وہاں ان لوگوں کیلئے ایک نشانی چھوڑ دی جو المناک عذاب سے ڈرتے ہیں''۔

مندرجہ بالا قرآنی مقامات سے قوم لوط کی تباہی و بربادی کی تفصیلات آپ نے اچھی طرح ملاحظہ کرلیں یہ واقعہ سرزمین اردن میں جہاں آج بحر مردار یعنی بحر لوط واقع ہے یہ وہی جگہ ہے جہاں سدوم اور عمورہ بستیاں آباد تھیں۔ آج بھی وہاں کے رہنے والے لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ سمندر کی جگہ کسی زمانے میں خشک زمین تھی اور یہاں لوگ آباد تھے۔ جن پر ان کی خرمستیوں اور بے اعتدالیوں کی وجہ سے عذاب آیا اور ان بستیوں کو الٹا دیا گیا سخت ترین دھماکوں اور زلزلوں سے یہ زمین کئی سو میٹر نیچے چلی گئی اور یہاں پانی ابھر آیا۔ اسی کا نام آج بحر مردار ہے اسی کو بحر لوط بھی کہتے ہیں۔ عذاب الٰہی کی نحوست صدیاں بیت جانے کے بعد آج بھی وہاں موجود ہے۔

ان بستیوں میں سیدنا لوط علیہ السلام اکیلے تھے ان کا یہاں کوئی قبیلہ نہیں تھا کہ بوقت ضرورت ان کا معاون بن سکے یہی وجہ ہے کہ جب گھر پر فرشتے نوجوانوں کے روپ میں آئے قوم کے بدقماش لوگوں نے گھر کا محاصرہ کرلیا وہ ہر صورت ان نوجوانوں کو اپنی تحویل میں لینا چاہتے تھے سیدنا لوط علیہ السلام جب بے بس ہوگئے تو انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کاش آج میری کوئی مضبوط جماعت ہوتی جب یہ صورت حال فرشتوں نے دیکھی کہ لوگ باز نہیں آرہے دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پروں کو حرکت دی جس سے قوم کے بدقماش اندھے ہوکر دوڑنے لگے اور لوط علیہ السلام کو یہ بتایا کہ آپ گھبرائیں نہیں یہ لوگ ہم تک نہیں پہنچ سکیں گے ہم اللہ کے فرشتے ہیں آپ یہاں سے تشریف لے جائیں صبح ہوتے ہی ان بستیوں کا الٹا کر تہس نہس کردیا جائے گا آپ کی بیوی بھی اس عذاب کی لپیٹ میں آئے گی کیونکہ اس نے بھی اس قوم کا بھرپور ساتھ دیا یاد رہے کہ سیدنا لوط علیہ السلام کی بیوی کا نام والھۃ

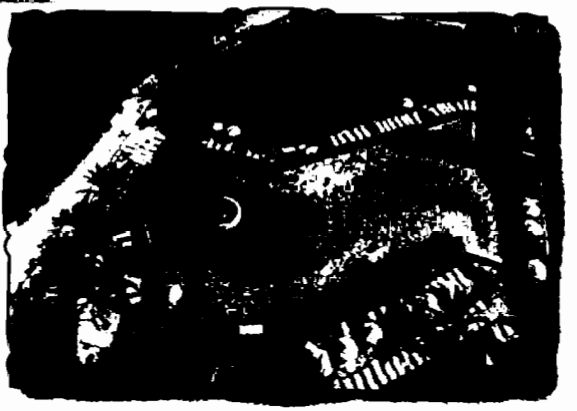

اسرائیل میں واقع بحیرہ میت کا ساحل جو ان دنوں عشرت گاہ بنا ہوا ہے

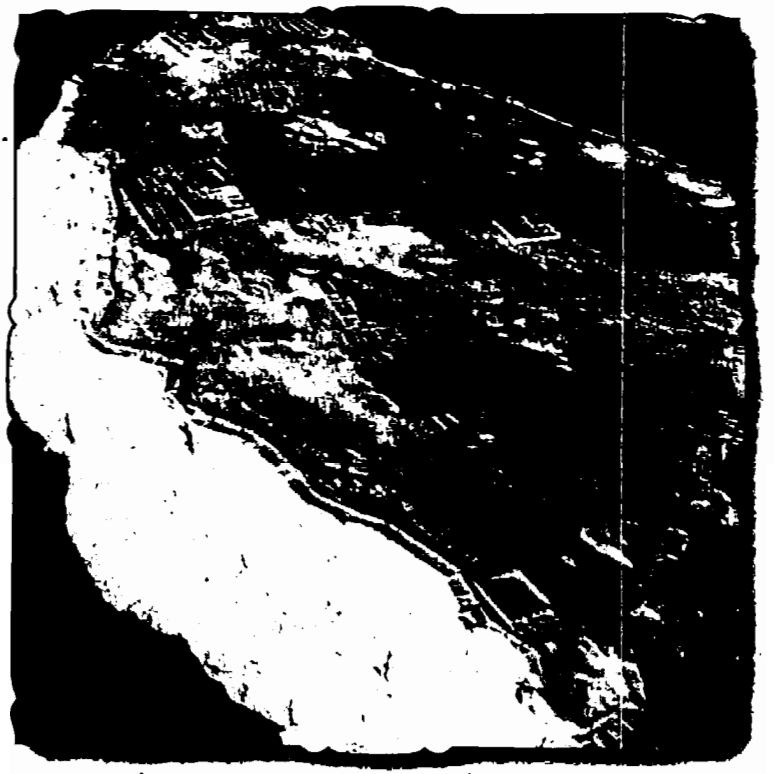

بحیرہ میت میں غرق قوم لوط کے کھنڈرات سیٹلائیٹ تصویر میں زیر آب شہر نظر آرہا ہے

تھا اور اس نے سیدنا لوط علیہ السلام کی ڈٹ کر مخالفت کی اور قوم کا بھرپور ساتھ دیا۔ اسکی اپنے خاوند کے ساتھ خیانت کا تذکرہ تو قرآن مجید نے بھی کیا ہے۔

صبح ہوئی تو فرشتے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے ان بستیوں کی جگہ کو اٹھا کر آسمان کی طرف اوپر لے گئے اور کافی اونچائی پر لے جا کر اسے الٹا دیا۔ اور اوپر سے اس مقام پر نوک دار پتھروں کی بارش برسائی گئی جس سے قوم کا بھرکس نکال کر رکھ دیا گیا۔ اور ان بستیوں کا ہمیشہ کے لئے نام ونشان مٹا دیا گیا۔ آج اس جگہ پر زمین نہیں بلکہ گہرا سمندر ہے اور اس کا پانی انتہائی کڑوا ہے جس کی وجہ سے اسے بحر میت یعنی بحر مردار کہتے ہیں۔ اور اس کا نام بحر لوط بھی ہے اس لئے کہ اس جگہ پر قوم لوط آباد تھی۔ یہ جگہ اردن کی مشرقی جانب واقع ہے۔ ماہرین طبقات الارض کو بحر مردار کی تہہ میں بستی کے آثار دریافت ہوئے ہیں جس کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ انہی بستیوں کے آثار ہیں جن میں قوم لوط آباد تھی اور عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آ کر یہ سمندر کی تہہ میں غرق ہو گئیں۔

یہ قانون قدرت ہے کہ جب کوئی قوم اخلاقی طور پر الحاط پذیر ہوتی ہے اور اس میں انسانی قدریں ختم ہو جاتی ہیں۔ خیر و بھلائی کا کوئی پہلو اس میں باقی نہیں رہتا تو اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔ قوم لوط بھی تباہ و برباد اس لئے ہوئی کہ اس میں بھی شرافت بالکل ختم ہو چکی تھی۔ وہ جانوروں سے بھی بدتر ہو چکی تھی اس کیلئے کوئی نصیحت بھی کارگر ثابت نہیں ہو رہی تھی۔ بے حیائی کا ارتکاب سر عام کرنے میں فخر محسوس کرتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اسے تباہ و برباد کر دیا۔

سیدنا لوط علیہ السلام کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کیلئے درج ذیل کتابیں اور قرآنی آیات کا مطالعہ کریں۔

۱۔ البخاری	۱۰۴۲/۲
۲۔ کنز العمال	۳۲۲۹۱

۳۔ الترمذی	۳۱۱۹
۴۔ مسند امام احمد	۳۳۲/۲

قرآنی آیات

۱۔ سورہ الاعراف	۸۰ - ۸۴
۲۔ سورہ ھود	۶۹ - ۸۳
۳۔ سورہ الحجر	۵۱ - ۷۷
۴۔ سورہ الشعرآء	۱۶۰ - ۱۷۵
۵۔ سورہ النمل	۵۴ - ۵۸
۶۔ سورہ العنکبوت	۲۸ - ۳۵
۷۔ سورہ الصافات	۱۳۳ - ۱۳۸
۸۔ سورہ الذاریات	۳۱ - ۳۷
۹۔ سورہ القمر	۳۳ - ۴۰

سیّدنا شعیب علیہ السلام

سیّدنا شعیب علیہ السلام مدین کے باشندوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔ مدین کا علاقہ مشرقی اردن کی بندرگاہ معان کے قریب واقع ہے۔ مدین میں رہنے والے لوگ عرب تھے۔ سیّدنا شعیب علیہ السلام سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے خاندان میں سے تھے۔ صحیح ابن حبان میں سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک روایت منقول ہے جس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ سیّدنا شعیب علیہ السلام عربی النسل تھے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعًا مِّنَ الْعَرَبِ هُوْد، صَالِحٌ وَشُعَيْب وَنَبِيُّكَ يَا أَبَا ذَرٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار رسول عرب میں سے ہیں۔ ھود، صالح، شعیب اور تیرا نبی اے ابوذر۔

علامہ ابن عبدالبر نے اپنی مشہور و معروف کتاب الاستیعاب میں سلمۃ بن سعد الغنوی کے تذکرے کے ضمن میں لکھا ہے کہ سلمہ بن سعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے اسلام قبول کیا اور یہ بتایا کہ میں غنزہ قبیلے سے ہوں یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا: نعم الحيّ غنزة "غنزہ بہت بہتر قبیلہ ہے"

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے سسر سیّدنا شعیب علیہ السلام کا تعلق بھی اسی قبیلے سے ہے۔

(بحوالہ البدایہ والنہایہ : ۸۵/۱، الاستیعاب : ۹۱/۲)

سیّدنا شعیب علیہ السلام کو اہل مدین کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا یہ قوم شرک میں مبتلا ہونے کے ساتھ ساتھ تجارت میں بددیانتی کی مرتکب تھی۔ مسافروں کو لوٹنا اس کا مشغلہ بن چکا تھا۔ ناپ تول میں کمی بیشی اس قوم کی عادت بن چکی تھی۔ سیّدنا شعیب علیہ السلام نے ان لوگوں کو بہت سمجھایا لیکن یہ قوم ٹس سے مس نہ ہوئی یہ بدستور اپنی ڈگر پہ چلتی رہی الٹا سیّدنا شعیب علیہ السلام سے اٹھکیلیاں کرتی رہی۔ اس قوم پر زلزلے اور آگ کا عذاب مسلط کیا گیا۔

قرآن حکیم کے دس مقامات پر سیّدنا شعیب علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

تفسیر روح المعانی میں ابن عساکر کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے۔

اِنَّ مَدْیَنَ وَاَصْحَابُ الأیکۃِ اُمَّتَانِ بَعَثَ اللّٰہُ تعالٰی اِلَیْھِمَا شُعَیْبًا

مدین اور اصحاب الأیکۃ دو قومیں تھیں جن کی طرف سیّدنا شعیب علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا۔

مدین کا اصل علاقہ حجاز کے شمال مغرب اور فلسطین کے جنوب میں بحرہ احمر اور خلیج عقبہ کے کنارے پر واقع ہے قدیم زمانے میں جو تجارتی شاہراہ بحر احمر کے کنارے یمن سے مکہ اور ینبوع ہوتی ہوئی ملک شام تک جاتی تھی اور ایک دوسری شاہراہ جو عراق سے مصر کی طرف جاتی تھی اس چوراہے پر اس قوم کی بستیاں آباد تھیں عرب کے تجارتی قافلے مصر اور شام کی طرف جاتے ہوئے اسی شاہراہ سے گزرا کرتے تھے۔

حافظ ابن کثیر کی رائے یہ ہے اصحاب مدین اور اصحاب الأیکہ ایک ہی قوم کے دو نام ہیں أیکۃ ایک درخت تھا جس کی پوجا پاٹ یہ قوم کیا کرتی تھی۔

جس علاقے میں یہ قوم آباد تھی وہ آب وہوا کی لطافت، نہروں، آبشاروں کی کثرت کی بنا پر بڑا سرسبز وشاداب تھا یہاں پھلوں طرح طرح کے میووں اور خشبودار پھولوں کی بہتات تھی۔ اس

بحیرہ قلزم کے مشرقی کنارے اور عرب کے شمال مغرب میں ''مدائن شعیبؑ'' ایسی جگہ آباد تھا جو شام سے متصل علاقہ حجاز کا آخری حصہ تھا یہاں سیدنا شعیبؑ کی قوم رہتی تھی

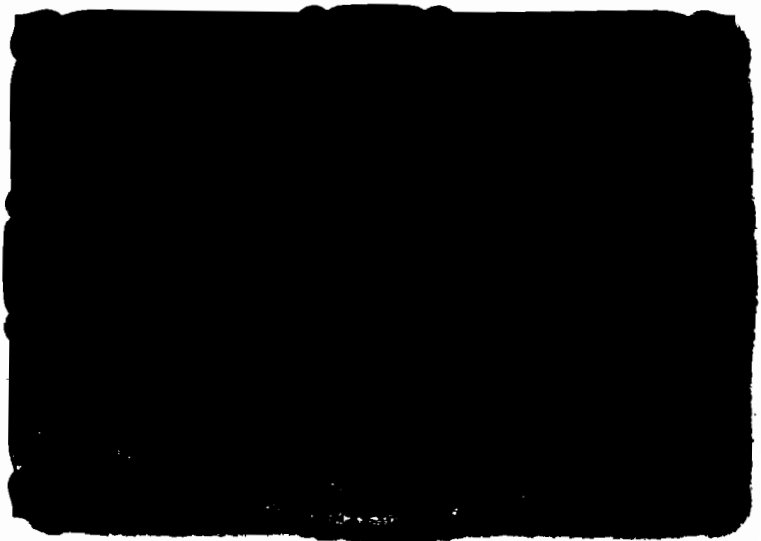

قوم شعیبؑ کی بستی کے کھنڈر، حجاز سے فلسطین جانے والے تجارتی کارواں یہاں سے گزرتے تھے

علاقے میں باغ بہت گھنے اور سرسبز وشاداب تھے باہر سے اگر کوئی اس علاقے کا نظارہ کرتا تو اسے خوبصورت اور گھنے درختوں کا جھنڈ دکھائی دیتا۔ قرآن حکیم میں بھی اس جگہ کو ایکہ اسی لئے کہا ہے ایکۃ عربی زبان میں درختوں کے جھنڈ کو کہتے ہیں۔ یہ دونوں خیالات درست ہیں۔ اصحاب مدین اور اصحاب الأیکۃ دو الگ قبیلے تھے جو ایک ہی نسل کی دو شاخیں ہیں یہ ایک ہی زبان بولتے تھے۔

دونوں شاخوں کا پیشہ بھی تجارت تھا دونوں میں ایک طرح کی تجارتی بددیانتی اور اخلاقی بیماریاں پائی جاتی تھیں یہ دونوں قبیلے اس زمانے کی بین الاقوامی تجارت کی دو بڑی شاہراہوں پر آباد تھے اور دونوں لٹیرے تھے۔

سورہ الاعراف میں شعیب علیہ السلام اور اس کی قوم کا تذکرہ بڑی تفصیل کے ساتھ کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ كُنْتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَإِنْ كَانَ طَائِفَةٌ مِنْكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ

لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ۭ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ۭ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۭ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝

((الاعراف: ۸۵-۹۲))

اور اہل مدین کی طرف ہم نے انکے بھائی شعیب کو (بھیجا) اس نے کہا "اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو جسکے سوا تمہارا کوئی الہ نہیں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل آچکی ہے۔ لہذا ماپ اور تول پورا رکھا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔ اور زمین میں اصلاح ہونے کے بعد اس میں بگاڑ پیدا نہ کرو۔ یہی بات تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم واقعی مومن ہو۔ اور ہر راہ پر راہزن بن کر نہ بیٹھ جاؤ کہ لوگوں کو دھمکاتے پھرو۔ اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اسے اس کی راہ سے روکنے لگو اور اس سیدھی راہ میں کجی کے درپے ہو جاؤ۔ اور وہ وقت یاد کرو جب تم تھوڑے تھے تو اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا۔ اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔ اور اگر تم میں سے ایک فریق ایسا ہے کہ جو کچھ مجھے دے کر بھیجا گیا ہے اس پر ایمان لے آیا اور دوسرا نہیں لایا تو صبر کرو حتی کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے۔ اور وہی سب سے بہتر ہے فیصلہ کرنے والا ہے۔ اسکی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا ہم تجھے اور ان لوگوں کو جو تیرے ساتھ ایمان لائے اپنی بستی سے نکال دیں گے یا

تمہیں ہمارے دین میں واپس آنا ہوگا۔ شعیب نے کہا خواہ ہم اسے ناپسند کرتے ہوں تو بھی۔ اگر ہم تمہارے دین میں دوبارہ چلے جائیں تو گویا ہم نے اللہ پر جھوٹ باندھا تھا جبکہ اللہ اس سے ہمیں نجات دے چکا ہے ہم سے یہ ممکن نہ ہوگا کہ ہم اس میں لوٹ جائیں الّا یہ کہ ہمارے رب نے علم سے ہر شے کا احاطہ کیا ہے ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ہمارے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان انصاف سے فیصلہ کردے اور تو ہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اس کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا۔ اگر تم لوگوں نے شعیب کی اتباع کی تو تم نقصان اٹھاؤ گے۔ پھر ایک خطرناک زلزلہ نے انہیں آلیا۔ اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا ان کی حالت یہ ہوگئی گویا کبھی وہاں آباد ہی نہ تھے جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا بالآخر وہی خسارے میں رہے۔"

سورہ ھود میں قوم لوط کی داستان بیان کرنے کے بعد اصحاب مدین اور شعیب علیہ السلام کا تذکرہ اس انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّي أَرَاكُمْ بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُحِيطٍ ○ وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ○ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ○ قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ ۖ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ○ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ

اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ ۝ وَیٰقَوْمِ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِیْٓ اَنْ یُّصِیْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِیْدٍ ۝ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ ۚ اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ ۝ قَالُوْا یٰشُعَیْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِیْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْنَا ضَعِیْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۖ وَمَآ اَنْتَ عَلَیْنَا بِعَزِیْزٍ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَهْطِیْٓ اَعَزُّ عَلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۖ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِیًّا ۚ اِنَّ رَبِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ۝ وَیٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۚ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ رَقِیْبٌ ۝ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا شُعَیْبًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَاَخَذَتِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ۚ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْیَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ۝ ((ھود:۸۴-۹۵))

اور مدین کی طرف ہم نے انکے بھائی شعیب کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کرو جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ ماپ اور تول کی کمی نہ کیا کرو میں تمہیں خوشحال دیکھ رہا ہوں اور بلاشبہ مجھے ڈر ہے کہ تم پر ایسا عذاب آئے گا جو تمہیں ہر طرف سے گھیر لے گا۔ اور اے میری قوم ماپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی اشیاء کم نہ دیا کرو۔ اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ تمہارے لئے اللہ کی دی ہوئی بچت ہی بہتر ہے۔ اگر تم مومن ہو اور میں تم پر کوئی محافظ تو نہیں۔ وہ کہنے لگے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہی سکھاتی ہے کہ ہم ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباء عبادت کرتے تھے یا جیسے ہم چاہتے ہیں اپنے اموال میں تصرف کرنا چھوڑ دیں تم تو بڑے بردبار بھلے مانس ہو۔ شعیب نے کہا اے میری قوم

دیکھو اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل پر ہوں اور مجھے اللہ نے اچھا رزق بھی دیا ہے (تو کیسے تمہارا ساتھ دوں) میں نہیں چاہتا کہ جس بات سے میں تمہیں منع کرتا ہوں خود ہی اس کے خلاف کروں میں تو جہاں تک ہو سکے اصلاح ہی چاہتا ہوں اور مجھے توفیق نصیب ہونا تو اللہ کے فضل سے ہے میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور اے میری قوم میری مخالفت تمہیں اس بات پر مشتعل نہ کرے کہ تمہیں ویسی ہی مصیبت پہنچ جائے جیسی قوم نوح، قوم ھود، اور قوم صالح کو پہنچی تھی۔ اور قوم لوط (کا علاقہ) تو تم سے کچھ دور بھی نہیں اور اپنے رب سے معافی مانگو۔ اور اسی کے آگے توبہ کرو میرا رب یقیناً رحم کرنے والا اور محبت رکھنے والا ہے۔ وہ کہنے لگے شعیب تمہاری اکثر باتوں کی ہمیں سمجھ ہی نہیں آتی ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم ہمارے درمیان کمزور آدمی ہو اور اگر تمہاری برادری نہ ہوتی تو ہم تمہیں رجم کر دیتے اور نہ ہی تمہارا ہم پر کوئی دباؤ ہے۔ شعیب نے کہا کیا تم پر میری برادری کا دباؤ اللہ سے زیادہ ہے جسے تم نے بالکل پس پشت ڈال رکھا ہے۔ یہ جو تم کر رہے ہو میرا رب یقیناً اسکا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اے میری قوم: تم اپنے طریقے پر عمل کرتے جاؤ میں اپنے طریقے پر عمل کرتا رہوں گا جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر رسوا کرنے والا عذاب آتا ہے اور جھوٹا کون ہے تم بھی انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ پھر جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے شعیب کو اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے انہیں اپنی مہربانی سے بچا لیا اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا انہیں ایک سخت چنگھاڑ نے ایسا پکڑا کہ وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے کے پڑے رہ گئے۔ جیسے وہ وہاں کبھی آباد ہی نہ تھے۔ دیکھو اہل مدین پر ایسے ہی پھٹکار پڑی جیسے ثمود پر پڑی تھی۔"

سورہ حجر میں قوم لوط کے تذکرے کے بعد اصحاب الایکہ کا تذکرہ اس انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

وَإِن كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ ۝ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۖ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ ۝ ((الحجر : ۷۸ - ۷۹))

اور ایکہ والے بھی یقیناً ظالم تھے۔ چنانچہ ہم نے اس سے (بھی) انتقام لے لیا۔ اور یہ دونوں بستیاں شاہراہ پر واقع ہیں"

سورہ شعراء میں اصحاب الایکۃ اور شعیب علیہ السلام کا تذکرہ کچھ اس انداز سے کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَذَّبَ أَصْحَابُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ۝ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۝ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ۝ قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝ وَمَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِن نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ ((الشعراء : ۱۷۶ - ۱۹۱))

اصحاب الایکہ نے (بھی) رسولوں کو جھٹلایا جبکہ ان سے شعیب نے کہا کیا تم ڈرتے

نہیں ۔ میں تمہارے لئے امین رسول ہوں لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو میں تم سے اس (تبلیغ) کا کوئی صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے۔ ماپ پورا دیا کرو اور لوگوں کو گھاٹا نہ دیا کرو۔ اور سیدھی ترازو سے تولا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی اشیاء کم نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ مچاتے پھرو اور اس ذات سے ڈرو جس نے تمہیں بھی پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی۔ وہ کہنے لگے تم تو ایک سحر زدہ آدمی ہو۔ اور ہم جیسے ہی ایک انسان ہو۔ اور ہم تو تمہیں جھوٹا ہی خیال کرتے ہیں۔ اور اگر تم سچے ہو تو ہم پر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرا دو۔ شعیب نے کہا جو تم کرتے ہو میرا رب اسے خوب جانتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے شعیب کو جھٹلایا دیا تو سایہ والے دن عذاب نے انہیں آ پکڑا۔ بلاشبہ وہ سخت دن کا عذاب تھا۔ اس واقعہ میں ایک نشانی ہے۔ مگر ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں ہیں۔ اور آپ کا رب یقیناً سب پر غالب اور رحم کرنے والا ہے۔"

سیّدنا شعیب علیہ السلام بڑے فصیح و بلیغ خطیب تھے سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ شُعَيْبًا قَالَ : ذَاكَ خَطِيْبُ الْاَنْبِيَاءِ " (بحوالہ مستدرک حاکم:۲/۵۶۸)

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعیب علیہ السلام کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ وہ انبیاء کے خطیب تھے۔

سیّدنا شعیب علیہ السلام بڑے فصیح و بلیغ خطیب تھے شیریں کلامی اور ادائے بیان میں انہیں امتیاز حاصل تھا اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خطیب الانبیاء کے لقب سے نوازا ہے انہوں نے اپنی قوم کو ہر طریقے سے سمجھایا لیکن بدنصیب قوم اپنی سرکشی پر ڈٹی رہی چند کمزور لوگ ایمان کی نعمت سے سرفراز ہوئے باقی ساری قوم ایمان سے محروم رہی۔ پوری قوم خود بھی بدعمل تھی اور دوسروں کو

انس اور سکون سے نہ رہنے دیتی راہزنی اور لوٹ مار کرنا اس قوم کی عادت بن چکا تھا۔ اس قوم کو اپنی طاقت پر بڑا غرور تھا۔

اہل مدین کافر تھے راہزنی اور مسافروں کو ڈرانا دھمکانا ان کا مشغلہ تھا یہ درختوں کے جھنڈ کی پوجا پاٹ کیا کرتے تھے ماپ تول میں کمی بیشی ان کی عادت بن چکی تھی۔ یہ لوگوں سے زیادہ وصول کرتے اور انہیں کم دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کو ان کی طرف رسول بنا کر بھیجا انہوں نے اہل مدین کو ایک اللہ کی عبادت کرنے کی دعوت دی انہیں بتایا کہ اس کا کوئی شریک نہیں انہیں برے اعمال کے ارتکاب سے روکا۔ انہیں ماپ تول میں کمی بیشی سے روکا۔ انہیں ڈاکہ ڈالنے اور مسافروں کو لوٹنے سے منع کیا قوم کے چند کمزور لوگ آپ پر ایمان لائے لیکن اکثریت اپنی ڈگر پر چلتی رہی سیّدنا شعیب علیہ السلام نے قوم سے کہا جیسے قرآن کریم نے اس طرح نقل کیا ہے۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۝

مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود حقیقی نہیں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل آچکی ہے۔

سیّدنا شعیب علیہ السلام نے اہل مدین سے کہا کہ تم لوگوں کیساتھ عدل وانصاف سے کام لو ان پر ظلم نہ کرو ناپ تول میں کمی بیشی نہ کیا کرو۔ آپکی اس دعوت کو قرآن نے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا۔

فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۔

لوگوں کو انصاف کے ساتھ ناپ تول پورا پورا دیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد برپا نہ کرو۔

اور ساتھ ہی انہیں یہ پیغام بھی دیا کہ اگر تم مومن بن جاؤ تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔ اور ساتھ ساتھ تم اس بات کا خیال بھی رکھو کہ ہر راستے پر تم دھرنا مار کر نہ بیٹھ جایا کرو سیدنا شعیب علیہ السلام کی اس تلقین کو قرآن حکیم نے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ

یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم مؤمن ہو جاؤ اور ہر راستے پر نہ بیٹھا کرو۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اہل مدین باغی اور سرکش لوگ تھے لوٹ مار کرنا ان کا وطیرہ بن چکا تھا۔ لوگوں سے یہ بھاری ٹیکس وصول کیا کرتے تھے۔

سیدنا شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت بھی یاد دلائی کہ تم تھوڑے تھے اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا پہلی فسادی قوموں کا انجام دیکھو کیا ہوا۔ تم اس انجام سے بچ جاؤ۔

قرآن حکیم میں اس وعظ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

وَاذْكُرُوا إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝

یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اس نے تمہیں زیادہ کر دیا اور دیکھو فساد برپا کرنیوالوں کا انجام کیا ہوا۔

اس تمام تر وعظ و نصیحت کا قوم نے مذاق اڑایا وہ لوگ سیدنا شعیب علیہ السلام سے کہنے لگے کہ جو تم نماز پڑھتے ہو یہ نماز تمہیں ایسا کرنے پر اکساتی ہے۔ کہ ہم اپنے آباء واجداد کے معبودوں کو چھوڑ کر تیرے معبود کی پوجا پاٹ کرنا شروع کر دیں۔ اور اپنے معاملات کو تیری مرضی سے سرانجام دیں قرآن نے قوم کے اس رویے کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا

انہوں نے کہا اے شعیب کیا تیری نماز تجھے یہ حکم دیتی ہے کہ ہم چھوڑ دیں ان معبودوں کو جن کی پوجا ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے یا ہم اپنے مالوں میں ایسا کریں جو ہم چاہیں"۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ قوم کی طرف سے مذاق کا ایک انداز تھا۔ جو اس نے سیدنا شعیب علیہ السلام کو زچ کرنے کیلئے اختیار کیا۔ قوم نے سیدنا شعیب علیہ السلام سے کہا کہ آپ کی بیشتر باتیں ہماری سمجھ سے بالا ہیں اور تم ہو بھی بڑے کمزور۔

قرآن کریم نے قوم کے اس رویے کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِیْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْنَا ضَعِیْفًا

انہوں نے کہا اے شعیب جو تم کہتے ہو اس میں بیشتر ہم نہیں سمجھ پاتے اور آپ کو ہم اپنے میں کمزور دیکھ رہے ہیں"۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سیدنا سعید بن جبیر اور ثوری رحمہما اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا شعیب علیہ السلام نابینا ہو گئے تھے۔ ایک حدیث میں آیا ہے۔

إِنَّهُ بَكَى مِنْ حُبِّ اللّٰهِ ' حَتّٰى عَمِيَ ' فَرَدَّاللّٰهُ عَلَيْهِ بَصَرَهُ وَقَالَ يَاشُعَيْبُ أَتَبْكِيْ خَوْفًا مِنَ النَّارِ أَوْمِنْ شَوْقِكَ إِلَى الْجَنَّةِ ' فَقَالَ : بَلْ مِنْ مَّحَبَّتِكَ ' فَإِذَا نَظَرْتُ إِلَيْكَ فَلَا أُبَالِيْ مَاذَايُصْنَعُ بِيْ ' فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ ' هَنِيْئًالَّكَ يَاشُعَيْبُ لِقَائِهِ ' فَلِذَالِكَ أَخْوَمْتُكَ مُوسٰى بْنِ عِمْرَانَ كَلِيْمِيْ "

(بحوالہ الدر المنثور : ۴/۴۷۰)

وہ اللہ کی محبت میں سرشار ہو کر روئے یہاں تک اندھے ہو گئے۔ اللہ نے اس کی بصارت لوٹائی اور فرمایا اے شعیب کیا تم جہنم کے ڈر سے روتے ہو یا جنت میں جانے کے شوق سے روتے ہو۔ آپ نے کہا الٰہی میں تو تیری محبت میں روتا ہوں جب میں تیرا دیدار کرلوں گا تو مجھے کوئی پرواہ نہ ہوگی کہ میرے ساتھ کیا کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس طرف وحی کی کہ اے شعیب میری ملاقات مبارک ہو اسی لئے اپنے کلیم موسیٰ بن عمران کو تیری خدمت میں لگائے رکھا۔''

☆ ❀ ☆

قوم نے سیّدنا شعیب علیہ السلام کو رجم کرنے کی دھمکی بھی دی تھی۔ اور اس سے یہ بھی کہا جو تم عذاب ہم پر مسلط کرانا چاہتے ہو وہ عذاب بڑے شوق سے لے آؤ۔ سیّدنا شعیب علیہ السلام نے فرمایا عذاب مسلط کرنا تو میرے رب تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اگر تم عذاب ہی چاہتے ہو تو پھر انتظار کرو۔

پھر اہل مدین پر اللہ کا عذاب آیا اور اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ اس ہولناک عذاب کا تذکرہ اس انداز سے کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ○ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ○ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۚ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ○ ((الاعراف : ۹۰ - ۹۲))

اور اسکی قوم کے کافر سرداروں نے کہا اگر تم لوگوں نے شعیب کی اتباع کی تو تم نقصان اٹھاؤ گے۔ پھر ایک خطرناک زلزلہ نے انہیں آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا ان کی حالت یہ ہو گئی تھی کہ گویا کبھی وہاں آباد ہی نہ تھے۔ جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا بالآخر وہی خسارے

میں چلے گئے۔"

اہل مدین پر زلزلے اور آگ کا عذاب نازل کیا گیا اور اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا۔

قوم کا یہ انجام دیکھ کر سیّدنا شعیب علیہ السلام نے کہا کہ اس قوم پر کیسے غم کا اظہار کیا جائے اسے تو بہت سمجھایا تھا لیکن اس قوم نے میری ایک نہ سنی حافظ ابن عساکر اپنی تاریخ کی کتاب میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا شعیب علیہ السلام سیّدنا یوسف علیہ السلام کے بعد ہوئے ہیں۔

وھب بن منبہ کہتے ہیں کہ سیّدنا شعیب علیہ السلام کی وفات مکہ معظمہ میں ہوئی اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔ دوسرے اہل ایمان بھی آپ کے ساتھ مکہ میں منتقل ہو گئے تھے اور زندگی بھر وہ بھی وہیں مکہ معظمہ میں رہے۔

سیّدنا شعیب علیہ السلام کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لئے درج زیل کتابوں اور قرآنی آیات کا مطالعہ کریں۔

۱۔ تفسیر ابن کثیر	۱۶۸/۶
۲۔ الدر المنثور	۴۷۰/۴
۳۔ البخاری	۳۲۶۷
۴۔ مسلم شریف زھد	۵۱
۵۔ البخاری	۲۱۱۴
۶۔ مسند امام احمد	۳۹۵/۱
۷۔ ابن ماجہ	۲۲۷۹
۸۔ البدایۃ والنھایہ	۱۸۵/۱
۹۔ الاستیعاب	۹۱/۲

اردن میں سیدنا شعیب علیہ السلام کے (جدید تعمیر شدہ) مزار اقدس پر رکھے ہوئے قرآن مجید

قوم مدین اپنا حق پورا پورا وصول کرتے اور بیچتے وقت دوسرے کے حق میں ڈنڈی مارتے۔
اے میری قوم کے لوگو! ناپ تول انصاف کیساتھ کیا کرو' لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو'۔

۱۰۔ المستدرک حاکم	۵۶۸/۲

قرآنی آیات

۱۔ سورہ الاعراف	۸۵ - ۹۳
۲۔ سورہ ھود۔	۸۴ - ۹۵
۳۔ سورہ الحجر	۷۸ - ۷۹
۴۔ سورہ الشعراء	۱۷۶ - ۱۹۱
۵۔ سورہ فصلت	۵

سیّدنا یعقوب علیہ السلام

سیّدنا یعقوب علیہ السلام سیّدنا اسحاق علیہ السلام کے فرزند ارجمند تھے اور سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے سیّدنا اسحاق علیہ السلام کی شادی چالیس برس کی عمر میں رفقا سے ہوئی جس سے دو جڑواں بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام عیص اور دوسرے کا نام یعقوب تھا سیّدنا یعقوب علیہ السلام منصب نبوت پر فائز ہوئے اس کی شادی اپنے خالو لوبان کی دو بیٹیوں لیّا اور راحیل سے ہوئی. اس زمانے میں دو بہنوں سے ایک ساتھ شادی جائز تھی، سیّدنا یعقوب علیہ السلام کے دس بیٹے پہلی بیوی لیّا سے ہوئے اور دو بیٹے بنیامین اور یوسف دوسری بیوی راحیل سے ہوئے سیّدنا یوسف علیہ السلام منصب نبوت پر فائز ہوئے اور تخت شاہی پر بھی جلوہ افروز ہوئے۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام کو قدرت کی طرف سے حسن و جمال کا وافر حصہ ملا تھا۔ باپ کے یہ بڑے لاڈلے تھے، اسی وجہ سے بھائیوں کو ان سے حسد پیدا ہوا جس کی تفصیل سیّدنا یوسف علیہ السلام کے تذکرے میں ملاحظہ کریں۔ سیّدنا یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کی جدائی میں بہت زیادہ صدمہ محسوس کیا زیادہ رونے کی وجہ سے آپ کی بینائی بھی ختم ہوگئی تھی، قرآن حکیم میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام دس جگہ بیان کیا گیا ہے۔

سیّدنا یعقوب علیہ السلام فلسطین کے باشندوں کی رشد و ہدایت کیلئے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آپ کی بیشتر زندگی فلسطین میں ہی گزری البتہ آخری عمر کا حصہ اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کے ساتھ مصر میں گزارا اور وہیں آپ نے وفات پائی لیکن آپ کو دفن کرنے کا اہتمام فلسطین میں ہی کیا گیا جب آپ فوت ہوئے اس وقت آپ کے فرزند ارجمند مصر کے حکمران تھے پورے مصر کے باشندوں نے آپ کی وفات پر افسوس کا اظہار کیا۔

سیّدنا یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام اسرائیل ہے اور بنی اسرائیل کی نسبت آپ ہی کی طرف ہے۔

اسحاق علیہ السلام کو اپنے بڑے بیٹے عیص سے زیادہ پیار تھا جبکہ ان کی بیوی رفقا کو اپنے چھوٹے بیٹے یعقوب سے زیادہ محبت تھی، سیّدنا اسحٰق علیہ السلام کی بڑھاپے میں بینائی ختم ہوگئی تھی انہوں نے اپنے چھوٹے بیٹے عیص سے ایک دن شکار لانے کا مطالبہ کیا لیکن بیوی نے یہ خدمت اپنے چھوٹے بیٹے یعقوب علیہ السلام کو سرانجام دینے کی تلقین کی تا کہ باپ کی دعاؤں کا مستحق قرار پا سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا یعقوب علیہ السلام کو الکریم یعنی معزز کے نام سے بھی یاد کیا ہے جیسا کہ آپ کے درج ذیل فرمان سے ثابت ہوتا ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْكَرِيْمَ بْنَ الْكَرِيْمِ بْنَ الْكَرِيْمُ بْنُ الْكَرِيْمُ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ إِسْحَقَ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ (مسند امام : ۳۳۲/۲)

عیص اور سیّدنا یعقوب علیہ السلام کے درمیان جب تنازعہ طول پکڑ گیا تو والدہ نے اپنے بیٹے یعقوب کو اپنے بھائی لوبان کے پاس بھیج دیا۔ اور وہ اس وقت سرزمین حران میں رہائش پذیر تھے یہ اپنے گھر سے دن کے آخری حصے میں روانہ ہوئے راستے میں رات پڑ گئی تو ایک جگہ لیٹ گئے ایک پتھر سر کے نیچے رکھا اور سو گئے سوتے میں خواب آئی کیا دیکھتے ہیں کہ زمین سے آسمان تک ایک سیڑھی لگی ہوئی اور اس کے ذریعے فرشتے آجا رہے ہیں۔ پھر اللہ رب العزت نے اسے

چبوترے کے وسط میں گنبد صخرہ ایک ہشت پہلو عمارت پر قائم ہے اس کے چار بڑے دروازے ہیں جن سے صحن حرم میں آنے کیلئے سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں اور دروازے سونے سے منقش ہیں

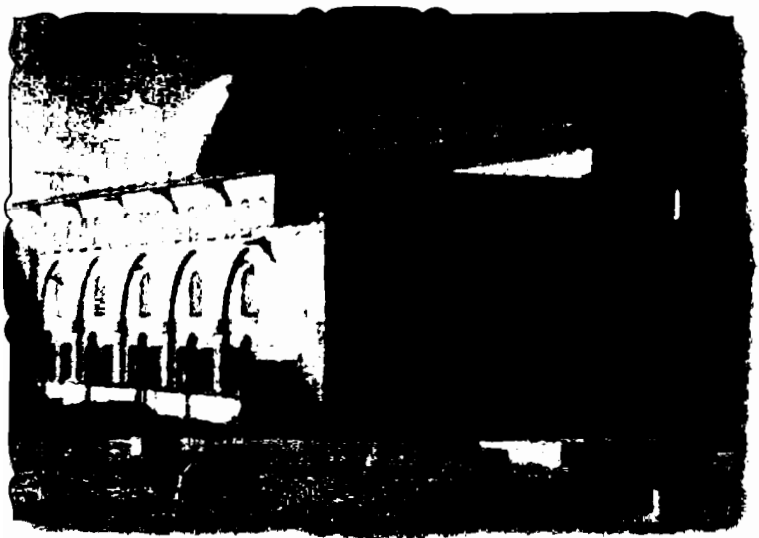

بیت المقدس کی عمارت کا نئے زاویے سے ایک منظر

مخاطب ہوکر کہا : میں تیرے لئے برکت کروں گا اور تیری اولاد کثیر تعداد میں ہوگی اور میں اسے اس زمین کا مالک بناؤں گا. جب آنکھ کھلی تو بہت زیادہ خوش ہوئے اور یہ نیت کر لی کہ میں اس جگہ جہاں مجھے یہ خواب آئی تھی اللہ کا گھر بناؤں گا۔

جب سیّدنا یعقوب علیہ السلام حران میں اپنے ماموں لوبان کے پاس پہنچے تو اس کی دو جوان بیٹیاں تھیں ایک کا نام لیّا تھا اور دوسری کا نام راحیل تھا پہلے لیا سے شادی ہوئی اور سات سال تک وہیں اپنے ماموں کے ہاں ان کی خدمت بجالاتے رہے اور پھر راحیل سے شادی ہوئی اور پھر مزید سات سال کا عرصہ وہاں گزارا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے فلسطین کی طرف ہے اپنے اہل وعیال تشریف لائے اور فلسطین کے باشندوں کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دینے لگے۔ یہ واپس آکر اپنے والد اسحاق علیہ السلام کے قرب وجوار میں ہی آباد ہوئے۔ سیّدنا اسحاق علیہ السلام نے ایک سو اسی سال کی عمر میں وفات پائی آپ کو دفن کرنے کا اہتمام دونوں بیٹوں عیص اور یعقوب علیہ السلام نے کیا اور انہیں ان کے باپ ابراھیم علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا۔ سیّدنا یعقوب علیہ السلام کا مفصل تذکرہ سیّدنا یوسف علیہ السلام کے تذکرے میں کیا گیا ہے اور وہاں قرآن مجید سے حوالہ جات بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام کو جو خواب آئی تھی کہ گیارہ ستارے سورج اور چاند اسے سجدہ کر رہے ہیں گیارہ ستاروں سے مراد ان کے گیارہ بھائی تھے سورج سے مراد ان کے باپ سیّدنا یعقوب علیہ السلام تھے اور چاند سے مراد ان کی والدہ ماجدہ راحیل تھیں سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی بینائی اپنے لاڈلے بیٹے یوسف علیہ السلام کی جدائی میں ختم ہوگئی تھی لیکن جب کئی برس کے بعد سیّدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کا ہاتھ اپنے قمیض بھیجی جونہی اسے اپنے چہرے پر رکھا تو بینائی لوٹ آئی۔

جب بھائی سیّدنا یوسف علیہ السلام کی قمیض لے کر چلے تو یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچنے سے تین

دن پہلے ہی آپ کو خوشبو محسوس ہونے لگ گئی تھی قرآن نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ○
((یوسف : ۹۴))

ان کے باپ نے کہا میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر تم مجھے بہکا ہوا تصور نہ کرو۔

اور جہاں تک سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی بینائی کے لوٹنے کا تعلق ہے۔ قرآن حکیم میں اس کا تذکرہ یوں کیا گیا۔

فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا

جب خوش خبری دینے والا آیا اور اس نے آپ کے چہرے پر اسے ڈالا تو بصارت لوٹ آئی۔

جب سیّدنا یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب سیّدنا یعقوب علیہ السلام کو بتایا انہوں نے محبت بھرے انداز میں کہا بیٹا یہ خواب کہیں اپنے بھائیوں کو بتانہ دینا وہ پہلے ہی حسد کی آگ میں جلے بھنے ہوئے ہیں اس خواب سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے بڑی شان دینے والے ہیں تیری یہ عظمت بھائیوں کے لئے ناقابل برداشت ہوگی وہ تیرے خلاف کوئی خطرناک چال چلیں گے۔

سیّدنا یعقوب علیہ السلام کو جس چیز کا اندیشہ تھا وہ ہو کر رہا ایک دن بھائی ایک منصوبہ بندی کے ساتھ بڑی معصومانہ صورت بنا کر اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے ابا جان آپ یوسف کو ہمارے ساتھ کیوں نہیں بھیجتے یہ باہر نکلے ہمارے ساتھ کھیلے کودے کھائے پیئے، باپ نے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ تم کھیل کود میں مصروف رہو اور میرے یوسف کو جنگل کا بھیڑیا کھا جائے ایک دن تو بہت اصرار کیا کہنے لگے ہم پوری جماعت ہیں اور ہیں بھی

ہم تو پھر جیتے جی مر جائینگے جب بھائیوں نے زیادہ اصرار کیا تو سیدنا یعقوب علیہ السلام نے سیدنا یوسف علیہ السلام کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔ اور انہوں نے پہلے ہی سے یوسف کو منظر سے ہٹانے کا منصوبہ بنا رکھا تھا۔ پہلے انہوں نے قتل کا ارادہ کیا تھا پھر بھائیوں میں سے ایک نے تجویز دی کہ اسے قتل نہ کرو بلکہ کسی کنویں میں پھینک دو لہٰذا اسی تجویز پر عمل کیا گیا۔ چونکہ باپ نے بھیڑیئے کا نام لیا تھا لہٰذا یہی بہانا تراش لیا گیا۔ شام کو جب سبھی روتے ہوئے اپنے باپ سیدنا یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنسو بہاتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم کھیل رہے تھے یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس بٹھایا ہوا تھا۔

جنگل سے اچانک بھیڑیا آیا اور وہ ہمارے بھائی کو کھا گیا، ہم دیکھتے رہ گئے وہ ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی یوسف کو کھا کر جنگل میں غائب ہو گیا۔ ہائے ہمارا یوسف، ہائے یہ کیا ہو گیا! ہائے ہم مارے گئے، ہائے ہم لوٹے گئے، ہائے ہمارا کچھ نہ رہا۔

ابا جان یہ دیکھئے خون آلود یوسف کی قمیض آپ کو دکھلانے کے لئے ہم اٹھا لائے۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام نے قمیض دیکھی وہ خون آلود تھی لیکن کہیں سے پھٹی ہوئی نہیں آپ صورت حال کو بھانپ گئے اور فرمانے لگے تم نے یہ من گھڑت کہانی سنائی ہے میں اب صبر کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے کہ بھیڑیا پورے یوسف کو تو کھا جائے لیکن قمیض کا ایک کونہ بھی کہیں سے پھٹا ہوا نہ ہو۔

جب فلسطین میں قحط پڑا تو اس وقت مصر میں غلے کی فروانی تھی اور سیدنا یوسف علیہ السلام تخت مصر پر جلوہ افروز ہو چکے تھے، باپ نے اپنے بیٹوں کو کہا کہ تم بھی مصر جاؤ پتہ چلا ہے کہ مصر کا بادشاہ بڑا فیاض ہے غلہ تقسیم کر رہا ہے تم بھی قسمت آزمائی کرو لیکن یہ پتہ نہیں تھا کہ اس وقت مصر پر بیٹے کی حکومت ہے۔ بھائی اس سے بے خبر تھے۔ جب یہ بھائی غلہ لینے کیلئے مصر پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے انہیں پہچان لیا لیکن یہ انہیں نہ پہچان سکے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام نے انکی خاطر مدارت کی آنکھ بچا کر وہ رقم بھی غلے میں واپس رکھوا دی گئی جو انہوں نے ادا کی تھی باتوں باتوں

میں ان سے باپ یعقوب علیہ السلام اور بھائی بنیامین کے بارے میں معلومات حاصل کرلیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ اگر آئندہ غلہ لینے کے لئے آؤ تو چھوٹے بھائی کو اپنے ساتھ ضرور لانا ورنہ تمہیں یہاں سے غلہ نہیں ملے گا۔

جب بھائی واپس اپنے باپ سیدنا یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچے مصر کی روئیداد سنائی غلہ دیکھا تو اس میں سے رقم بھی ملی تو خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ ابا جان آئندہ کے لئے مصر کے حکمران نے یہ شرط لگادی ہے کہ ہم اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو بھی ہمراہ لیں ورنہ غلہ نہیں ملے گا سیدنا یعقوب علیہ السلام کو انکے مجبور کرنے پر ان کے ساتھ اپنے چھوٹے بیٹے بنیامین کو بھی بھیجنا پڑا جب یہ بھائی مصر پہنچے تو بنیامین کو دیکھ کر سیدنا یوسف علیہ السلام بہت خوش ہوئے انہیں ایک تدبیر کے ساتھ اپنے پاس رکھ لیا گیا۔ یہ بھائی پھر باپ کے پاس منہ لٹکائے حاضر ہوئے، باپ نے پوچھا چھوٹے بھائی کو ساتھ کیوں نہیں لائے کہنے لگے ابا جان کیا بتائیں ہم تو خود بڑے پریشان ہوئے دراصل اس نے چوری کا ارتکاب کیا اور اسے حکومت مصر نے گرفتار کرلیا ہے ہم نے بہت جتن کئے کہ ہم میں سے کسی ایک کو گرفتار کرلیا جائے لیکن حکومت نے کہا کہ یہ انصاف کے منافی ہے گرفتار مجرم ہی ہوگا غیر مجرم کو گرفتار نہیں کیا جاسکتا، یہ صورت حال سن کر سیدنا یعقوب علیہ السلام نے لمبا سانس لیا آہ بھری اور فرمانے لگے اچھا صبر ہی بہتر ہے اب کیا کیا جاسکتا ہے اللہ ہمیں دوبارہ ملا دے گا میں اپنے رنج وغم کا شکوہ اللہ ہی کے حضور کرتا ہوں، وہی ہمارا حامی وناصر ہے۔

سیدنا یعقوب علیہ السلام نے یوسف اور بنیامین کی محبت میں سرشار ہوکر اپنے بیٹوں کو پھر انکی تلاش کیلئے مصر بھیجا اس دفعہ جب وہ دربار میں گئے تو سیدنا یوسف علیہ السلام نے سب کچھ بتادیا کہ تم وہی ہو جنہوں نے مجھے کنویں میں پھینکا تھا تم سمجھے کہ میں مرکھپ گیا ہوں گا دیکھ رہے ہو مجھے اللہ نے مصر کا حکمران بنادیا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بنیامین ہے وہ سب بھائی یہ منظر دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے شرمندہ ہوئے نظریں جھکالیں۔ تھر تھر کانپنے لگے سیدنا یوسف علیہ السلام نے صورت

حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا۔ جاؤ میں نے تمہیں معاف کیا میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔

بس تم جاؤ اور والدین کو میرے پاس لاؤ تو بیٹوں نے واپس فلسطین میں پہنچ کر اپنے ابا جان کو خوشخبری سنائی کہ یوسف نہ صرف زندہ ہے بلکہ وہی مصر کا حکمران ہے اللہ نے اسے بڑی شان سے نوازا ہوا ہے ابا جان چلئے وہ آپ کا منتظر ہے اس دفعہ تمام بیٹے اپنے باپ سیّدنا یعقوب علیہ السلام کو لے کر مصر روانہ ہوئے تمام بھائی اور ماں باپ شاہی دربار میں پہنچے اور رواج کے مطابق دربار میں سجدہ ریز ہوئے اور اس طرح بچپن میں سیّدنا یوسف علیہ السلام کو آنے والے خواب کی تعبیر کھل کر سامنے آئی سیّدنا یعقوب علیہ السلام پھر مصر میں ہی رہے اور یہیں وفات پائی لیکن انہیں دفن کرنے کیلئے فلسطین لے جایا گیا۔ اور انہیں دادا سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

.....

سیّدنا یعقوب علیہ السلام کے حالات زندگی معلوم کرنے کیلئے سورہ یوسف کا تفصیلی مطالعہ کیجئے۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام

(احسن القصص یعنی نہایت عمدہ داستان)

سیّدنا یوسف علیہ السلام سیّدنا یعقوب علیہ السلام کے بیٹے سیّدنا اسحاق علیہ السلام کے پوتے اور سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ ان کی والدہ کا نام راحیل تھا یہ سیّدنا یعقوب علیہ السلام کے ماموں لوبان کی بیٹی تھی۔ اس کی شادی سیّدنا یعقوب علیہ السلام سے ہوئی اس سے سیّدنا یوسف اور بنیامین پیدا ہوئے۔

یہ کل بارہ بھائی تھے دوسرے دس بھائی دوسری والدہ سے تھے۔ ان دس بھائیوں کے ناموں کے بارے میں درمنثور میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک روایت منقول ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک یہودی حاضر ہوا جس کا نام بستانہ تھا۔ اس نے پوچھا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یوسف علیہ السلام نے اپنے خواب میں جو گیارہ ستارے سورج اور چاند اسے سجدہ کرتے ہوئے دیکھے ان کے نام کیا ہیں؟ آپ یہ سوال سن کر خاموش ہو گئے اتنے میں سیّدنا جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور انہوں نے نام بتائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اسے بلایا اور اس سے کہا اگر میں ان کے نام بتا دوں تو کیا تو مجھ پر ایمان لے

آئے گا؟ اس نے کہا ہاں میں ایمان لے آؤں گا تو آپ نے اسے جبرائیل علیہ السلام کی طرف سے فراہم کردہ یہ نام بتا دیئے۔ آپ نے فرمایا: ان کے نام یہ تھے۔

۱۔ طارق	۲۔ ذیال	۳۔ ذوالکتفان	۴۔ قابس
۵۔ وثاب	۶۔ عمودان	۷۔ فلیق	۸۔ مصبح
۹۔ الضروح	۱۰۔ ذوالفرع		

یہودی نے یہ سن کر کہا اللہ کی قسم ان کے نام بالکل یہی تھے۔

اس طرح خواب میں جو یوسف علیہ السلام نے سورج چاند دیکھے۔ سورج سے مراد آپ کے والد ماجد سیدنا یعقوب علیہ السلام اور چاند سے مراد آپ کی والدہ ماجدہ راحیل تھیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الكَرِيمُ بْنُ الكَرِيمُ بْنُ الْكَرِيمُ بْنُ الكَرِيمُ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبُ بْنُ اسحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمُ ☆ (بحوالہ بخاری)

سیدنا یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں میں سے نبوت صرف سیدنا یوسف علیہ السلام کو ملی اور انہی کے نام پر قرآن حکیم میں ایک مستقل سورت بھی نازل ہوئی۔ سیدنا یوسف علیہ السلام حسن و جمال کے پیکر تھے۔ تقویٰ اور خشیت الٰہی کے خوگر تھے۔ مصر کے شاہی محل میں معصومانہ انداز میں جوانی گزری۔ تخت مصر پر حکمران کی حیثیت سے جلوہ افروز ہوئے۔ یعقوب علیہ السلام کو اپنے اس بیٹے سے والہانہ محبت تھی۔ دوسرے بھائیوں سے حسد کی بنا پر برداشت نہ ہو سکا۔ اسے باپ کی نظروں سے اوجھل کرنے کے لئے کنویں میں پھینک دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی۔ کنویں سے بحفاظت نکال کر تخت مصر پر بٹھایا۔

بخاری شریف میں ایک اور روایت مذکور ہے جس میں سیدنا یوسف علیہ السلام کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ پوچھا گیا۔

کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام انسانوں میں زیادہ معزز کون ہے؟

تو آپ نے فرمایا:

اَکْرَمُ النَّاسِ یُوْسُفُ نَبِی اللّٰہ اِبْنُ نَبِیِّ اللّٰہ ابْن نَبِیِّ اللّٰہ اِبْنُ خَلِیْلِ اللّٰہِ عَلَیْھِمَ السَّلَام

کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز یوسف علیہ السلام ہیں جو خود بھی اللہ کے نبی تھے اس کا باپ بھی اللہ کا نبی تھا اس کا دادا بھی اللہ کا نبی تھا اور اس کا پڑدادا خلیل اللہ بھی نبی تھا۔

☆ ❀ ☆

سیّدنا یعقوب علیہ السلام کو اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کے ساتھ بہت زیادہ پیار تھا ہر وقت اس کو اپنے ساتھ رکھتے کبھی اسے اپنے سے جدا نہ کرتے آپ کے دل کو یہ کھٹکا لگا رہتا تھا کہ یوسف کو سوتیلے بھائی کہیں اسے حسد کی بنا پر کوئی نقصان نہ پہنچا دیں۔ ایک رات سوتے میں سیّدنا یوسف علیہ السلام کو خواب آئی کہ گیارہ ستارے سورج اور چاند اسے سجدہ کر رہے ہیں یہ انوکھی خواب اپنے والد گرامی کو بتائی تو وہ خواب سن کر اور زیادہ گھبرا گئے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ فراست کی بنا پر سمجھ گئے کہ اگر یہ خواب بھائیوں کو معلوم ہوگئی تو وہ حسد کی آگ میں اور زیادہ جلنے لگیں گے۔ لہٰذا انہوں نے اپنے بیٹے سیّدنا یوسف علیہ السلام کو تلقین کی کہ کہیں یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتا دینا ورنہ وہ تمہارے نقصان کے درپے ہو جائیں گے۔ قرآن حکیم میں اس خواب کی تفصیل کچھ اس انداز سے کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ○ قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰٓی اِخْوَتِكَ فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ○ وَكَذٰلِكَ یَجْتَبِیْكَ رَبُّكَ وَیُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وَیُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ وَعَلٰٓی اٰلِ یَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓی اَبَوَیْكَ

مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ((یوسف: ۴-۶))

جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا تھا کہ: اے ابا جان میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے اور سورج چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ باپ نے کہا میرے پیارے بیٹے یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتا دینا ورنہ وہ تمہارے لئے بری تدبیریں سوچنے لگیں گے۔ کیونکہ شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔ اس طرح (اس خواب کے مطابق) تمہارا رب تجھے (دین کے لئے) منتخب کرے گا تمہیں باتوں کی تاویل سکھائے گا اور تم پر اور آل یعقوب پر اپنی نعمت اسی طرح پوری کرے گا جیسے وہ اس سے پہلے تمہارے دو باپوں ابراہیم اور اسحاق پر پوری کر چکا ہے بلاشبہ تمہارا رب جاننے والا (اور) حکمت والا ہے"۔

سیدنا یوسف علیہ السلام کو خواب میں گیارہ ستارے سورج اور چاند سجدہ کرتے نظر آئے تو گیارہ ستاروں سے مراد اس کے گیارہ بھائی ہیں۔ سورج سے مراد والد محترم سیدنا یعقوب علیہ السلام اور چاند سے مراد والدہ ماجدہ راحیل ہیں۔ سجدہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ یہ سب لوگ ایک دن سیدنا یوسف علیہ السلام کے پاس حاجت مند رعایا کی صورت میں حاضر ہوں گے۔

سیدنا یوسف علیہ السلام کو پندرہ سولہ سال کی عمر میں بھائیوں نے ایک سازش کے تحت کنویں میں پھینکا۔ چار سال آپ نے مصر کے شاہی محل میں گزارے عزیز مصر کی بیوی کی سازش کی بنا پر نو سال آپ جیل میں رہے تقریباً تیس سال کی عمر میں آپ تخت مصر پر جلوہ افروز ہوئے اور تقریباً نو سال بعد آپ نے والدین کو فلسطین سے اپنے پاس مصر بلا لیا اور اس موقع پر بھائی سیدنا یوسف علیہ السلام کی شان و شوکت دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ خواب کی تعبیر کھل کر سامنے آئی۔

چونکہ سیدنا یوسف علیہ السلام اپنے باپ کے بڑے چہیتے تھے سوتیلے بھائی اس سے حسد کرتے تھے کہ ہمارا باپ ہماری طرف کوئی توجہ نہیں دیتا اس کی اصل وجہ وہ اپنے بھائی یوسف کو گردانتے

تھے۔انہوں نے یوسف علیہ السلام کے خلاف ایک گہری سازش تیار کی کہ یوسف کو باپ کی نظروں سے غائب کر دیا جائے۔

اس سازش کی تفصیلات قرآن حکیم میں کچھ اس انداز سے بیان کی گئی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآىِٕلِيْنَ ○ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۝ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ○ قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ○ ((یوسف: ۷-۱۰))

درحقیقت یوسف اور اس کے بھائیوں (کے قصہ) میں پوچھنے والوں کے لئے نشانی ہے۔جب یوسف کے بھائیوں نے کہا یوسف اور اس کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ محبوب ہیں۔حالانکہ ہم ایک طاقتور جماعت ہیں۔ہمارا باپ تو صریح بھول میں ہے۔(لہٰذا) یا تو یوسف کو مار ڈالو یا اسے کہیں دور پھینک دو (اس طرح) تمہارا باپ تمہاری ہی طرف متوجہ رہے گا۔پھر اس کے بعد تم نیک لوگ بن جانا۔ان میں سے ایک نے کہا یوسف کو مارو نہیں بلکہ اگر تمہیں کچھ کرنا ہے تو اسے کسی گمنام کنویں میں پھینک دو۔کوئی آتا جاتا قافلہ اسے اٹھالے جائے گا"۔

بھائیوں نے جب اپنے باپ کا اپنے سوتیلے بھائی یوسف کی طرف زیادہ قلبی میلان کو دیکھا تو انہوں نے باہمی مشورہ کیا کہ کس طرح اس بھائی سے گلوخلاصی کرائی جاسکتی ہے کہ باپ تمام تر ہماری طرف توجہ دے بڑی عجیب بات ہے ہم پوری جماعت ہیں ہماری پرواہ نہیں ساری الفتوں اور عنایتوں کا مرکز اکیلا یوسف بنا ہوا ہے۔اور وہ ہے بھی کمزور سب نے باہمی مشورے

سے طے کیا کہ ہم سب مل کر اسے قتل کر دیں۔ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری جب وہ دنیا میں نہیں ہوگا تو ہم اپنے باپ کے منظور نظر ہو جائیں گے ایک بھائی نے کہا نہیں ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہئے آخر وہ ہمارا بھائی ہے قتل کرنا بڑا جرم ہے۔ اگر تم اسے اپنے راستے سے ہٹانا چاہتے ہو تو اس طرح کرو کہ اسے کسی گہرے کنویں میں پھینک دیتے ہیں۔ مسافروں کا کوئی قافلہ وہاں سے نکال کر اپنے ہمراہ لے جائے گا تو سب نے اس تجویز کو سراہا اور انہوں نے سیدنا یوسف علیہ السلام کو ایک کنویں میں پھینک دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے کنویں کی تہہ تک جانے سے پہلے ہی جبریل علیہ السلام کو پہنچ کر اسے محفوظ کرنے کا حکم دے دیا لہٰذا سیدنا یوسف علیہ السلام بڑے آرام سے کنویں کی تہہ میں ایک پتھر پر جا بیٹھے آپ کو کوئی خراش تک نہ آئی۔ بھائی کنویں میں پھینک کر رات کے وقت روتے ہوئے اپنے باپ کے پاس آئے اور ایک جھوٹی کہانی انہیں سنانے لگے کہ ہم میدان میں کھیل رہے تھے چھوٹے بھائی یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس بٹھایا ہوا تھا جنگل سے اچانک ایک بھیڑیا نمودار ہوا اور وہ یوسف کو ہڑپ کر گیا یہ دیکھئے یوسف کی خون آلود قمیص ہمارے پاس ہے۔

باپ نے صورت حال دیکھتے ہوئے کہا وہ بڑا عقلمند بھیڑیا تھا کہ پورے یوسف کو تو کھا گیا لیکن میرے یوسف کی قمیض کہیں سے پھٹنے نہ دی! یہ داستان تو تمہاری خود ساختہ ہے میرے پاس اب صبر کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ میں صبر کرتے ہوئے اس معاملے کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

بھائی سازش تیار کرنے کے بعد پہلے اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کرنے لگے آپ کبھی یوسف کو ہمارے ساتھ بھیج دیا کریں اسے بھی باہر کی ہوا لگے کھائے پیے مزے اڑائے اس کے کھیلنے کے دن ہیں آپ ہیں کہ ہر وقت اسے اپنے ساتھ چمٹائے رکھتے ہیں۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام نے فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں تم کھیل میں مصروف ہو جاؤ اور میرے یوسف کو جنگل سے بھیڑیا آ کر کھا جائے اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔ اس لئے میں اسے تمہارے ساتھ نہیں بھیجتا: انہوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے اگر ہمارے ہوتے ہوئے اسے بھیڑیا کھا جائے تو

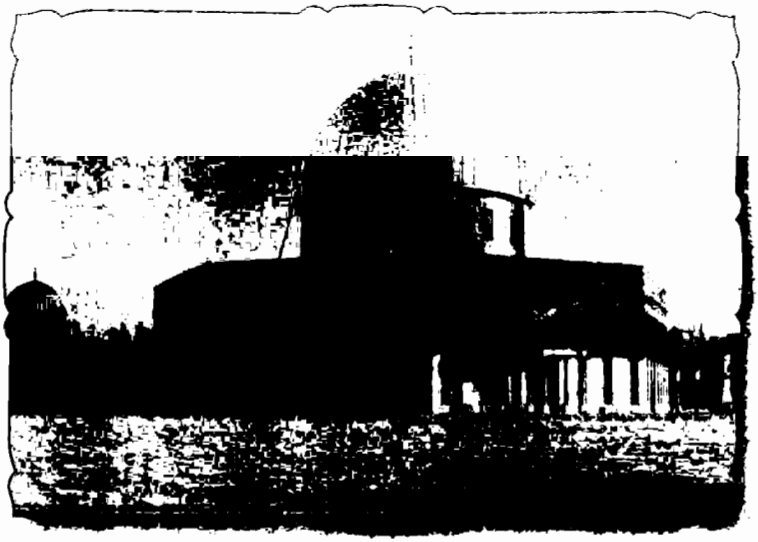

بیت المقدس میں گنبد صخرہ کا ایک خوبصورت منظر

پہلے زمانے میں ایک صحرائی کنویں کا منظر

ہماری جوانیاں کس کام کی۔ قرآن مجید نے اس صورت حال کا جائزہ ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ○ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ○ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ○ ((یوسف: ۱۱-۱۴))

(بعد میں) وہ اپنے باپ سے کہنے لگے: کیا بات ہے" آپ یوسف کے بارے میں ہم پر اعتبار نہیں کرتے۔ حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں۔ کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ وہ کھائے اور کھیلے اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کریں گے۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا اگر تم اسے لے جاؤ تو ایک تو مجھے (اس کی جدائی کا) غم ہوگا۔ دوسرا میں ڈرتا ہوں کہ تم اس سے بے خبر ہو جاؤ تو اسے بھیڑیا نہ کھا جائے۔ کہنے لگے ہم طاقتور جماعت ہیں اگر ہمارے ہوتے ہوئے اسے بھیڑیا کھا جائے تو ہم تو بڑے نقصان میں پڑ گئے"۔

جب بھائی اسے اپنے ساتھ لے گئے اور سازش کے تحت کنویں میں پھینک دیا اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی لیکن بھائیوں نے اپنے باپ کو مطمئن کرنے کیلئے وہی من گھڑت کہانی اسے سنادی جس کا اندیشہ اس نے اپنے بیٹوں کے سامنے ظاہر کیا تھا۔

قرآن حکیم میں اس کی تفصیل کچھ اس انداز میں بیان کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ○ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ○ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۚ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۚ فَصَبْرٌ

جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ○ ((یوسف : ۱۵ - ۱۸))

چنانچہ جب وہ یوسف کو لے گئے اور اس پر اتفاق کر لیا کہ اسے کسی گمنام کنویں میں ڈال دیں۔ اس وقت ہم نے یوسف کو وحی کی کہ (ایک وقت) تم اپنے بھائیوں کو ان کی یہ حرکت بتلاؤ گے۔ اور وہ کچھ نہ جانتے ہوں گے۔ اور وہ رات کو روتے پیٹتے اپنے باپ کے پاس آئے۔ کہنے لگے ابا جان ہم دوڑ کر مقابلہ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے گئے اور یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا اتنے میں بھیڑیا اسے کھا گیا اور آپ تو ہماری بات پر یقین نہیں کریں گے۔ خواہ ہم سچے ہی ہوں۔ اور وہ یوسف کی قمیض پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا کر لائے یعقوب علیہ السلام نے کہا (نہیں) بلکہ تم نے ایک (بری) بات کو بنا سنوار لیا ہے خیر اب صبر ہی بہتر ہے اور جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس کے متعلق اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں"۔

جب سیّدنا یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینکنے کی تیاری کی جا رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو بتا دیا کہ یہ جو کچھ تیرے ساتھ کر رہے ہیں ایک دن ایسا آئے گا یہ سب محتاج بن کر تیرے پاس آئیں گے اور تم انہیں بتاؤ گے کہ تمہارا ماضی کا کردار کیسا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یوسف علیہ السلام کی حفاظت کی کنویں کی تہہ تک جانے سے پہلے ہی سیّدنا جبریل علیہ السلام پہنچ گئے اور آپ کو بحفاظت ایک چٹان پر بٹھا دیا کنویں میں پانی کم تھا اردن کی طرف سے ایک مسافروں کا قافلہ مصر کی طرف جا رہا تھا انہوں نے اپنے راستے میں کنواں دیکھا تو پانی کیلئے وہاں ٹھہر گئے جب پانی نکالنے والوں نے ڈول لٹکایا تو سیّدنا یوسف علیہ السلام اس میں بیٹھ گئے. ڈول باہر نکالا تو اس میں پانی کی جگہ ایک خوبصورت لڑکا بیٹھا ہوا دیکھا تو قافلے والوں کے لئے خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی انہوں مصر کے بازار میں لے جا کر بیچ دیا مصر کے بادشاہ نے اسے خرید کر اپنی ملکہ کے سپرد کر دیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے سیّدنا یوسف علیہ السلام کو کنوس سے

نکال کر مصر کے شاہی محل میں پہنچنے کا اہتمام کر دیا، قرآن حکیم نے اس منظر کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ ۖ قَالَ يَا بُشْرَىٰ هَٰذَا غُلَامٌ ۚ وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ○ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ ۚ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ○ وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِن مِّصْرَ لِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَن يَنفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۚ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ○ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○ ((یوسف: ۱۹-۲۲))

پھر ایک قافلہ آیا جس نے اپنے سقے کو (پانی کی تلاش میں) بھیجا۔ اس نے اپنا ڈول لٹکایا تو بول اٹھا "خوشی کی بات ہے یہاں ایک لڑکا ہے" چنانچہ انہوں نے اسے بکاؤ مال سمجھ کر چھپالیا اور جو وہ کر رہے تھے اللہ اسے خوب جانتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے یوسف کو چند درہموں کے عوض حقیری قیمت میں بیچ ڈالا اور اس کے بارے میں انہیں زیادہ دلچسپی نہ تھی اور مصر کے جس شخص نے اسے خریدا تھا اس نے اپنی بیوی سے کہا اسے عزت سے رکھو امید ہے کہ یہ ہمیں نفع دے گا یا ہو سکتا ہے ہم اپنا بیٹا ہی بنا لیں۔ اس طرح ہم نے یوسف کو اس سرزمین میں قدم جمانے کا موقع فراہم کر دیا غرض یہ تھی کہ ہم انہیں باتوں کی تاویل سکھا دیں اور اللہ اپنا حکم (نافذ کرنے پر) غالب ہے لیکن اکثر لوگ یہ بات جانتے نہیں۔ اور جب یوسف اپنی جوانی کو پہنچ گیا تو ہم نے انہیں حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیک لوگوں کو ایسے ہی جزا دیا کرتے ہیں"۔

عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام کو مصر کے بازار سے کتنی قیمت میں خریدا۔ بعض کا کہنا ہے بیس درھم میں بعض کا کہنا ہے کہ کستوری کے بدلے بعض کہتے ہیں اتنے وزن کی ریشم دی جتنا یوسف علیہ السلام کا وزن تھا بعض کا کہنا ہے ان کے وزن کے برابر بیچنے والوں کو چاندی دی۔ بہرحال عزیز مصر خرید کر اپنے محل میں لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا دیکھ کتنا حسین وجمیل لڑکا ہے اس کا خیال رکھنا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے سیدنا یوسف علیہ السلام کیلئے شاہی محل میں رہنے کا اہتمام کر دیا:

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

جب آپ چالیس سال کے ہوئے تو آپ کو منصب نبوت پر فائز کر دیا گیا۔
قرآن اس پر شاھد ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ ((الاحقاف : ۱۵))

حتیٰ کہ جب وہ اپنی بھرپور جوانی کو پہنچ گیا اور چالیس سال کا ہو گیا"

سیدنا یوسف علیہ السلام حسن و جمال کے پیکر تھے شاہی محل میں رہائش پذیر تھے عزیز مصر کی بیوی فریفتہ ہو گئی ایک روز رغبت سے مجبور ہو کر فاخرانہ لباس زیب تن کیا محل کے دروازے بند کر لئے اور ان پر ڈورے ڈالنے لگی چونکہ آپ انبیاء کی نسل میں سے تھے تقویٰ شعار تھے۔ جب آپ کو اس ماحول میں دعوت دی گئی تو آپ نے بے ساختہ کہا میں اپنے اللہ سے ڈرتا ہوں۔ ایسا کرنا میرے لئے ممکن ہی نہیں اس سنسنی خیز منظر کو قرآن حکیم میں کچھ اس انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۭ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ○ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ○ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۠ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ○ ((یوسف : ۲۳ - ۲۹))

''اور جس عورت کے گھر میں وہ رہتے تھے اس نے یوسف کو اپنی طرف ورغلانا چاہا اس نے دروازے بند کر لئے اور کہنے لگی جلدی آجاؤ۔ یوسف نے کہا اللہ کی پناہ! میرے رب نے مجھے بہت اچھی منزلت بخشی ہے۔ ظالم لوگ یقیناً فلاح نہیں پاتے۔ چنانچہ اس عورت نے یوسف کا قصد کیا اور وہ بھی اس کا قصد کر لیتے اگر اپنے رب کی برھان نہ دیکھ لیتے اس طرح ہم نے انہیں اس برائی اور بے حیائی سے بچالیا کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے۔ پھر وہ دونوں دروازے کی طرف لپکے اور اس نے یوسف کو پیچھے سے کھینچ کر قمیص پھاڑ ڈالی انہوں نے اس کے خاوند کو دروازے کے پاس کھڑا پایا پھر کہنے لگی جو تیری بیوی سے برا ارادہ رکھتا ہو اس کا بدلہ اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ یا قید کر دیا جائے یا المناک سزا دی جائے یوسف نے کہا (بلکہ) اس عورت نے مجھے اپنی طرف ورغلانا چاہا تھا اور عورت کے خاندان کے گواہ نے (قرائن کی) شہادت دیتے ہوئے کہا اگر یوسف کی قمیص آگے سے پھٹی ہے تو عورت سچی اور یوسف جھوٹا ہے اور اگر اس کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو عورت جھوٹی ہے اور یوسف سچا ہے پھر جب عورت کے خاوند نے یوسف کی قمیص پیچھے سے پھٹی دیکھی (تو اپنی بیوی

سے) کہنے لگا یہ تو تم عورتوں کا ایک چلتر ہے اور واقعی تمہارے چلتر بڑے (خطرناک) ہیں۔ پھر یوسف سے کہا کہ اس بات کو جانے دو اور اپنی بیوی سے کہا تو اپنے گناہ کی معافی مانگ بلاشبہ تو ہی خطا کار ہے"۔

سیدنا یوسف علیہ السلام حسین وجمیل نوجوان تھے۔۔انبیاء کے خاندان سے تھے انتہائی پاکیزہ اخلاق کے خوگر تھے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان کی عصمت کے دامن پر داغ نہ آنے دیا۔ بخاری اور مسلم میں ایک حدیث منقول ہے جس میں سات افراد ایسے ہیں جنہیں قیامت کے دن عرش الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا۔

① عادل حکمران

② جو شخص تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں۔

③ وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگے وہ مسجد سے نکلتا ہے لیکن جلد مسجد میں واپس آجاتا ہے۔

④ ایسے دو شخص جو اللہ کے نام پر اکٹھے ہوں اور اس کے نام پر جدا ہوں۔

⑤ جو اللہ کی راہ میں اسطرح خفیہ انداز میں خرچ کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو پتہ ہی نہ چلے کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔

⑥ ایسا نوجوان جس کی پرورش اللہ کی عبادت میں ہوئی ہو۔

⑦ ایسا شخص جس کو حسین وجمیل اور صاحب منصب کسی خاتون نے گناہ کی دعوت دی ہو اور اس نے یہ کہہ کر ٹھکرا دی ہو کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

یہ سات خوش نصیب افراد ایسے ہیں جنہیں قیامت کے دن عرش الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا جبکہ میدان محشر میں عرش الٰہی کے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔

اس طرح سیدنا یوسف علیہ السلام بھی عرش الٰہی کے سائے تلے ہوں گے۔

عزیز مصر کی بیوی کے سیدنا یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہونے کی کہانی زباں زد عام ہوگئی تھی گھر گھر عورتیں یہی باتیں کرتیں کہ ملکہ کو کیا ہوگیا ہے وہ گھریلو ملازم کو دل دے بیٹھی ہے ایسی بھی کیا بات ہوئی اسے اپنے مقام کی طرف دیکھنا چاہیے تھا جب ملکہ کو پتہ چلا کہ میرے بارے میں یہ باتیں ہورہی ہیں تو اس نے شاہی محل میں ایک پرتکلف کھانے کی دعوت کا اہتمام کیا زنان مصر کو اس محفل میں بلایا جب وہ آکر دسترخوان پر بیٹھ گئیں انکے ہاتھوں میں چھریاں، کانٹے تھما دیئے گئے۔ اور اس دوران سیدنا یوسف علیہ السلام کو کہا گیا کہ ذرا تھوڑی دیر کیلئے ان کے سامنے آئیں وہ جب تشریف لائے۔ عورتیں دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئیں کہ ایسا حسین وجمیل چہرہ انہوں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا تھا وہ دیدار یوسف میں ایسی دم بخود ہوئیں کہ چھریوں سے بے خودی میں اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور وہ پکار اٹھیں کہ یہ تو کوئی بشر دکھائی نہیں دیتا یہ تو کوئی آسمانی مخلوق ہے۔
اس سارے سنسنی خیز منظر کو قرآن حکیم میں کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ قَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ وَ اَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَـًٔا وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّیْنًا وَّ قَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ ۝ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْهِ ؕ وَ لَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَ لَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَ لَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ ۝ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ ۚ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ ((یوسف: ۳۰-۳۴))

اور شہر کی عورتیں آپس میں چرچا کرنے لگیں کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے نوجوان غلام کو اپنی طرف ورغلانا چاہتی ہے اور اس کی محبت اس کے دل میں گھر کر چکی ہے۔ ہم تو اسے واضح طور پر گمراہی میں مبتلا دیکھ رہی ہیں۔ جب اس نے ان کی مکارانہ باتیں سنیں تو انہیں بلاوا بھیج دیا اور ان کے لئے ایک تکیہ دار مجلس ضیافت تیار کی اور ہر عورت کے سامنے ایک ایک چھری رکھ دی اور یوسف سے کہا کہ تم انکے سامنے نکل آؤ جب ان عورتوں نے انہیں دیکھا تو فائق سمجھا (پھل کاٹتے کاٹتے) اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ اور بے ساختہ بول اٹھیں کہ یہ انسان نہیں کوئی معزز فرشتہ ہے۔ کہنے لگی یہ ہے جس کے بارے میں تم نے مجھے ملامت کی تھی بیشک میں نے ہی اسے رجھانے کی کوشش کی تھی مگر وہ بچ نکلا اور اگر اب بھی اس نے میرا کہنا نہ مانا تو قید کر دیا جائے گا اور ذلیل ہو جائے گا۔ یوسف نے کہا اے میرے رب جس چیز کی طرف مجھے بلا رہی ہے اس سے تو مجھے قید ہی زیادہ پسند ہے۔ اور اگر تو نے ان کے مکر کو مجھ سے دور نہ رکھا تو میں انکی طرف جھک جاؤں گا اور جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا۔ چنانچہ اس کے رب نے انکی دعا قبول کر لی اور عورتوں کے مکر کو یوسف سے دور رکھا۔ بیشک وہ سب کچھ سننے جاننے والا ہے "۔

عزیز مصر کی بیوی نے بڑے جتن کئے۔ لیکن سیدنا یوسف علیہ السلام اس کے دام فریب میں نہیں آئے اس نے جیل کی دھمکی دی سیدنا یوسف علیہ السلام نے جیل میں جانا پسند کر لیا لیکن اپنے دامن پہ داغ نہ لگنے دیا۔ سیدنا یوسف علیہ السلام خوابوں کی تعبیر بھی جانتے تھے۔ جیل میں آپ نے قیدیوں کے سامنے توحید کی دعوت بھی پیش کی اور بعض قیدیوں کو خوابوں کی تعبیر بھی بتائی۔ قرآن حکیم میں یہ منظر کچھ اس انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○

ثُمَّ بَدَا لَهُم مِّن بَعْدِ مَا رَأَوُا الْآيَاتِ لَيَسْجُنُنَّهُ حَتَّىٰ حِينٍ ○ وَدَخَلَ

السِّجْنَ فَتَيَيْنِ ۖ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ
اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۖ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا
نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ
قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ
لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ
ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝
يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝
مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَاۗءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ
اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۭ ذٰلِكَ
الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ
اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ
رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝ ((یوسف : ۳۴ - ۴۱))

''چنانچہ اس کے رب نے یوسف کی دعا قبول کر لی۔ اور عورتوں کے مکر کو یوسف سے دور رکھا بیشک وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ پھر دلائل مل جانے کے بعد بھی انہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ یوسف کو کچھ مدت قید میں رکھا جائے یوسف کے ساتھ دو نوجوان بھی قید میں داخل ہوئے ان میں سے ایک نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ میں نے سر پر روٹیاں اٹھائی ہوئی ہیں جنہیں پرندے کھا رہے ہیں ہمیں اس کی تعبیر بتایئے ہم آپکو نیک آدمی سمجھتے ہیں یوسف نے فرمایا جو کھانا تمہیں یہاں ملا کرتا ہے اس کے آنے سے پہلے میں تمہیں ان خوابوں کی تعبیر بتاؤں گا یہ ایسا علم ہے جو میرے رب

نے مجھے سکھایا ہے میں نے ان لوگوں کا دین چھوڑ دیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کے بھی منکر ہیں۔(اس کے بجائے) میں نے اپنے آباء ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کا دین اختیار کیا ہے ہمارے لئے یہ مناسب نہیں کہ ہم کسی چیز کو اللہ کا شریک بنائیں ہم پر اور تمام انسانوں پر یہ اللہ کا فضل ہے۔لیکن اکثر اس (نعمت) کا شکر نہیں کرتے۔اے میرے قید ساتھیو (ذرا سوچو) کیا متفرق رب بہتر ہیں یا ایک ہی اللہ جو سب پر غالب ہے۔اللہ کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو وہ تو ایسے نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے رکھ لئے ہیں ان کے لیے اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اللہ کے سوا یہاں کسی کی فرماں روائی نہیں اس نے یہی حکم دیا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو۔یہی دین حق ہے لیکن اکثر لوگ یہ باتیں نہیں جانتے۔اے میرے قید کے ساتھیو تم میں سے ایک تو اپنے مالک کو شراب پلائے گا۔رہا دوسرا تو اسے سولی پر چڑھا دیا جائے گا اور پرندے اس کے سر کا گوشت نوچ نوچ کر کھائیں گے جن باتوں کی حقیقت تم پوچھ رہے تھے ان کا فیصلہ ہو چکا "۔

سیدنا یوسف علیہ السلام نے دو قیدیوں کو ان کے خواب کی تعبیر بتائی۔ان میں سے جس کو بادشاہ کا مقرب بننے کا مژدہ جانفزا سنایا تھا قید کے دوران اس سے یہ بھی کہہ بیٹھے کہ جب تم بادشاہ کو ملنا تو میری رہائی کے بارے میں اس سے بات کرنا، وہ بھول گیا آپ کئی سال تک جیل میں پڑے رہے۔بعض کہتے ہیں کہ آپ پانچ سال جیل میں رہے، بعض سات سال اور بعض نے نو سال کا عرصہ بتایا ہے۔

اس سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫ فَاَنْسٰىهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ۝ ((یوسف : ۴۲))

ان دونوں میں سے جس کے بارے میں یوسف کو یقین تھا کہ وہ رہا ہونے والا ہے کہا اپنے مالک بادشاہ سے میری بابت بھی ذکر کرنا۔ لیکن مالک کے پاس یوسف کا ذکر کرنا اسے شیطان نے بھلا دیا چنانچہ یوسف کئی سال قید میں پڑے رہے"۔

ایک دفعہ مصر کے بادشاہ کو خواب آئی کہ سات لاغر گائیں فربہ گائیوں کو کھا رہی ہیں۔ اور اسی طرح اسے خواب میں سات تروتازہ سٹے اور سات خشک سٹے دکھائی دیئے بادشاہ نے شاہی حاشیہ نشینوں سے پوچھا کہ تم میرے اس خواب کی تعبیر بتاؤ انہوں نے کہا بس یہ ایسے ہی پراگندہ خیالات ہیں۔ جو خواب کی صورت میں مصور ہو کر تمہیں دکھائی دیتے ہیں ورنہ ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ لیکن دربار میں وہ شخص بھی موجود تھا جسے جیل میں سیدنا یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر بتاتے ہوئے کہا تھا کہ تم جیل سے رہا ہو کر بادشاہ کے مقرب بن جاؤ گے۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا اس نے بادشاہ سے کہا مجھے اجازت دیں تو آپ کے اس خواب کی تعبیر معلوم کر کے آتا ہوں۔ وہ سیدھا سیدنا یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا خواب کی تفصیل بتائی تو آپ نے اسے جو تعبیر بتائی قرآن حکیم میں اس کی تفصیل کچھ اس انداز میں بیان کی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ ۖ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ ○ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ ۖ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَ ○ وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ○ يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ○ قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ ○ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ

بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ○
ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَ فِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ○
((یوسف : ۴۳ - ۴۹))

ایک دن بادشاہ نے (درباریوں سے) کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ سات موٹی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور اناج کی سات بالیں ہری ہیں اور دوسری سات سوکھی ہیں (اے اہل دربار) اگر تم خواب کی تعبیر بتا سکتے ہو تو مجھے میرے خواب کی تعبیر بتاؤ۔ وہ کہنے لگے: یہ تو پریشان خیالات ہیں اور ہم ایسے خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے۔ ان دو قیدیوں میں سے جو رہا ہوا تھا اسے مدت کے بعد یاد آیا کہنے لگا میں تمہیں اس خواب کی تعبیر بتاؤں گا۔ مجھے یوسف کے پاس بھیجو۔ (وہاں یوسف سے کہا) یوسف اے میرے سچے ساتھی ہمیں اس کی تعبیر بتایئے کہ سات موٹی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی گائیں کھائے جا رہی ہیں اور سات ہری بالیں ہیں اور دوسری سات سوکھی ہیں تاکہ میں لوگوں کے پاس واپس جاؤں اور انہیں بھی علم ہو جائے۔ یوسف نے کہا تم سات سال لگاتار کھیتی باڑی کرو گے جو کھیتی تم کاٹو اس میں کھانے کے لیے تھوڑا بہت اناج چھوڑ کر باقی اناج کو بالیوں میں ہی رہنے دینا۔ پھر اس کے بعد سات سال بہت سخت آئیں گے اور جو اناج تم نے ان سالوں کے لئے پہلے سے جمع کیا ہوگا۔ وہ کھا لیا جائے گا ماسوا تھوڑے کے جو تم بچا لو گے پھر اس کے بعد ایک سال آئے گا جس میں لوگوں کو سیرابی ہوگی اور اس سال وہ رس نچوڑ دیں گے"۔

جب خواب کی تعبیر بادشاہ کو بتائی گئی اور اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ تعبیر یوسف علیہ السلام نے بتائی ہے تو انہیں جیل سے شاہی دربار میں بلانے کے لیے سرکاری ہرکارے کو بھیجا آپ کو جب پیغام ملا تو آپ نے یہ شرط عائد کر دی کہ پہلے اس معاملے کا تصفیہ کیا جائے جس بنا پر مجھے جیل بھیجا گیا تھا۔

قرآن حکیم میں اس واقعے کی تفصیل کچھ اس انداز میں کی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ○ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدتُّنَّ يُوسُفَ عَن نَّفْسِهِ ۚ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِن سُوءٍ ۚ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ○ ذَٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ ○ وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي ۚ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

((یوسف: ۵۰-۵۳))

بادشاہ نے (تعبیر سنی تو) کہا کہ اسے میرے پاس لاؤ۔ مگر جب قاصد یوسف کے پاس پہنچا انہوں نے کہا اپنے مالک کے پاس واپس جاؤ اور پوچھو کہ ان عورتوں والا معاملہ کیسا ہے۔ جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے میرا رب تو ان کے چلتروں کو جاننے والا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کیا معاملہ تھا جب تم (عورتوں) نے یوسف کو ورغلانا چاہا تھا۔ بول اٹھیں ماشاء اللہ ہم نے ان میں کوئی برائی نہیں دیکھی۔ اس وقت عزیز (مصر) کی بیوی بول اٹھی اب تو حق بات ظاہر ہو چکی ہے میں نے ہی اسے ورغلایا تھا اور وہ سچا ہے۔ (یوسف نے کہا) تاکہ عزیز جان لے کہ میں نے درپردہ اس کی خیانت نہیں کی اور اللہ خائنوں کی چال کو (کامیابی کی) راہ نہیں دکھاتا۔ اور میں اپنے آپ کو پاک صاف نہیں کہتا کیونکہ نفس اکثر برائی پر اکساتا رہتا ہے مگر جس پر میرے رب کی رحمت ہو یقیناً میرا رب معاف کرنے والا رحم والا ہے"۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام کے مطالبے کو مان کر معاملے کی چھان بین کی گئی۔ عزیز مصر کی بیوی نے اعتراف کر لیا کہ میں نے ہی ورغلانے کی بھرپور کوشش کی تھی یوسف کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔ جب بات واضح ہوگئی کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام بے قصور ہیں تو بادشاہ نے انہیں شاہی دربار میں بلایا اپنا نمائندہ بننے کی پیشکش کی تو سیّدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا وزارت خزانہ کا قلمدان میرے لئے مناسب رہے گا اس طرح میں ملک کی بہتر خدمت سرانجام دے سکوں گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے سیّدنا یوسف علیہ السلام کے مسند اقتدار پر جلوہ افروز ہونے کے مواقع پیدا کر دیئے۔

قرآن حکیم میں اس صورت حال کو کچھ اس انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي ۖ فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ○ قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ ۖ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ ○ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ ۚ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَن نَّشَاءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ○ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ○

((یوسف: ۵۴-۵۷))

بادشاہ نے (قاصد سے) کہا کہ اسے میرے پاس لاؤ میں اسے اپنے لئے مخصوص کروں گا بادشاہ نے ان سے بات کی اور کہا کہ آج سے تم ہمارے قابل اعتماد مقرب ہو۔ یوسف علیہ السلام کہنے لگے مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دیجئے میں ان کی حفاظت کرنے والا ہوں اور (یہ کام) جانتا بھی ہوں۔ اس طرح ہم نے یوسف کو اس سرزمین میں اقتدار عطا کیا۔ وہ جہاں چاہتے رہتے۔ ہم جسے چاہیں اپنی رحمت سے نوازتے ہیں اور نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے ان کا اجر تو اس سے بہتر ہے"۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام جب سرزمین مصر کے حکمران بنے اس وقت انکی عمر تیس سال تھی آپ کے دور اقتدار میں عدل وانصاف کا بول بالا ہوا پورے ملک میں اقتصادی خوشحالی پیدا ہوگئی۔ رعایا میں خوشی کی لہر دوڑ گئی مصر کے گردونواح میں خوشحالی کا چرچا ہوگیا لوگ غلہ حاصل کرنے کیلئے مصر کا رخ کرنے لگے یہ خبر سن کر شاہ مصر غریبوں کا بڑا خیال رکھتا ہے۔ وہ بڑا سخی ہے یعقوب علیہ السلام کے بیٹے بھی مصر آئے انہیں بھی غلے سے نوازا گیا انہیں یہ کچھ معلوم نہیں تھا کہ آج جو مصر میں برسر اقتدار ہے۔ وہ ان کا وہی بھائی یوسف ہے جسے انہوں نے کنویں میں پھینکا تھا۔

اس صورت حال کا نقشہ قرآن حکیم میں کچھ اس انداز میں کھینچا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ○ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ○ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ○ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ ((یوسف: ۵۷-۶۲))

یوسف کے بھائی مصر آئے یوسف کے پاس حاضر ہوئے یوسف نے تو انہیں پہچان لیا مگر وہ انہیں نہ پہچان سکے پھر جب یوسف نے واپسی کا سامان تیار کیا تو کہنے لگے ''اب آؤ تو'' اپنے سوتیلے بھائی کو (بھی) میرے پاس لانا تم دیکھتے نہیں کہ میں ماپ پورا دیتا ہوں اور ایک اچھا مہمان نواز ہوں۔ اگر تم اسے نہ لائے تو پھر مرے پاس نہ تمہارے لئے غلہ ہے اور نہ ہی میرے پاس آنا۔ وہ کہنے لگے ہم اس کے والد کو اس پر آمادہ کریں گے اور یہ کام کر کے رہیں گے اور یوسف نے اپنے خادموں سے کہا کہ ان کی پونجی انکے سامان میں رکھ دو تا کہ جب وہ اپنے گھروں میں پہنچیں تو اسے

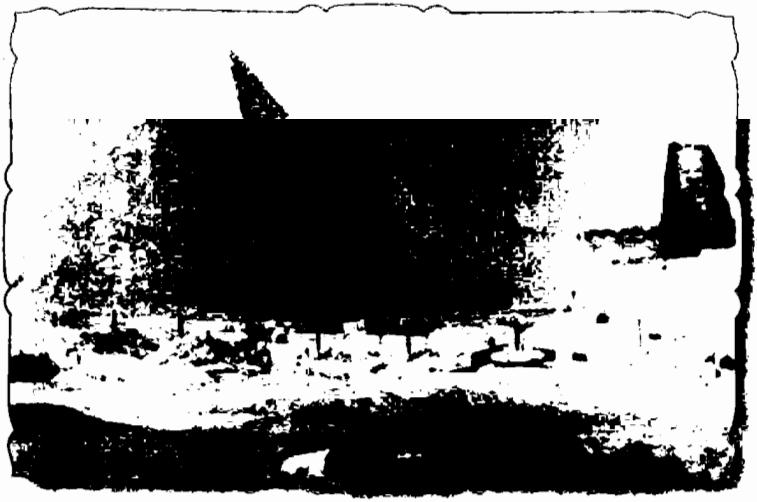

اہرام مصر فرعونوں کا شاہی قبرستان

استانبول توپ کاپی اور یوسفؑ کا عصا ہے ۔ ۔ ۔ کا پیالہ سیدنا یوسف علیہ السلام کا مزار اقدس

پہچان لیں اور شائد (اس طرح وہ) دوبارہ آئیں "۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو غلہ بھی دیا اور ان کی رقم بھی واپس کر دی البتہ یہ شرط لگائی کہ آئندہ اپنے چھوٹے بھائی کو لے کر آنا ورنہ تمہیں یہاں سے غلہ نہیں ملے گا۔ بھائی جب دوبارہ مصر گئے تو اپنے بھائی بنیامین کو اپنے ساتھ لے کر آئے سیّدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے بارے میں انکشاف نہیں کیا تھا۔ بھائی غلہ لے کر جب اپنے باپ سیّدنا یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچے اور انہیں صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے آئندہ غلہ حاصل کرنے کے لیے مصر کے بادشاہ کا مطالبہ بھی بتا دیا کہ اس نے یہ شرط لگا دی ہے کہ ہم اپنے بھائی بنیامین کو لے کر جائیں سیّدنا یعقوب علیہ السلام بادل نخواستہ اپنے چھوٹے بیٹے کو ان کے ساتھ بھیجنے کے لئے تیار ہوئے بھائیوں نے اپنے باپ کے سامنے کیا انداز اختیار کیا قرآن نے اسے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ۭ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ۭ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ○ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ○ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۭ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ۭ مَا كَانَ يُغْنِيْ

عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰهَا ۭ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ ((یوسف: ۶۸-۳۶))

پھر جب وہ اپنے باپ کے ہاں پہنچے تو کہنے لگے اے ابا جان ہمیں غلہ دینے سے انکار کر دیا گیا ہے لہٰذا ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج دیں تا کہ غلہ مل سکے اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یعقوب نے کہا کیا میں ایسے ہی تم پر اعتبار کروں جیسے اس سے قبل اس کے بھائی کے بارے میں کیا تھا اللہ ہی بہتر محافظ ہے اور وہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ پھر جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ ان کی پونجی بھی انہیں واپس کر دی گئی ہے کہنے لگے ابا جان ہمیں (اور) کیا چاہیے۔ ہماری پونجی بھی لوٹا دی گئی ہے اب ہم (پھر) اپنے گھر والوں کے لئے رسد لائیں گے۔ اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے۔ اور اونٹ بھر غلہ زیادہ لائیں گے۔ (اب) یہ غلہ لگانا تو آسان تر ہے۔ یعقوب نے کہا جب تک تم مجھے اللہ پر پختہ عہد نہ دو گے کہ تم اسے میرے پاس لاؤ گے میں اسے تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا۔ الّا یہ کہ تم گھیرے جاؤ پھر جب انہوں نے پختہ عہد دیا تو یعقوب کہنے لگے ہمارے اس قول پر اللہ ضامن ہے پھر کہنے لگے میرے بیٹو (شہر میں) ایک ہی دروازے سے نہیں بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا تاہم میں اللہ (کی مشیت) سے تمہیں ذرہ برابر بھی نہیں بچا سکتا۔ حکم تو صرف اسی کا چلتا ہے میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور جیسے بھی بھروسہ کرنا ہو اسی پر کرنا چاہیے۔ چنانچہ جیسے انکے باپ نے (شہر میں داخل) ہونے کا حکم دیا تھا ویسے وہ اس میں داخل ہوئے اسکی یہ تدبیر اللہ کی مشیت کے مقابلہ میں کچھ بھی کام نہ آئی یہ تو محض یعقوب کے دل کا ارمان تھا۔ جسے اس نے پورا کیا تھا بیشک وہ ہماری دی ہوئی تعلیم کی وجہ سے صاحب علم تھا مگر اکثر لوگ نہیں جانتے"۔

جب بھائی بنیامین کو لے آئے تو سیّدنا یوسف علیہ السلام نے اسے اپنے پاس روک لینے کا انتظام کر لیا بھائی ہاتھ ملتے رہ گئے کہ اب ہم اپنے باپ کو کیا جواب دیں گے' کون سا منہ لے کر اس کے پاس جائیں گے۔ بھائیوں نے بہت منت سماجت کی کہ بنیامین کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنے پاس روک لیں لیکن انہیں کیا معلوم تھا کہ یوسف علیہ السلام نے تو اپنے حقیقی بھائی کو اپنے پاس رکھنے کا اہتمام کیا ہے۔ سرکاری کارندوں نے ایک ایسی چال چلی کہ بھائی چور ثابت ہو گئے یہ منظر دیکھ کر انہیں اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ یہ پورا واقعہ کس طرح پیش آیا۔

قرآن حکیم میں کچھ اس انداز سے بیان کیا گیا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ○ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ○ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ○ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ○ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ○ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ○ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ○ قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ○ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ○ ((یوسف : ۶۹ - ۷۹))

جب یہ لوگ یوسف کے پاس آئے تو یوسف نے اپنے بھائی کو اپنے ہاں جگہ دی اور اسے بتادیا کہ میں ہی تیرا بھائی (یوسف) ہوں۔ تم اب ان باتوں کا غم نہ کرو جو یہ کرتے رہے ہیں۔ پھر جب یوسف نے ان کا سامان تیار کیا تو اپنے بھائی کے سامان میں اپنے پانی پینے کا پیالہ رکھ دیا (جب یہ شہر سے نکلے تو) ایک پکارنے والے نے پکارا کہ اے قافلہ تم چور ہو۔ انہوں نے پکارنے والے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا تمہاری کیا چیز کھوئی ہے وہ بولے بادشاہ کا پیالہ ہمیں نہیں مل رہا جو شخص وہ لا کر دے گا اسے ایک اونٹ بھر کر غلہ انعام ملے گا۔ اور میں اس کا ضامن ہوں۔ وہ کہنے لگے اللہ کی قسم تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ ہم اس ملک میں فساد کرنے نہیں آئے اور نہ ہی ہم چور ہیں وہ بولے اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے تو اس چور کی کیا سزا ہوگی؟ برادران یوسف کہنے لگے جس کے سامان میں وہ پایا جائے وہی اس کا بدلہ ہے۔ ہم (اپنے ہاں) ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔ پھر اس نے یوسف کے بھائی کے سامان سے پہلے دوسرے بھائیوں کے سامان کی تلاشی شروع کی پھر پیالہ اس کے سامان سے برآمد کر لیا۔ پھر اس طرح ہم نے یوسف کے لئے تدبیر کی یوسف مصر کے قانون کے مطابق اپنے بھائی کو اپنے ہاں رکھ نہیں سکتے تھے الا یہ کہ ہم جس کے چاہیں درجات بلند کر دیتے ہیں۔ اور ہر صاحب علم سے بالاتر ایک علیم ذات ہے۔ اخوان یوسف کہنے لگے اگر اس نے چوری کی ہے تو اس سے بیشتر اس کا بھائی (یوسف) بھی چوری کر چکا ہے یوسف نے (الزام) کو اپنے دل میں چھپائے رکھا اور ان پہ کچھ ظاہر نہ کیا اور (زیر لب) کہنے لگے تم بہت ہی برے لوگ ہو جو کچھ تم بیان کر رہے

ہو اللہ اسے جانتا ہے۔ وہ کہنے لگے حضور والا اس کا باپ بہت بوڑھا ہو چکا ہے لہٰذا اس کے بجائے ہم میں سے کوئی ایک اپنے پاس رکھ لیں ہم آپ کو بہت احسان کرنے والا پاتے ہیں۔ یوسف نے کہا اس بات سے اللہ کی پناہ ہم تو اسے ہی پکڑیں گے جس کے ہاں ہم نے اپنا (گمشدہ) سامان پایا ہے (اگر ہم ایسا کریں) تب تو ہم ظالم ٹھہرے"۔

بنیامین کو جب سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے پاس روک لیا بظاہر صورت تو گرفتاری کی تھی لیکن سیدنا یوسف علیہ السلام نے اسے بتا دیا کہ میں تیرا حقیقی بھائی ہوں۔ یہ مجھے کنویں میں پھینک گئے تھے اللہ نے مجھے تخت مصر پر بٹھا دیا ان کو کوئی پتہ نہیں کہ میں کون ہوں؟ میں نے تمہیں اپنے پاس رکھنے کا یہ طریقہ اپنایا ہے آپ گھبرائیں نہیں ادھر سارے بھائی اس نئی صورت حال سے بڑے پریشان تھے ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑے ہوئے تھے۔ کہ اب کیا ہوگا باپ کو کس طرح مطمئن کریں گے۔ بڑے بھائی نے کہا میں تو نہیں جاؤں گا تم جاؤ اور ابا جان کو جا کر بتاؤ ہمیں کیا پتہ تھا کہ تمہارا یہ چہیتا شاہی محل میں چوری کا ارتکاب کرے گا۔ اس نے چوری کی حکومت نے اسے گرفتار کر لیا ہم وہاں کسی کو منہ دکھلانے کے قابل نہ رہے۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام یہ ماجرا سن کر اور زیادہ پریشان ہوئے۔ لیکن پیغمبرانہ بصیرت کی بنا پر انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ یہ امتحان ہے اللہ میرے دونوں بیٹوں کو ضرور مجھ سے ملائے گا۔ اب صبر کے علاوہ کوئی چارہ نہیں اس ساری صورت حال کو قرآن مجید نے کچھ اس انداز سے بیان کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ۭ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ○ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا

يَآبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ○ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۚ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۚ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۚ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ○ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ○ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۚ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ○ ((یوسف:۸۰-۸۷))

پھر جب وہ یوسف سے مایوس ہو گئے تو علیحدہ ہو کر مشورہ کرنے لگے بڑے بھائی نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ نے اللہ کے نام پر تم سے پختہ عہد لیا ہوا ہے۔ نیز تم اس سے قبل یوسف کے معاملہ میں بھی زیادتی کر چکے ہو۔ اب میں تو یہاں سے کبھی نہ جاؤں گا حتیٰ کہ میرا باپ مجھے حکم دے یا اللہ میرے لئے فیصلہ کر دے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ تم اپنے باپ کے پاس جا کر کہو ابا جان بلاشبہ آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے ہم نے وہی گواہی دی جو ہم جانتے تھے اور ہم پوشیدہ چیزوں کے محافظ نہیں ہیں۔ آپ ان بستی والوں سے پوچھ لیجئے جہاں ہم رہے اور اس قافلہ سے بھی جن کے ساتھ ہم آئے اور ہم یقیناً سچے ہیں۔ یعقوب نے جواب دیا (بات نہیں ہے) بلکہ تم نے ایک بات بنا کر اسے بنا سنوار کر پیش کر دیا ہے۔ لہٰذا صبر ہی بہتر ہو سکتا ہے کہ اللہ ان سب کو میرے پاس لے آئے۔ بلاشبہ وہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔ یعقوب نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے ہائے یوسف

ان کی آنکھیں غم سے بے نور ہو گئیں تھیں اور وہ غم سے بھرے ہوئے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر بھائی کہنے لگے اللہ کی قسم آپ تو یوسف کو ہی یاد کرتے رہیں گے حتی کہ خود کو غم میں گھلا دیں یا ہلاک ہو جائیں۔ یعقوب علیہ السلام نے جواب دیا اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ کے سوا کسی سے نہیں کرتا۔ اور اللہ سے میں کچھ ایسی چیزیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اے میرے بیٹو جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کی سر توڑ کوشش کرو۔ اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا کیونکہ اللہ کی رحمت سے مایوس تو کافر لوگ ہی ہوا کرتے ہیں"۔

سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو غلہ لانے کے لئے پھر مصر بھیجا یہ گئے سیدنا یوسف علیہ السلام سے ملے اپنی بیتا سنائی غلے کا مطالبہ کیا معافی کے خواستگار سیدنا یوسف علیہ السلام بھائیوں کو اس حالت میں دیکھ کر افسردہ ہوئے اور ان سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ تم نے یوسف کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ جب راز سے پردہ اٹھایا تو وہ پہچان گئے کہ اس واقعے کا تو کسی کو علم نہیں ہے۔ پوچھا کیا تم یوسف ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بنیامین ہے۔ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کیا احسان کیا ہے تم تو مجھے کنویں میں پھینک کر مجھے مار بیٹھے تھے لیکن میرے اللہ نے آج مجھے پورے ملک مصر کا حکمران بنا دیا ہے۔ بھائی یہ سن کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ بھائیوں نے معافی چاہی آپ نے فرمایا میں تمہیں کچھ نہیں کہتا تم میری یہ قمیص لے جاؤ ابا جان کو یہ دے دینا۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ روتے روتے ان کی بینائی ختم ہو گئی ہے میری یہ قمیص چہرے پر رکھیں گے تو ان کی بینائی واپس آ جائے گی۔ اس سارے واقعے کو قرآن حکیم میں کچھ اس انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۝ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ

جٰهِلُوْنَ ○ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ○ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰي وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ ((یوسف : ۸۸ - ۹۳))

پھر جب وہ (انکی تلاش میں) یوسف کے پاس آئے اور کہنے لگے حضور والا ہم اور ہمارے گھر والے سخت تکلیف میں ہیں۔ اور حقیر سی پونجی لائے ہیں آپ ہم پر صدقہ کرتے ہوئے ہمیں غلہ پورا دے دیں اللہ صدقہ کرنے والوں کو یقیناً جزا دیتا ہے یوسف نے ان سے پوچھا معلوم ہے تم نے یوسف اور اسکے بھائی کے ساتھ کیا کچھ کیا تھا جبکہ تم نادان تھے۔ وہ (چونک کر) بول اٹھے: کیا تم یوسف ہو؟ یوسف نے کہا ہاں میں ہی یوسف ہوں۔ اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے ہم پر بڑا احسان فرمایا۔ کیونکہ جو اس سے ڈرتا اور صبر کرتا ہے تو اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ وہ کہنے لگے اللہ کی قسم اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت بخشی ہے اور ہم ہی خطا کار تھے۔ یوسف نے کہا آج تم پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔ اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ یہ میری قمیض لے جاؤ اور اسے میرے والد کے چہرے پر ڈال دینا اس سے وہ دیکھنے لگیں گے۔ اور انہیں لے کر تم سب اہل وعیال سمیت میرے یہاں آنا "۔

بھائیوں کا قافلہ جب مصر سے سیدنا یوسف علیہ السلام کی قمیص لے کر چلا تو سیدنا یعقوب علیہ السلام نے کہنا شروع کر دیا کہ مجھے میرے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے گھر والوں نے کہا آپ کیسی باتیں

کررہے ہیں یا شاید بڑھاپے کی وجہ سے ایسا ہورہا ہے۔آپ نے کہا میں تمہیں سچ کہہ رہا ہوں پھر ویسے ہی ہوا جس طرح سیّدنا یعقوب علیہ السلام کہہ رہے تھے۔

قافلہ واپس پہنچا قمیص چہرے پر رکھی تو بینائی لوٹ آئی بھائیوں نے باپ سے معافی مانگی۔

قرآن حکیم میں یہ واقع کچھ اس انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ○ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ○ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ○ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۚ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ ((یوسف : ۹۴ - ۹۸))

جب یہ قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا تو انکے باپ نے کہا اگر تم مجھے یہ نہ کہو کہ بوڑھا سٹھیا گیا ہے (تو درحقیقت) میں یوسف کی بو محسوس کررہا ہوں۔وہ کہنے لگے اللہ کی قسم آپ تو اسی پرانے خبط میں پڑے ہیں۔پھر جب خوش خبری لانے والا آگیا اور اس نے قمیص یعقوب کے چہرے پہ ڈالی تو وہ فوراً بینا ہوگئے اور کہنے لگے میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں اللہ سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔وہ کہنے لگے ابا جان ہمارے لئے ہمارے گناہ کی معافی مانگیے ہم واقعی خطا کار تھے (یعقوب نے) کہا میں عنقریب اپنے رب سے تمہارے لئے معافی مانگوں گا وہ یقیناً معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے "۔

پھر بھائی اپنے ماں باپ کو ساتھ لے کر کنعان سے مصر روانہ ہوئے شاہی محل میں پہنچے یوسف علیہ السلام شاہی تخت پر براجمان تھے سب ان کے سامنے سجدہ ریز ہوئے۔اس کیفیت کو

قرآن مجید نے اس طرح بیان کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۝ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۖ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۖ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۚ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ۚ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝

((یوسف :۹۹۔۱۰۱))

پھر جب یہ لوگ یوسف کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس بٹھایا اور کہا شہر میں چلو۔ انشاء اللہ امن وچین سے رہو گے اور یوسف نے اپنے والدین کو اٹھا کر (اپنے) تخت پر بٹھا دیا۔ اور اس کے بھائی یوسف کے آگے سجدہ میں گر گئے۔ یوسف نے کہا ابا جان یہ ہے میرے اس خواب کی تعبیر جو میں نے پہلے دیکھی تھی۔ اللہ نے اسے حقیقت بنا دیا اس نے اس وقت بھی مجھ پر احسان کیا جب مجھے قید سے نکالا اور اس وقت بھی جبکہ آپ سب کو دیہات سے میرے یہاں لایا۔ حالانکہ شیطان میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فتنہ کھڑا کر چکا تھا۔ بلاشبہ میرا رب غیر محسوس تدبیروں سے اپنے مشیت پوری کرتا ہے۔ کیونکہ وہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اے میرے رب تو نے مجھے حکومت بھی عطا کی اور خوابوں کی تعبیر بھی سکھائی۔ تو ہی ارض وسماوات کو پیدا کرنے والا ہے اور تو ہی دنیا وآخرت میں میرا سرپرست ہے اسلام پر میرا خاتمہ کر اور مجھے نیک لوگوں میں شامل کر "۔

اس طرح کہانی اپنے اختتام کو پہنچی سیّدنا یعقوب علیہ السلام ان کی اہلیہ سارے بیٹے پھر مصر میں ہی آباد ہو گئے۔ اہل مصر اپنے محبوب حکمران سیّدنا یوسف علیہ السلام کی نسبت پورے خاندان کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

قرآن مجید میں سیّدنا یوسف علیہ السلام کی داستان ترتیب کے ساتھ ایک ہی سورت میں بیان کی گئی ہے۔ ورنہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے حالات مختلف سورتوں میں بیان کیے گئے ہیں۔ سیّدنا یوسف علیہ السلام کی پوری داستان پر اگر غور وخوض کیا جائے تو اس میں بہت سے سبق ملتے ہیں اس داستان کا ہر پہلو بڑا ہی سنسنی خیز ہے۔ ایک واقعہ سن کر تجسس پیدا ہوتا ہے کہ آگے معلوم کیا جائے کہ پھر کیا ہوا۔ اسی طرح کہانی آگے بڑھتی جاتی ہے۔ پڑھنے والا ہر واقعے پر حیران وششدر رہ جاتا ہے۔ اور کہانی کے اختتام پر اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ واقعی اس دنیا میں وہی کچھ ہوتا ہے جو اللہ کو منظور ہو۔ وہی قادر مطلق ہے وہ چاہے تو کنویں سے نکال کر تخت شاہی پر بٹھا دے وہ چاہے تو اپنے نبی کو سالہا سال تک اپنے بیٹے کی خبر ہی نہ ہونے دے۔ وہ چاہے تو پیغمبر زادوں کو خاک چھاننے پر مجبور کر دے۔ اس کائنات میں صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہی سکہ چلتا ہے۔ وہی قادر مطلق ہے۔ اس کائنات میں اسی کی حقیقی حکمرانی ہے۔

ابن جریر کی روایت کے مطابق مبارک بن فضالہ حسن سے روایت کرتے ہیں کہ سیّدنا یوسف علیہ السلام کو سترہ سال کی عمر میں کنویں میں پھینکا گیا: وہ اپنے باپ سیّدنا یعقوب علیہ السلام سے پورے اسی سال جدا رہے ماں باپ سے ملاقات کے بعد تیئیس (۲۳) سال زندہ رہے ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی وفات بھی مصر میں ہوئی لیکن انہیں فلسطین میں ان کے باپ دادا کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ سیّدنا یوسف علیہ السلام نے حکومتی سطح پر اس کا اہتمام کیا۔ اور اپنے باپ کو دفن کرنے کیلئے خود بھی فلسطین تشریف لے گئے۔ اس موقع پر مصر کے اکابرین اور شیوخ بھی ان کے ہمراہ تھے انہیں اس جگہ پر دفن کیا گیا جو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے

عقرون سے اسی مقصد کے لیے خریدی تھی اور وہاں پہلے سے ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام اور سارہ علیہا السلام آسودہ خاک تھے۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ مسند امام احمد	۳۳۲/۲
۲۔ ترمذی	۳۱۱۶
۳۔ مجمع الزوائد	۱۹۵/۸
۴۔ بخاری	۳۳۷۴
۵۔ مسلم، فضائل	۱۶۸
۶۔ الدر المنثور	۴/۴
۷۔ تفسیر ابن کثیر	۲۹۸/۴
۸۔ مسند امام احمد	۲۸۶/۳
۹۔ تفسیر الطبری	۶۵/۱۳

قرآنی آیات

۱۔ مکمل سورہ یوسف	۱۔۱۱۱
۲۔ سورہ انعام	۸۴
۳۔ سورہ مؤمن	۳۴

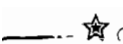

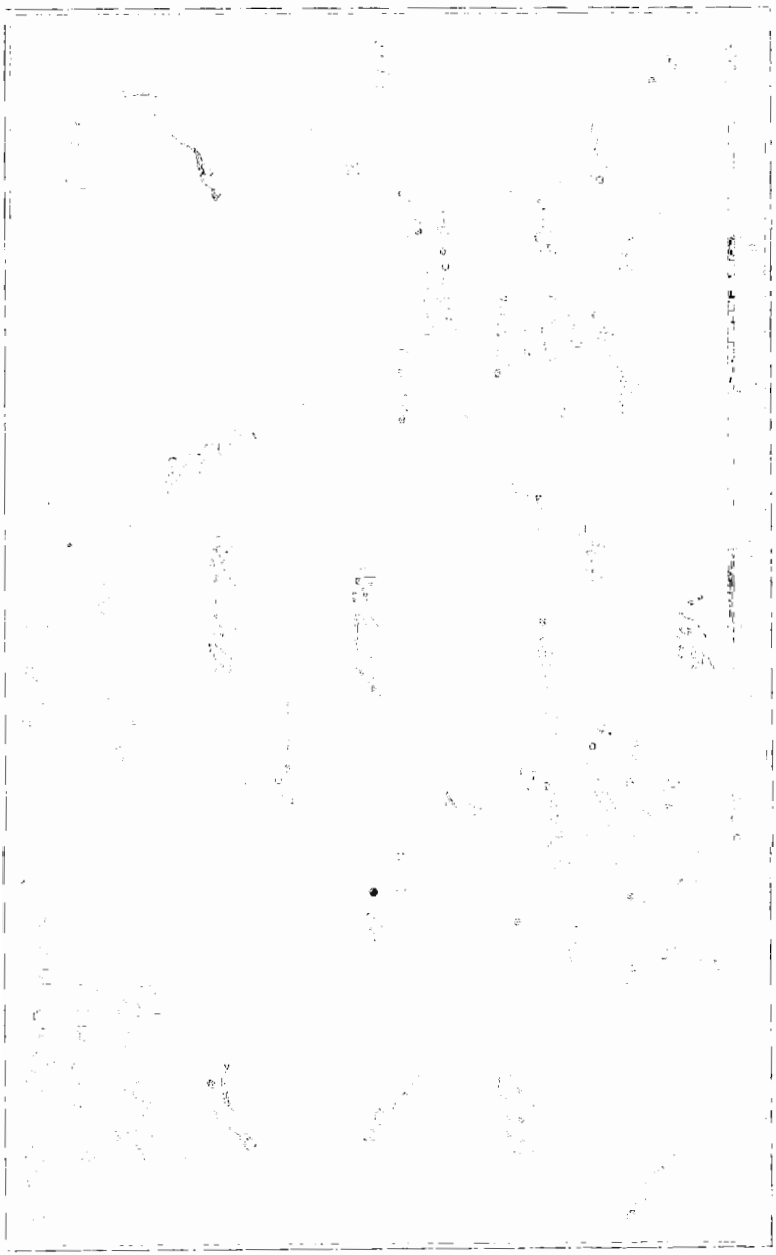

سیدنا ایوب علیہ السلام

سیّدنا ایوب علیہ السلام سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے تھے جیسا کہ قرآن حکیم میں مذکور ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ

((الانعام: ۸۴))

اور اس کی اولاد سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ھارون ہوئے۔

سیّدنا ایوب علیہ السلام ان نبیوں میں سے ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوتی رہی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ثابت ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ كَمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ ((النساء: ۱۶۳))

اور ہم نے تیری طرف وحی کی جس طرح اس کے بعد آنے والے نبیوں پر وحی کی اور ہم نے وحی کی ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، اولاد عیسیٰ اور ایوب پر۔

سیدنا ایوب علیہ السلام کی بیوی کا نام لیا تھا یہ سیدنا یعقوب علیہ السلام کی پوتی تھی۔

سیدنا ایوب علیہ السلام بڑے مالدار اور کثیر الاولاد تھے۔ مال، مویشی، غلام اور وسیع اراضی کے مالک تھے۔ ابن عساکر بیان کرتے ہیں سرزمین کی ساری زمین ان کی ملکیت تھی۔ ستر سال کی عمر کو پہنچے تو آزمائش آگئی، خطرناک بیماری لاحق ہوگئی دل اور زبان کے علاوہ جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ بچا جو بیماری کی لپیٹ میں نہ آیا ہو۔ مال مویشی اور اولاد سب ختم ہوگئے صرف ایک بیوی باقی رہ گئی۔ وہ ہر وقت آپ کی خدمت میں مصروف رہتی۔ مفلسی کی حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ لوگوں کے گھروں کا کام کاج کر کے اپنے اور ایوب علیہ السلام کے لئے کھانے کا اہتمام کرتی کھانا حاصل کرنے کے لیے اسے اپنے سر کے بال بھی بیچنے پڑے۔ ایک دفعہ شیطان طبیب کا روپ دھار کر آیا اس نے سیدنا ایوب علیہ السلام کی وفادار بیوی سے علاج کیلئے صرف یہ شرط عائد کی جب یہ شفایاب ہو جائیں تو صرف میرا شکریہ ادا کر دیں اور شکر ادا کرنے کی صورت یہ ہوگی کہ وہ میرے سامنے آ کر بس اتنا کہہ دیں کہ آپ نے مجھے شفا دی میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ بس یہی میرا معاوضہ ہوگا بیوی نے وعدہ کر لیا لیکن جب سیدنا ایوب علیہ السلام کو یہ بات بتائی تو وہ اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ بصیرت سے پہچان گئے کہ وہ تو شیطان تھا جس نے بیوی سے شرکیہ کلمات کہلانے کا وعدہ لے لیا آپ نے اس موقع پر غضب ناک ہو کر فرمایا میں جب ٹھیک ہو گیا تو تجھے اس جرم کی پاداش میں سو کوڑے لگاؤں گا۔ بیماری کا دورانیہ تقریباً اٹھارہ سال تک محیط رہا۔ پورا جسم زخموں سے بھر گیا زخموں میں پیپ بھر گئی جسم سے بو آنے لگی دوست واحباب، رشتہ دار اور بستی والے آپ کے قریب نہ آتے، وفادار بیوی لوگوں کا رویہ دیکھ کر اپنے ایوب کو اٹھا کر بستی سے باہر لے گئی۔ اسی کٹھن بیماری میں بھی صبر وشکر کا دامن تھامے رکھا۔ حدیث میں آتا ہے کہ جتنی بڑی شخصیت ہو اس کی آزمائش بھی اتنی ہی بڑی اور مشکل ہوتی ہے۔ آپکے بارے میں قریبی رشتہ

داروں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ پتہ نہیں اس سے کتنا بڑا گھناؤنا جرم سرزد ہوا ہے جس کی پاداش میں یہ پکڑ آئی ہے یہ بیماری اور تنگی جانے کا نام ہی نہیں لیتی۔ ایک روز بیوی نے بھی کہہ دیا کہ آپ اللہ سے دعا کیوں نہیں کرتے کہ ہمیں اس صورت حال سے نجات عطا کر دے آپ نے بیوی کی زبان سے یہ سن کر کہا کہ میں نے اپنی عمر کے ستر سال صحت و تندرستی میں گذارے ہیں اتنا عرصہ تو مجھے بیماری میں برداشت کرنا چاہیے۔ اٹھارہ سال بیت جانے کے بعد زبان پر صرف یہ الفاظ آئے۔

رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۚ ((ص : ۴۱))

اے میرے رب مجھے تکلیف نے آلیا ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے"۔

پھر اللہ تعالیٰ نے دعا کو قبول کیا بیماری ختم ہوگئی اولاد کو زندہ کر دیا گیا مال و دولت سے پھر نواز دیا گیا بلکہ مال و دولت اور اولاد کو دوگنا کر دیا گیا۔ سیدنا ایوب علیہ السلام قرآن و حدیث کی روشنی میں تفصیلی حالات ملاحظہ فرمائیں۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ کے نبی ایوب علیہ السلام اٹھارہ سال مصیبت میں مبتلا رہے قریب و بعید رشتہ داروں نے اسے چھوڑ دیا صرف دو بھائی خاص ایسے تھے جو اس کے پاس آتے جاتے تھے ایک دن دونوں ملنے آئے تو ایک بھائی نے دوسرے سے کہا۔ اللہ کی قسم ایوب سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہوا جو اس جہاں میں کسی سے بھی نہ ہوا ہوگا اسی کی تو یہ سزا مل رہی ہے۔ دوسرے نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا اٹھارہ سال ہوگئے رب تعالیٰ کی اس پر نظر کرم ہی نہیں ہو رہی، رب کی رحمت اس سے روٹھ گئی ہے بیماری اور مصیبت جان نہیں چھوڑ رہی دونوں میں سے ایک نے یہ بات سیدنا ایوب علیہ السلام سے کہہ دی۔ آپ نے اس کی بات سن کر فرمایا مجھے تو کوئی ایسا جرم یاد نہیں جس کا میں نے ارتکاب کیا ہو میں نے تو اس

قدر محتاط زندگی بسر کی ہے کہ اگر کبھی راہ چلتے ہوئے دو جھگڑنے والوں کو دیکھا کہ وہ اپنے تنازع کے دوران اللہ کی قسم کھا رہے ہیں تو میں ان کی طرف سے کفارہ ادا کر دیا کرتا کہ یہ کہیں اپنی قسم میں جھوٹے نہ ہوں۔ (بحوالہ قصص الانبیاء ابن کثیر)

صحیح حدیث میں مذکور ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الانبیآءُ ثُمَّ الصَّالِحُوْنَ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ (بحوالہ کنز العمال:۳۲۵۳)

لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش انبیاء علیہما السلام پر آتی ہے پھر صالحین پر پھر درجہ بدرجہ آزمائے جاتے ہیں۔

ترمذی اور مستدرک حاکم میں یہ الفاظ مذکور ہیں۔

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

يُبْتَلَى الرَّجُلُ بِحَسْبِ دِيْنِهٖ فَإِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهٖ صَلَابَةٌ زِيْدَ فِيْ بَلَائِهٖ (بحوالہ ترمذی :۲۳۹۸، مستدرک حاکم :۱/۴۱)

آدمی کو اس کے دین کے اعتبار سے آزمایا جاتا ہے۔ اگر دین مضبوط ہو تو آزمائش میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

اتنی بڑی آزمائش میں سیّدنا ایوب علیہ السلام نے صبر کا دامن تھامے رکھا یہاں تک صبر ایوب انسانی معاشرے میں ایک مثال بن گیا۔ مفسر قرآن حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اتنی خطرناک جلدی بیماری سب سے پہلے سیّدنا ایوب علیہ السلام کو ہی لاحق ہوئی لوگوں کو یہ تو پتہ تھا کہ سیّدنا ایوب علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں اور اس کی بیوی وفادار ہے اور خاوند کی خدمت گزاری کو اس نے اپنا شعار بنایا ہوا ہے۔ لوگوں نے اس سے کنارہ کشی اس لئے اختیار کی تھی کہ کہیں وہ بھی اس خطرناک بیماری کی لپیٹ میں نہ آجائیں اس لئے اس نیک خاتون کو بھی کام خود سرانجام دینے پڑتے۔

اٹھارہ سال بیت جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیماری سے شفا عطا کر دی۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے کہ جب شفایاب ہوئے تو پہلے سے زیادہ حسین وجمیل ہو گئے زیب تن کرنے کے لئے جنت سے چوغہ اتارا گیا اسے پہنا اور ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ بیوی نے آ کر دیکھا تو وہ پہچان نہ سکی بلکہ اس نے آپ ہی سے پوچھا اللہ کے بندے یہاں میں اپنے ایوب کو چھوڑ کر گئی تھی وہ کہاں ہے اس کا کوئی پتہ ہے؟ کہیں کوئی بھیڑیا تو اسے اٹھا کر نہیں لے گیا آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا میں ہی ایوب ہوں اللہ نے مجھے شفا عطا کر دی ہے یہ صورت حال دیکھ کر وہ انگشت بدنداں رہ گئی۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کے نرالے رنگ ہیں۔ سورہ ص میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا ایوب علیہ السلام کی شفا کے واقعے کو کچھ اس انداز سے بیان کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۝ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝

((ص: ۴۱-۴۴))

اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کیجئے جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھے سخت تکلیف اور عذاب میں ڈال دیا ہے (ہم نے کہا) اپنا پاؤں مارو۔ یہ ہے ٹھنڈا پانی نہانے اور پینے کیلئے اور ہم نے انہیں ان کے اہل وعیال عطا کیے اور اپنی مہربانی سے ان کے ساتھ اتنے اور دیئے اور یہ اہل عقل کے لئے نصیحت ہے اور (ہم نے کہا) اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا لے، اس سے مار لو اور قسم نہ توڑو ہم نے ایوب کو صابر پایا بہترین بندے جو ہر وقت رجوع کرنے والے تھے"۔

سورہ الانبیاء میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا ایوب علیہ السلام کی دعا کا تذکرہ کچھ اس انداز سے کیا ہے۔

وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۚ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ ۫ وَاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ۝ ((الانبیاء: ۸۴-۸۳))

اور یہی نعمت ایوب کو بھی دی تھی جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ چنانچہ ہم نے ان کی دعا قبول کی جو بیماری تھی اسے دور کر دیا اور انہیں ہم نے اس کے اہل وعیال ہی نہ دیئے بلکہ ان کے ساتھ اتنے ہی اور دیئے اور یہ ہماری طرف سے رحمت تھی اور یہ عبادت گزاروں کے لئے سبق ہے"۔

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم بَیْنَمَا أَیُّوْبُ یَغْتَسِلُ عُرْیَانًا خَرَّ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ ، فَجَعَلَ أَیُّوْبُ یَحْتَثِیْ فِیْ ثَوْبِهٖ فَنَادَاه رَبُّهٗ عَزَّوَجَلَّ یَا أَیُّوْبُ أَلَمْ أَكُنْ أُغْنِیْكَ عَمَّا تَرٰی؟ قَالَ بَلٰی یَارَبِّ وَلٰكِنْ لَا غِنٰی لِیْ عَنْ بَرَكَتِكَ (رواہ البخاری : ۳۳۹۱)

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایوب علیہ السلام برہنہ نہا رہے تھے سونے کی ٹڈی کی ٹانگ اوپر سے گری ایوب علیہ السلام اسے اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے اس کے رب تعالیٰ نے آواز دی کیا میں نے تجھے غنی نہیں کر دیا تم اسے کس تناظر سے دیکھتے ہو۔ عرض کی کیوں نہیں میرے رب میں اس کا اعتراف کرتا ہوں لیکن تیری برکت سے بھلا کون بے نیاز ہو سکتا ہے۔

سیدنا ایوب علیہ السلام نے بیماری کی حالت میں غضبناک ہو کر اپنی وفا شعار بیوی کو سو کوڑے مارنے کی قسم کھائی تھی جب آپ شفایاب ہو گئے تو پریشان ہوئے کہ اب کیا کیا جائے اتنی وفادار بیوی کو اتنی بڑی کڑی سزا دینے کی قسم کھا بیٹھا ہوں اب اسے کس طرح پورا کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں یہ حکم نازل کیا! ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ ((ص: ۴۴))

اور لیں اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا اور اس سے مار دے اور اپنی قسم نہ توڑیئے بے شک ہم نے اسے صبر کرنے والا پایا، بہت ہی عمدہ بندہ یقیناً وہ اپنے رب کی طرف بہت ہی رجوع کرنے والا تھا"۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی حفاظت بڑے ہی نرالے انداز میں کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سو تنکوں کو اکٹھا کر کے ایک ہی دفعہ مارنے کا حکم نازل فرما کر اپنے برگزیدہ پیغمبر کو بھی اپنی قسم پورا کرنے کا اہتمام کر دیا اور نیک خاتون سیدنا ایوب علیہ السلام کی وفا شعار بیوی کو بھی سخت سزا سے بچا لیا۔ سیدنا ایوب علیہ السلام نے ترانوے سال کی عمر پائی بعض کا خیال ہے انہوں نے ترانوے سال سے زیادہ عمر پائی۔

امام بخاری نے کتاب الانبیاء میں انبیاء علیہم السلام کی جو ترتیب بیان کی ہے اس میں سیدنا ایوب علیہ السلام کا تذکرہ سیدنا یوسف علیہ السلام کے بعد اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کیا ہے۔

سیدنا ایوب علیہ السلام کا مثالی صبر ہر اس مسلمان کیلئے ایک بہترین نمونہ ہے جو زندگی کے کسی موڑ پر مصیبت کا شکار ہو جائے وہ صبر تحمل سے کام لے اور کبھی یہ نہ بھولے کہ اس مصیبت سے چھٹکارا اسی وقت ہو گا جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا۔ اس کے علاوہ مصیبت سے گلو خلاصی کی کوئی اور صورت نہیں اور بیماری بھی اسی وقت جان چھوڑے گی جب اسے منظور ہو گا۔ جب بھی مانگے اور

جو بھی مانگے صرف اسی سے مانگے وہی اپنے بندوں کا مشکل کشا اور حاجت روا ہے وہی بگڑی بنانے والا ہے وہی بیماروں کو شفا دینے والا ہے اس کائنات میں وہی کچھ ہوتا ہے جو اسے منظور ہوتا ہے۔

سیدنا ایوب علیہ السلام کے حالات زندگی معلوم کرنے کیلئے درج ذیل کتابوں اور قرآنی آیات کا مطالعہ کریں۔

۱۔ کنز العمال	۳۲۵۳ ۔ ۶۷۸۳
۲۔ ترمذی	۲۳۹۸
۳۔ مستدرک حاکم	۴۱/۱
۴۔ مستدرک حاکم	۵۸۱/۲
۵۔ صحیح ابن حبان	۲۸۸۷
۶۔ مسند امام	۲۴۳/۲
۷۔ البخاری	۳۳۹۱

قرآنی آیات

۱۔ سورہ الانبیاء	۸۳ ، ۸۴
۲۔ سورہ ص	۴۱ ، ۴۴

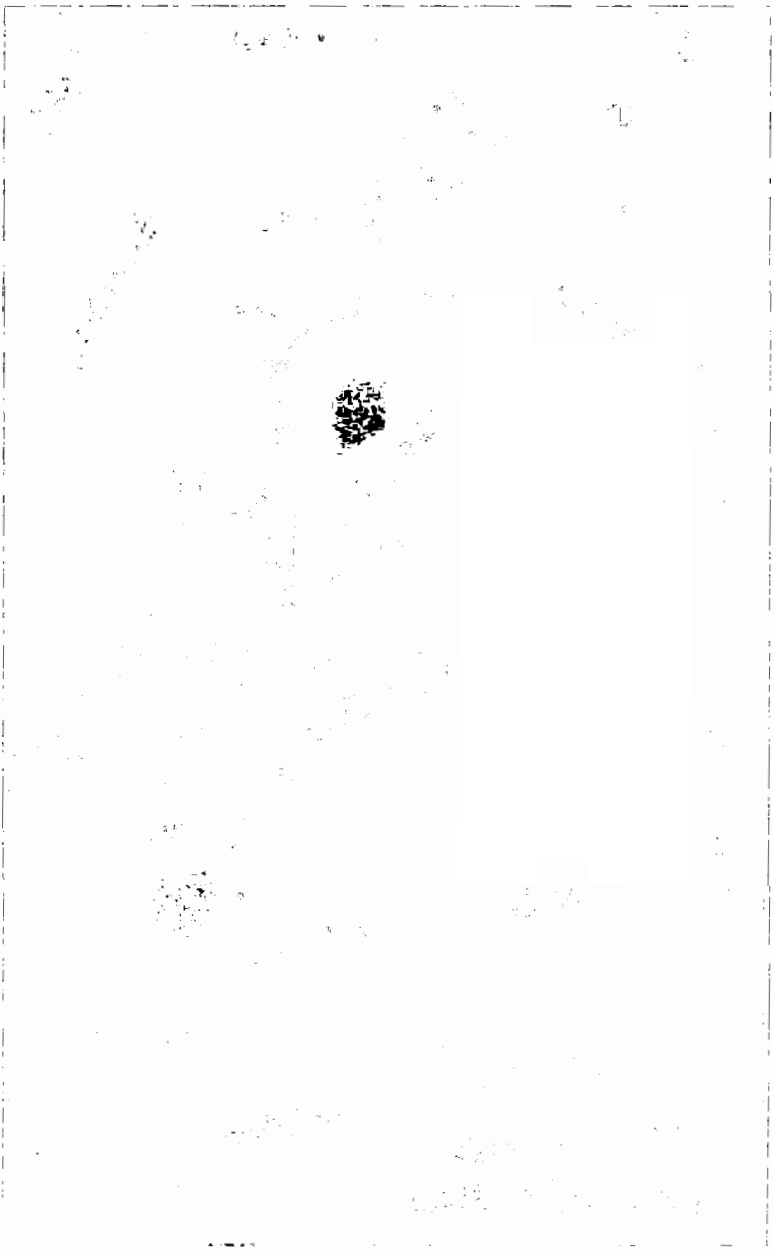

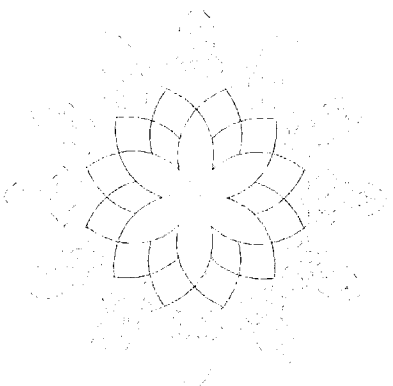

سیّدنا ذوالکفل علیہ السلام

سیّدنا ذوالکفل علیہ السلام سیّدنا ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے انہیں اللہ تعالیٰ نے تل ابیب کے باشندوں کی اصلاح کے لئے نبی بنا کر بھیجا۔ ذوالکفل نصیب والے کو کہتے ہیں ان کا اصل نام بِشْر بن ایوب تھا۔ یہ تل ابیب کے ساتھ ساتھ بیت المقدس کے باشندوں کو بھی توحید کی دعوت دیتے رہے۔ دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح انہیں قوم نے طرح طرح کی تکالیف دیں لیکن انہوں نے صبر و تحمل سے تکالیف و مصائب کو برداشت کیا۔

قرآن حکیم کے دو مقامات پر ان کا تذکرہ ملتا ہے سورہ انبیاء میں اللہ تعالیٰ نے ان کا تذکرہ اس انداز میں کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِدْرِیْسَ وَ ذَا الْکِفْلِ ؕ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ ۖ۫
وَ اَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ ((الانبیاء: ۷۵-۷۶))

اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل سب صبر کرنے والے تھے ہم نے انہیں اپنی رحمت کے سائے میں لے لیا یقیناً وہ نیک بندوں میں سے تھے۔

سورہ ص میں اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں:

وَاذْكُرْ إِسْمٰعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ۝ ((ص : ۴۸))

اور یاد کرو اسماعیل اور یسع اور ذوالکفل کو اور یہ سب نیک لوگوں میں سے تھے"۔

علامہ آلوسی اپنی کتاب تفسیر روح المعانی میں رقمطراز ہیں کہ ذوالکفل حزقیل علیہ السلام کا صفاتی نام ہے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ۵۹۷ قبل مسیح میں پیدا ہوئے اور جو لوگ دریائے خابور کے کنارے تل ابیب میں آباد ہوئے ان کی راہنمائی کیلئے انہیں نبی بنا کر بھیجا گیا یہ شہر بخت نصر نے اسرائیلی قیدیوں کو سزا دینے کیلئے بسایا تھا۔

سیدنا ذوالکفل علیہ السلام موقع ملتے ہی بیت المقدس پہنچ کر وہاں کے حکمرانوں کو توحید کی دعوت دیتے ہر دو جگہ کے رہنے والوں نے آپ کو طرح طرح کی اذیتیں دیں لیکن آپ نے حوصلے اور عزم کی بنیاد پر قوم کی طرف سے ملنے والی ہر اذیت کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور دعوت کا کام مسلسل جاری رکھا۔

ذوالکفل علیہ السلام کے بارے میں مختلف نوعیت کی قیاس آرائیاں کی جاتی ہیں۔ کسی نے حزقیل علیہ السلام کا صفاتی نام بتایا ہے کسی نے گوتم بدھ پر اس کا اطلاق کیا ہے لیکن یہ درست نہیں صحیح یہی ہے کہ یہ سیدنا ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے جن کو منصب نبوت پر فائز کیا گیا۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے بھی اسی کو صحیح قرار دیا ہے کہ یہ سیدنا ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے۔

سیدنا ذوالکفل علیہ السلام کے حالات زندگی کے بارے میں سوانح حیات کی کتابوں میں زیادہ تفصیلات نہیں ملتی ان کے حوالے سے بعض واقعات ایسے لکھے گئے جن کو صحیح قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ قرآن حکیم میں ان کا نام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ لیا گیا اور جو مسند امام احمد میں منقول ایک اور روایت میں کفل نامی شخص کا واقعہ بیان کر کے اسے ہی ذوالکفل قرار دیا گیا ہے یہ درست نہیں۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے۔

کفل نامی شخص کو ذوالکفل قرار دینا کسی طرح بھی درست نہیں۔

چونکہ یہ سیّدنا ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے اس لئے ان کے تذکرے کے ساتھ ہی مختصر طور پر ان کا تذکرہ کر دیا گیا ہے۔

قرآن حکیم میں صرف دو جگہ پر ان کا نام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ لیا گیا ہے البتہ حالات و واقعات کی قرآن مجید میں کوئی تفصیل نہیں ملتی لہٰذا اسی مختصر تذکرے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

واللّٰہ ھوالمستعان

وصلی اللّٰہ علی النبی محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم

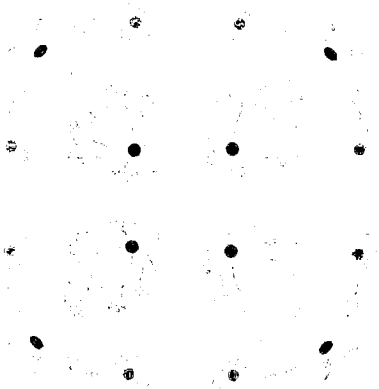

سیّدنا یونس علیہ السلام

سیّدنا یونس بن متّی عراق کے مشہور شہر نینویٰ کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے اس شہر کی آبادی ایک لاکھ سے زائد باشندوں پر مشتمل تھی۔ اس شہر کے کھنڈرات دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے موصل شہر کے بالمقابل آج بھی موجود ہیں۔

قرآن کریم میں سیّدنا یونس علیہ السلام کو صاحب الحوت اور ذوالنون کے لقب سے بھی یاد کیا گیا ہے۔ بخاری شریف اور مسند امام احمد میں سیّدنا یونس علیہ السلام کی فضیلت کے بارے میں ایک روایت مذکور ہے۔

عَنْ عَبْدُاللّٰہ بِنْ عَبّاس عَن النَّبِی صَلی اللّٰہ عَلَیْہ وَسَلم قَال: مَایَنْبَغِی لِعَبْدٍ أن یَّقُول إنّی خَیْرٌ مِن یُونَس بن متّی "

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی بندے کیلئے یہ لائق نہیں کہ وہ یہ کہے کہ میں یونس بن متّی سے بہتر ہوں''۔

(بحوالہ بخاری : ۱۸۶/۴، مسند امام احمد : ۳۴۲/۱)

البدایہ والنھایہ میں ایک روایت منقول ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے خود تواضع کا انداز اپناتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"لَایَنْبَغِیْ لِاَحَدٍاَنْ یُّفَضِّلَنِیْ عَلٰی یُوْنُسَ بِنْ مَتّٰی"

کسی کیلئے یہ لائق نہیں کہ وہ مجھے یونس بن متّی پر فضیلت دے

(بحوالہ البدایہ والنھایہ : ۱/۲۳۷)

سیّدنا یونس علیہ السلام دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر واقع نینویٰ شہر کے باشندوں کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے پوری قوم کفر وشرک میں مبتلا تھی عرصہ دراز تک ان لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے رہے لیکن قوم بدستور کفر وشرک پر ڈٹی رہی الٹا قوم نے سیّدنا یونس علیہ السلام کو طرح طرح کے مذاق کئے جب قوم سرکشی میں حد سے زیادہ تجاوز کر گئی تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سیّدنا یونس علیہ السلام کو اطلاع دی کہ اپنی قوم کو بتا دیں کہ تین دن کے بعد اس پر عذاب آئے گا۔

سیّدنا یونس علیہ السلام نے قوم کو عذاب کے بارے آسمانی فیصلے سے آگاہ کر دیا جب قوم کے سرداروں نے عذاب کا سنا تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یونس بن متّی نے کبھی جھوٹ نہیں بولا ہوسکتا ہے کہ تین دن کے بعد ہماری ساری قوم عذاب کی لپیٹ میں آجائے پھر انہوں نے باہمی مشورے سے یہ طے کیا کہ یونس علیہ السلام پر کڑی نگاہ رکھی جائے اگر وہ یہیں شہر میں رہے تو پھر ہمیں بھی کچھ نہیں ہوگا اور اگر وہ یہاں سے کہیں چلے گئے تو پھر ہماری خیر نہیں۔ پوری قوم عذاب کی لپیٹ میں آجائے گی جب آپ کو تلاش کیا گیا تو آپ کا کہیں سراغ نہیں ملا تو قوم کے سرداروں نے باہمی مشورے کے بعد یہ طے کیا کہ اب ہمیں اجتماعی طور پر توبہ کرنی چاہیے۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم سے عذاب کو ٹال دے۔ لہٰذا سب لوگ عورتیں، مرد، بچے، بوڑھے میدان میں نکل پڑے۔ انہوں نے جب آسمان پر سیاہ بادل دیکھا تو گھبرا گئے سبھی لوگ گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگے اللہ تعالیٰ نے پوری قوم کی یہ حالت دیکھ کر معاف کر دیا اور عذاب ٹل گیا۔

سیّدنا یونس علیہ السلام نے دیکھا کہ قوم طے شدہ عذاب سے بچ گئی ہے تو ان کے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ قوم میرے بارے میں کیا کہے گی میں نے تو تین دن کے بعد عذاب کی انہیں نوید سنائی تھی عذاب تو آیا نہیں میں قوم کو کیا منہ دکھلاؤں گا لہٰذا آپ وہاں سے چل پڑے چلتے چلتے دریائے فرات کے کنارے پہنچے وہاں کشتی لنگر انداز تھی اس میں سوار ہو گئے کشتی دریا کے درمیان آ کر رک گئی، ملاح نے بہت کوشش کی لیکن کشتی بالکل جامد ہو گئی ملاح نے کہا یہ کشتی اس وقت رکتی ہے جب اس میں کوئی بگھوڑا غلام آ کر سوار ہوتا ہے۔

سیّدنا یونس علیہ السلام نے فرمایا میرے مسافر بھائیو میں ہی وہ بھاگا ہوا غلام ہوں میں نے اپنے اللہ کی اجازت کے بغیر نینویٰ سے راہ فرار اختیار کیا ہے لہٰذا مجھے دریا میں اتار دو تا کہ یہ کشتی بسلامت کنارے لگ جائے سبھی نے آپ کی بات سن کر کہا آپ تو بڑے برگزیدہ بزرگ ہیں ہم آپ کو کشتی سے کیسے اتار سکتے ہیں۔ آپ تو ہمارے سردار دکھائی دیتے ہیں یہ نورانی چہرہ۔ ایسی معصوم صورت ایسی باوقار اور پر رعب شخصیت آپ بھلا بھاگے ہوئے غلام کیسے ہو سکتے ہیں لیکن کشتی چلنے کا نام نہیں لیتی پھر یہ طے پایا کہ قرعہ ڈال لیتے ہیں قرعہ ڈالا گیا تو آپ کے نام نکلا پھر قرعہ کئی مرتبہ ڈالا گیا تو ہر دفعہ آپ ہی کے نام نکلا۔ آپ نے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ ایک بڑی مچھلی نے آپ کو نگل لیا۔ آپ نے مچھلی کے پیٹ میں، پانی کی گہرائی اور رات کی تاریکی میں " لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ " کا ورد شروع کیا۔

اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا اس نے دریا سے باہر نکل کر آپ کو اگل دیا سیّدنا یونس علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والا یہ حیرت انگیز اور ایمان افروز واقعہ قرآن کریم کی روشنی میں ملاحظہ کریں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي

الْمُؤْمِنِيْنَ ○ ((الانبیاء : ۸۷ - ۸۸))

اور مچھلی والے (یونس علیہ السلام) کو جب وہ غصہ سے بھرے ہوئے (بستی چھوڑ کر) چلے گئے تو انہیں خیال تھا کہ ہم ان پر گرفت نہ کر سکیں گے۔ پھر انہوں نے اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں تو پاک ہے میں ہی قصوروار تھا۔ تب ہم نے ان کی دعا کو قبول کیا اور انہیں اس غم سے نجات دی اور ہم اسی طرح ایمان رکھنے والوں کو نجات دیا کرتے ہیں"۔

سورہ الصافات میں اس واقعے کو اس انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۝ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ○ فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ۝ وَ اَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ۝ وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝
((الصافات : ۱۳۹ - ۱۴۸))

اور یونس بھی بلاشبہ رسولوں میں سے تھے جب وہ ایک بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگ نکلے۔ پھر قرعہ ڈالا (گیا) تو انہوں نے زک اٹھائی۔ چنانچہ مچھلی نے انہیں نگل لیا اور وہ ملامت زدہ تھے۔ اب اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو تا یوم قیامت مچھلی کے پیٹ میں پڑے رہتے۔ پھر ہم نے انہیں ایک چٹیل میدان میں پھینک دیا۔ جبکہ وہ بیمار تھے اور ان پر ایک بیل دار درخت اگا دیا اور (بعد میں) انہیں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف بھیجا۔ چنانچہ وہ لوگ ایمان لائے تو ہم نے انہیں کچھ مدت زندگی سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا"۔

صبر کی تلقین کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے سیّدنا یونس علیہ السلام کا تذکرہ کچھ اس انداز سے کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ۝ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ۝ فَاجْتَبٰىهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ((القلم : ۴۸ - ۵۰))

پس اپنے رب کے حکم سے صبر کریں اور مچھلی والے کی طرح نہ ہونا جب انہوں نے پکارا اور وہ غم سے بھرے ہوئے تھے۔ اگر انہیں ان کے رب کا فضل نہ سنبھالا دیتا تو وہ برے حالوں چٹیل میدانوں میں پھینک دیئے گئے تھے۔ چنانچہ ان کے رب نے انہیں برگزیدہ کیا اور نیکوکاروں میں شامل کر دیا''۔

تاریخ انسانی میں سیّدنا یونس علیہ السلام کی قوم کو یہ خاصیت حاصل ہے۔ کہ توبہ وانابت کی بنا پر طے شدہ عذاب ٹال دیا گیا اس کا تذکرہ سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ نے اس انداز میں کیا ہے۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ ((یونس : ۹۸))

پھر قوم یونس کے سوا کوئی مثال ہے کہ کوئی قوم (عذاب دیکھ کر) ایمان لائے تو اس کا ایمان اسے فائدہ دے۔ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے دنیا کی زندگی میں ان سے رسوائی کا عذاب دور کر دیا۔ اور ایک مدت متاع حیات سے فائدہ اٹھانے دیا''۔

جس شہر کی طرف سیّدنا یونس علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا تھا اس میں رہنے والے لوگوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی ترمذی میں ابی بن کعب کے حوالے سے ایک روایت منقول ہے جسے کنز العمال اور در منثور میں نقل کیا گیا ہے۔

حَدَّثَنِیْ أُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ أَنَّهٗ سَأَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِه "وَاَرْسَلْنَاهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْیَزِیْدُوْن"

ابی بن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہم نے اس کو ایک لاکھ یا کچھ زیادہ کی طرف رسول بنا کر بھیجا"۔

یزیدون سے کتنی زیادہ تعداد مراد ہے۔

قال یزیدون عشرین الفًا آپ نے فرمایا بیس ہزار زیادہ

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نینوی بستی کے باشندوں کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار بتاتے جبکہ سیّدنا سعید بن جبیر ایک لاکھ ستر ہزار بیان کرتے ہیں۔

البتہ ایک لاکھ بیس ہزار کی تعداد زیادہ ترین قیاس ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

☆ ❀ ☆

سیّدنا یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں کتنے دن رہے۔ مجاہد امام شعبی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ چاشت کے وقت مچھلی نے انہیں نگلا اور عشاء کے وقت اگل دیا سیّدنا قتادہ کی رائے ہے کہ آپ تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ جعفر صادق سات دن کے قائل ہیں سعید بن ابی الحسن اور ابو مالک فرماتے ہیں کہ آپ چالیس روز تک مچھلی کے پیٹ میں رہے۔

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ کتنے دن مچھلی کے پیٹ میں رہے۔

قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر آپ "لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" کی تسبیح نہ پڑھتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہی پڑے رہتے۔

مچھلی کو یہ حکم ہو چکا تھا کہ ہمارا برگزیدہ بندہ تیرے پیٹ میں امانت ہے۔

جب اللہ نے مچھلی کو حکم دیا تو اس نے دریا سے نکل کر میدان میں آپ کو اگل دیا۔ آپ کا جسم مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے بہت نرم ہو چکا تھا آپ کو سایہ بہم پہنچانے کیلئے ایک کدو کی بیل اگا دی گئی۔ اور ایک جنگلی بکری کو دودھ پلانے پر مامور کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں کی حفاظت کرتا ہے عجیب وغریب قدرت کے کرشمے آنکھوں کے سامنے آتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

سیّدنا یونس علیہ السلام نے پے در پے تاریکیوں میں اللہ تعالیٰ کو پکارا تو اس نے آپ کی دعا کو قبول کیا اور ساتھ ہی یہ بتا دیا کہ اگر اہل ایمان اسی طرح ہم کو پکارتے رہیں گے تو ہم ان کو اسی طرح نجات دیتے رہیں گے۔

سیّدنا عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، عمرو بن میمون، سعید بن جبیر، محمد بن کعب، حسن، قتادہ اور ضحاک رضی اللہ عنہم بیان کرتے کہ ایک تو مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا تھا اور دوسرا پانی کا اندھیرا تھا اور تیسرا رات کا اندھیرا تھا۔ قرآن میں مذکور ہے کہ " فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ " کہ آپ نے اندھیروں میں پکارا۔

اللہ تعالیٰ کو اگر کوئی یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرتے ہیں، ترمذی میں ایک حدیث مذکور ہے سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز مجھ سے فرمایا:

يا غلام انى أعلمك كلمات
احفظ الله يحفظك،
احفظ الله تجده تجاهك ،
تعرّف إلى الله فى الرّخاء
يعرفك فى الشّدّة

اے لڑکے میں تجھے چند باتوں کی تعلیم دیتا ہوں
تم اللہ کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا،
تم اللہ کی حفاظت کرو تو اسے اپنے سامنے پاؤ گے
تم خوشحالی میں اللہ کی معرفت حاصل کرو
وہ تنگ دستی میں تمہیں پہچانے گا

(بحوالہ ترمذی : ۲۵۱۶، مسند امام احمد: ۱/۳۰۷)

مستدرک حاکم اور تفسیر ابن کثیر میں " لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ " کی اہمیت کے بارے میں ایک حدیث مذکور ہے۔

عَنْ سَعِیْد قَال قَال رَسُوْل اللّٰه صَلی اللّٰه عَلَیْه وَسَلم مِن دُعَابدُعآء یُوْنس اُسْتَجِیْب لَه۔ (بحوالہ مستدرک حاکم :۲/۵۸۴، تفسیر ابن کثیر : ۵/۳۶۳)

سیدنا سعد سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سیدنا یونس علیہ السلام کی سی دعا کی اس کی دعا کو قبول کر لیا جاتا ہے۔

سیدنا ابو سعید الاشج فرماتے ہیں۔

" وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ " سے اسی دعا کی قبولیت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

ترمذی اور مسند امام احمد میں ایک روایت مذکور ہے جس میں " لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ " کی اہمیت اور زیادہ اجاگر ہوتی ہے۔

سیدنا سعد ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے نظر بھر کر مجھے دیکھا لیکن میرے سلام کا جواب نہ دیا میں امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور عرض کیا کہ اسلام میں کوئی نئی چیز در آئی ہے انہوں نے فرمایا نہیں تو اللہ خیر کرے کیا ہوا؟

میں نے عرض کیا کہ میں نے عثمان بن عفان کو سلام کیا انہوں نے میری طرف نظر بھر کر دیکھا لیکن میرے سلام کا جواب نہیں دیا، آپ نے سیّدنا عثمان کو بلایا انہوں نے اس واقعے کا انکار کیا میں نے حلف اٹھا کر کہا کہ ایسے ہوا ہے۔ انہوں نے قدرے سوچا اور فرمایا ہاں میں دل سے باتیں کر رہا تھا جب مجھے یہ خیال آتا ہے تو میری یہ حالت ہو جاتی اور مجھے کچھ سجھائی نہیں دیتا۔

دراصل رسول ﷺ ایک دعا بتانے لگے پہلا حصہ بتایا ہی تھا کہ ایک بدوی ملاقات کیلئے آ گیا آپ اس کے ساتھ محو گفتگو ہو گئے اور بتائے بغیر گھر کی طرف روانہ ہو گئے میں بھی پیچھے ہو لیا جب آپ گھر میں داخل ہونے لگے تو میں نے پاؤں زمین پر مار کر اپنے ہونے کا احساس دلایا۔ آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اچھا: آپ ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ایک دعا بتانے لگے تھے پھر آپ بدوی کے ساتھ محو گفتگو ہو گئے وہ دعا کیا ہے آپ نے جواب میں یہ ارشاد فرمایا:

نعم دعوة ذی النون اذهو فی بطن الحوت لا اله الاانت سبحانك انی کنت من الظالمین فانه لم یدع بهامسلم ربه فی شیٔ قط الااستجاب له"۔

ہاں وہ مچھلی والے کی دعا ہے جب کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے انہوں نے کہا "لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" کہ تیرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں تو پاک ہے میں ہی ظالموں میں سے تھا۔

کسی مسلمان نے اپنے رب سے کبھی کوئی چیز اس دعا کے حوالے سے مانگی اللہ نے اسے قبول کیا۔ (بحوالہ ترمذی : ۳۵۰۵)

☆ ❀ ☆

سیّدنا یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔ یہ عراق میں مشہور و معروف شہر نینویٰ کے باشندوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔ نینویٰ شہر دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر موصل شہر

کے بالمقابل واقع ہے۔ یہاں رہنے والے لوگوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار کے لگ بھگ تھی۔ سیّدنا یونس علیہ السلام کی قوم سے ان کی توبہ کی بنا پر طے شدہ عذاب ٹال دیا گیا۔ سیّدنا یونس علیہ السلام کو ایک بڑی مچھلی نے نگل لیا آپ نے مچھلی کے پیٹ میں لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ کا ورد کیا۔ سیّدنا یونس علیہ السلام کو چند دنوں کے بعد مچھلی نے چٹیل میدان میں اگل دیا۔ سیّدنا یونس علیہ السلام اگر آیۃ کریمہ کا ورد نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں پڑے رہتے۔

☆ آیت کریمہ کا ورد دعا کی قبولیت کا باعث بنتا ہے۔
☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بھی اپنے آپ کو یونس بن متّی سے بہتر قرار نہ دے۔
☆ سیّدنا یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔
☆ سیّدنا یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ کی یاد کو دل میں بسائے رکھا۔

سیّدنا یونس علیہ السلام کے حالات زندگی معلوم کرنے کیلئے درج ذیل کتابوں اور قرآنی آیات کا مطالعہ کریں۔

۱۔ کنز العمال	۵۴۷۱
۲۔ الدر المنثور	۲۹۱/۵
۳۔ ترمذی	۲۵۱۶
۴۔ مسند امام احمد	۳۰۷/۱
۵۔ مجمع الزوائد	۹۸/۷
۶۔ المستدرک	۵۸۴/۲
۷۔ تفسیر طبری	۸۲/۱۷
۸۔ ترمذی	۳۵۰۵

۹۔ مسند امام احمد	۱/۱۷۰
۱۰۔ مسند امام احمد	۱/۳۹۰

قرآنی آیات

۱۔ سورہ یونس	۹۸
۲۔ سورہ الانبیاء	۸۷ - ۸۸
۳۔ سورہ الصافات	۱۳۹ - ۱۴۸
۴۔ سورہ القلم	۴۸ - ۵۰

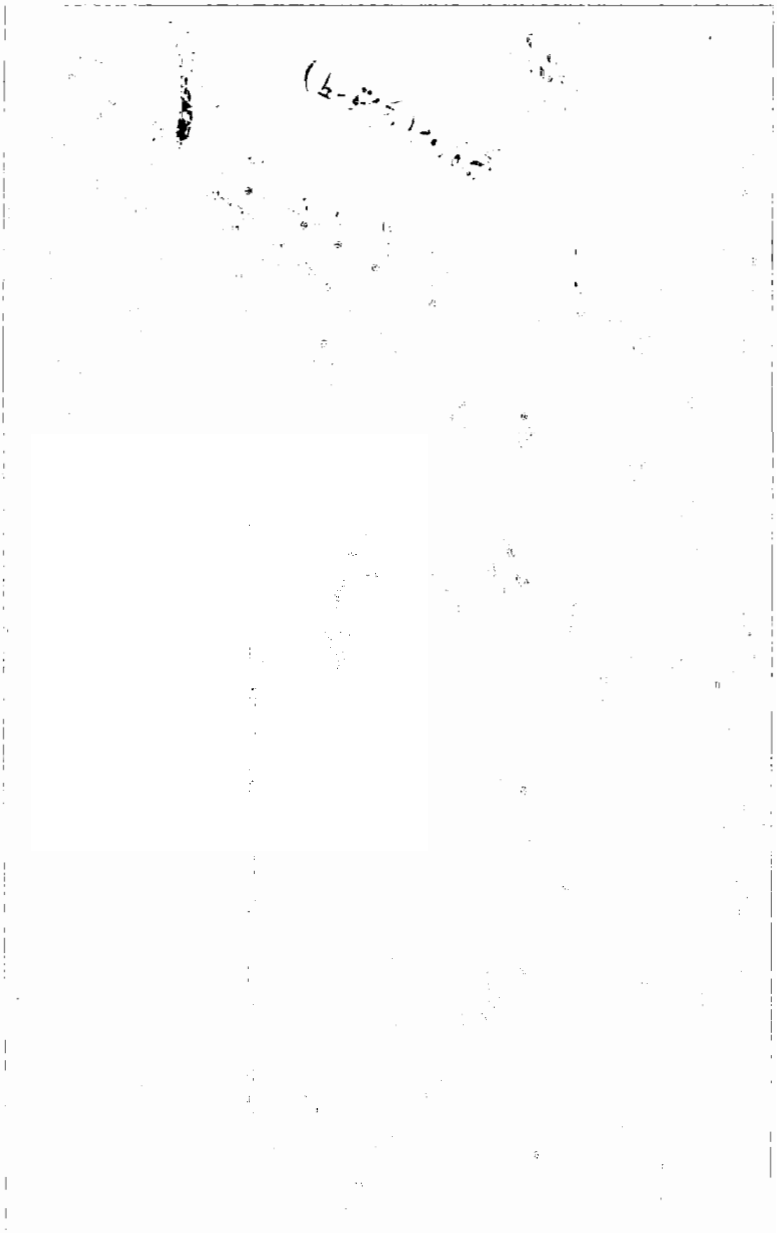

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام
کلیم اللہ

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام آل یعقوب علیہ السلام میں سے تھے ان کے والد کا نام عمران بن قاھث تھا اور والدہ کا نام ایاذخت تھا ھارون علیہ السلام آپ کے بڑے بھائی تھے ۔سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ سولھویں صدی قبل مسیح کا ہے آپ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے ۱۵۲۰ سال پہلے پیدا ہوئے ، سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا سلسلہ نسب یہ تھا موسیٰ بن عمران بن قاھث بن عازر بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراھیم ۔سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اس فرعون کے دور حکومت میں ہوئی جس کا نام ولید بن معصب بن ریان تھا یاد رہے کہ فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب ہوا کرتا تھا۔فراعنہ مصر کا سلسلہ تین ہزار سال قبل مسیح سے شروع ہوا اور مسلسل ۳۱ مصر کے حکمران فرعون کہلائے ۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اس دور میں پیدا ہوئے جب فرعون نے بنی اسرائیل کے گھر پیدا ہونے والے بیٹوں کو قتل کرنے کا حکم نافذ کر رکھا تھا۔

قرآن حکیم کی ۳۷ سورتوں کی ۵۱۴ آیات میں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ، پرورش ، مصر سے ہجرت ، مدین میں آمد ، شعیب علیہ السلام سے ملاقات ، شادی ، دس سال مدین میں قیام ، مصر کی طرف

واپسی، کوہ طور پر آمد، اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی، نبوت، عصا اور ید بیضا کا معجزہ، ھارون علیہ السلام کی رفاقت، فرعون کے دربار میں معجزے کا اظہار، جادوگروں سے مقابلہ جادوگروں کا ایمان قبول کرنا، فرعون کی دہم کی، بنی اسرائیل کی آزادی، فرعون اور آل فرعون کا دریا میں غرق ہونا، موسیٰ علیہ السلام کا بسلامت دریا سے گذر جانا، موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کی ملاقات، ملاقات کے دوران واقع ہونے والے حیرت انگیز واقعات، قوم موسیٰ کی پے در پے نافرمانیاں اور بے اعتدالیاں ان تمام تر تفصیلات کا قرآن کریم کی روشنی میں مطالعہ کیا جائے تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی سیرت کا ہر پہلو کھل کر سامنے آجاتا ہے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی داستان قرآن حکیم کے متعدد مقامات میں کہیں اختصار کے ساتھ اور کہیں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ نسائی میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ایک مفصل روایت منقول ہے جس میں پورا واقعہ بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو "وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا" کے تحت نقل کیا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورہ مریم میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کچھ اس انداز سے کیا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى ۡ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ○ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ○ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ○ ((مریم: ۵۱-۵۳))

نیز اس کتاب میں موسیٰ کا قصہ بھی بیان کریں بلاشبہ وہ ایک برگزیدہ انسان اور رسول نبی تھے ہم نے انہیں کوہ طور کی دائیں جانب سے پکارا اور ان سے گفتگو کرنے کیلئے اسے قرب عطا کیا۔ اور اپنی مہربانی سے ان کے بھائی ھارون کو نبی بنا کر اسے (مدد کے طور پر) دے دیا۔"

سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ فرعون اور ھامان کے گھناؤنے کردار کے تناظر میں کچھ اس انداز سے کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

طٰسٓمٓ ○ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ○ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ○ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ○ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ○

((القصص : ١ - ٦))

طسم۔ یہ واضح کتاب (قرآن) کی آیات ہیں۔ ہم آپ کو موسیٰ اور فرعون کے بالکل سچے حالات پڑھ کر سناتے ہیں ان لوگوں کے (فائدے کے) لئے جو ایمان لاتے ہیں۔ بلاشبہ فرعون نے ملک (مصر) میں سرکشی اختیار کر رکھی تھی۔ اور اپنی رعیت کو کئی گروہ میں بنا دیا تھا۔ ان میں سے ایک گروہ (بنی اسرائیل) کو بہت کمزور بنا رکھا تھا۔ وہ اس کے لڑکوں کو تو قتل کر دیتا۔ مگر لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا۔ بلاشبہ وہ (معاشرے میں) فساد پیدا کرنے والوں میں سے آیا تھا۔ اور ہم یہ چاہتے تھے کہ جس گروہ کو اس ملک میں کمزور بنا دیا گیا تھا۔ ان پر احسان کریں۔ انہیں سرکردہ بنائیں اور (اس ملک مصر کے) وارث بنائیں اور ہم انہیں اس ملک میں اقتدار بخشیں اور فرعون اور ھارون اور انکے لشکروں کو وہی کچھ دکھا دیں جس کا انہیں (بنی اسرائیل سے) خطرہ تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اور بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ فرعون نے اپنے خواب میں دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے آگ آئی اور اس نے مصر کے گھروں اور تمام قبطیوں کو جلا دیا لیکن بنو اسرائیل کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ فرعون کا یہ خواب آنکہ

کھلی تو وہ گھبرا گیا اس نے کاہنوں اور جادوگروں کو اکٹھا کیا اور ان سے اس خواب کی تعبیر پوچھی انہوں نے کہا کہا اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو مصر کے باشندوں کو تہس نہس کر دے گا۔ تو اس بناء پر فرعون نے بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے بیٹوں کو قتل کرنے کا اور بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا۔

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ ((القصص: ۵))

ہم نے چاہا کہ ہم ان لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں کمزور بنا کر رکھے گئے ہیں"۔

اس آیت میں کمزور لوگوں سے مراد بنی اسرائیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ انہیں زمین کا وارث بنا دے۔ اور حکومت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں آجائے۔

فرعون اور ھامان اور ان کے لشکروں کو ہم اپنی قدرت کا کرشمہ دکھلا دیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے۔

وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ○ ((القصص: ۶))

اور ہم ان کو اس ملک میں اقتدار بخشیں اور فرعون اور ھامان اور ان کے لشکروں کو وہی دکھا دیں جس کا انہیں (بنی سرائیل سے) خطرہ تھا۔

اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ کمزور کو طاقتور بنا دے مغلوب کو غالب کر دے اور ذلیل کو عزت سے سرفراز کر دے۔ بالآخر بنو اسرائیل کو مقام حاصل ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ۭ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ○ ((سورۃ الاعراف: ۱۳۷))

''اور قوم کو وارث کیا جو محض ناتواں گنی جاتی تھی، اس زمین کی مشرقوں اور مغربوں کا جس میں ہم نے برکت دے رکھی تھی، اور بنی اسرائیل سے تیرے رب کا بہترین وعدہ پورا ہوا، صرف ان کے صبر کی وجہ سے اور ہم نے درہم برہم کر دیا، ہر اس چیز کو جسے قوم فرعون کر رہی تھی اور جو کچھ وہ بلند و بالا عمارتیں بنا رہے تھے سب کو۔''

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ كَذٰلِكَ ۭ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝ ((الشعرآء :۵۹ - ۵۷))

ہم فرعونیوں کو ان کے باغات اور چشموں سے نکال لائے اور خزانوں اور بہترین قیام گاہوں سے اس طرح ہم نے بنی اسرائیل کو ان کا وارث بنا دیا''۔

غرض یہ کہ فرعون نے یہ چاہا کہ وہ بچہ معرض وجود میں ہی نہ آئے جس کے ہاتھوں اس کی حکومت کے ختم ہونے کا اس کو خواب میں اشارہ ملا تھا۔ حکومت کے کارندے بنی اسرائیل کے گھر گھر کی تلاشی لیتے پھرتے۔ بنی اسرائیل کے جس گھر میں کوئی بیٹا پیدا ہوتا اسی وقت اس کو پکڑ کر ذبح کر دیتے۔ اس طرح بنی اسرائیل کے بے شمار بچے اس اندیشے کے پیش نظر قتل کر دیئے گئے کہ ایسے بچے کا وجود ہی باقی نہ رہے کہ جس کے ہاتھوں فرعون کی سلطنت کے زوال پذیر ہونے کا اندیشہ ہو۔ لیکن اللہ رب العزت جس کے قبضہ قدرت میں کائنات کی کل طاقت ہے وہ جو چاہتا ہے کائنات میں وہی وقوع پذیر ہوتا ہے وہ طاقت والا عظمتوں والا ہے اور اس کی مشیت کو دنیا کی کوئی طاقت ٹال نہیں سکتی۔ بعض مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ جب اس طرح دھڑا دھڑ بنی اسرائیل کے بچے قتل ہونے لگے۔ تو فرعون کے خاندان کے لوگ فرعون کے پاس آئے اور انہوں نے اس سے کہا کہ اگر بنی اسرائیل کے بچے اسی طرح قتل ہوتے رہے تو پھر ہماری خدمت سرانجام دینے کیلئے بنی اسرائیل میں کوئی باقی نہیں رہے گا۔ تو فرعون نے یہ حکم نافذ کر دیا

کہ ایک سال سارے بچوں کو قتل کر دیا جائے اور دوسرے سال سارے بچوں کو زندہ رہنے دیا جائے۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی ھارون علیہ السلام اس سال پیدا ہوئے جس سال بچوں کو زندہ رکھنے کا حکم تھا اور موسیٰؑ اس سال پیدا ہوئے جبکہ بچوں کو قتل کرنے کا حکم تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور قدرت کاملہ سے موسیٰؑ کو بچالیا۔ کس طرح بچایا قرآن مجید کی درج ذیل آیات ملاحظہ ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۗ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ○ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

((القصص : ۷ - ۹))

اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کو الہام کیا کہ اس بچے (موسیٰ) کو دودھ پلاتی رہو۔ پھر جب تجھے اس (کے قتل) کا خطرہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا، اور نہ خوف اور غم کھانا ہم اس بچے کو تیری طرف ہی لوٹا دیں گے۔ اور اسے اپنا رسول بنا دیں گے۔ چنانچہ فرعون کے گھر والوں نے اس بچے کو اٹھا لیا کہ وہ ان کیلئے عداوت اور رنج کا باعث بنے۔ بلاشبہ فرعون ھامان اور ان کے لشکر خطا کار لوگ تھے۔ اور فرعون کی بیوی فرعون سے کہنے لگی۔ یہ بچہ تو میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اسے قتل نہ کرو کیا عجب کہ یہ ہمارے لئے مفید ثابت ہو یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں اور وہ (انجام سے) بے خبر تھے"۔

علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ جس کی طرف مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے اس کا نام "ایاذخت" تھا اللہ تعالیٰ نے

اس سے کہا کہ جب تجھے یہ خطرہ محسوس ہو کہ فرعون کے کارندے تیرے بیٹے کو پکڑ کر لے جائیں گے۔ تو اسے دریا کے حوالے کر دینا۔ ہمارا وعدہ ہے کہ اسے تمہاری طرف حفاظت سے لوٹا دیں گے۔ مفسرین نے اس بات کا تذکرہ بھی کیا ہے کہ فرعون کے دربار کی کنیزیں دریا کے کنارے پر چہل قدمی کر رہی تھیں انہوں نے دیکھا کہ لکڑی کا ایک صندوق دریا کے کنارے آلگا ہے۔ انہوں نے اسے پکڑا اور اٹھا کر فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم کے پاس لے آئیں۔ فرعون کی بیوی نے جب صندوق کو کھولا تو یہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئی۔ کہ ایک نہایت خوبصورت بچہ اس میں لیٹا ہوا ہے۔ دیکھتے ہی اس کے دل میں بچے کی محبت پیدا ہوگئی۔ وہ اسے اپنے خاوند کے پاس لے گئی اس سے کہنے لگی دیکھئے کتنا خوبصورت بچہ یہ آگے چل کر ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہوگا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہمارے لئے یہ فائدہ مند ثابت ہو۔ یا اسے ہم اپنا بیٹا بنالیں فرعون کی بیوی کو تو واقعہ اس بچے کے ذریعے فائدہ پہنچا دنیا میں اسے یہ فائدہ ہوا کہ اس کے ذریعے اسے ہدایت نصیب ہوئی اور آخرت کے اعتبار سے وہ بچہ اس خاتون کے جنت میں جانے کا سبب بن گیا! وہ سبھی لوگ اس حقیقت سے نا آشنا تھے کہ آگے چل کر اس بچے کے ذریعے کیا کچھ رونما ہونے والا ہے۔

جب بچے کو اس کی ماں نے دل پر پتھر رکھ کر لکڑی کے صندوق میں لیٹا کر دریا کے سپرد کر دیا تو ہر وقت اسی کی یاد میں گھلنے لگی وہ ہر وقت اپنے لخت جگر کی ہی باتیں کرتی رہتی۔ اپنی بیٹی سے کہا اپنے بھیا کے بارے میں معلومات تو حاصل کرو کہ میرے لاڈلے کا انجام کیا ہوا اللہ تعالیٰ نے چونکہ وعدہ کیا تھا کہ ہمارے حکم پر عمل کرتے ہوئے دریا کے سپرد کر دو ہم اسے بچا کر تمہیں پہنچا دیں گے ان کیفیات کو قرآن حکیم میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَ قَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّیْهِ ۚ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ وَ حَرَّمْنَا عَلَیْهِ الْمَرَاضِعَ

مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ○ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ ((القصص: ۱۰-۱۳))

اور موسیٰ کی والدہ کا دل سخت بے قرار ہو گیا۔ اور اگر ہم اس کی ڈھارس نہ بندھاتے تو قریب تھا کہ وہ راز فاش کر دیتی، (اور تا کہ) وہ (موسیٰ کو واپس لوٹانے کے وعدہ پر) یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔ چنانچہ اس نے موسیٰ کی بہن سے کہا کہ: اس بچے کے پیچھے چلتی جاؤ۔ چنانچہ وہ آنکھیں بچا کر اسے دیکھتی رہی اور دوسروں کو اس کا پتا نہ چلا۔ اور ہم نے پہلے ہی موسیٰ پر دائیوں کا دودھ حرام کر دیا تھا۔ اس وقت موسیٰ کی بہن نے کہا کیا میں تمہیں ایسے گھرانے کا پتا نہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس کی پرورش کریں اور وہ اس (بچے) کے خیر خواہ بھی ہوں چنانچہ ہم نے موسیٰ کو اسکی والدہ ہی کی طرف لوٹا دیا تا کہ وہ اپنی آنکھ ٹھنڈی کرے اور غمزدہ نہ رہے اور یہ جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ یہ بات نہیں جانتے"۔

سیدنا عبداللہ بن عباس، مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر، ابوعبیدہ، حسن، قتادہ اور ضحاک رضی اللہ عنہم کا متفقہ طور پر یہ کہنا ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اپنے لخت جگر کو صندوق میں لٹا کر دریا کی لہروں کے حوالے کر دینے کے بعد دنیا کی ہر بات سے بے نیاز ہو گئی تھی بس ہر وقت ایک خیال دل میں رہتا کہ پتہ نہیں میرا بیٹا کس حال میں ہوگا۔ اس نے اپنی بیٹی کو کہا تم ہی باہر جا کر پتہ لے کر آؤ کہ تیرے ننھے بھائی کا انجام کیا ہوا ہے۔ تابوت فرعون کے محل کے پاس جا کر دریا کے کنارے جا لگا وہاں فرعون کی کنیزیں موجود تھیں انہوں نے لکڑی کا صندوق دیکھا تو اسے اٹھا کے فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم کے پاس لے آئیں اس نے صندوق کھولا اور ایک نہایت ہی خوبصورت بچے کو دیکھ کر ششدر رہ گئیں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی حفاظت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے اسے

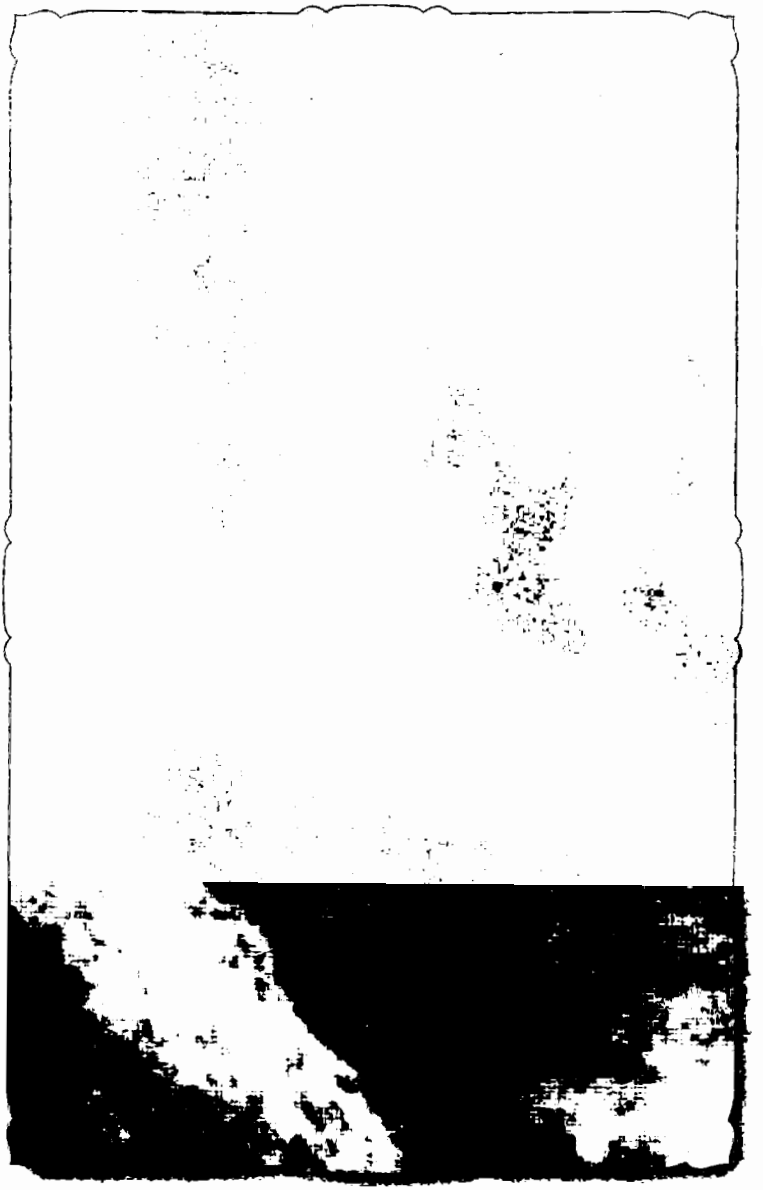

فرعون کے محل میں وہ جگہ جہاں سے صندوق نکالا گیا جس میں موسیٰ علیہ السلام تھے

احسان جتلاتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ۝ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ۝ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ۝
((طٰہٰ : ۳۷ - ۳۹))

اور ہم نے تم پر ایک اور مرتبہ بھی احسان کیا جب ہم نے تمہاری ماں کی طرف وحی کی جو اس کے دل میں ڈالی گئی۔ کہ اس بچے (موسیٰ) کو صندوق میں ڈالو پھر اس کو دریا میں ڈال دو۔ پھر دریا اس صندوق کو ساحل پر پھینک دے گا۔ جسے میرا اور موسیٰ کا دشمن اٹھالے گا۔ پھر (اے موسیٰ) میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی۔ اور یہ اسلئے کہ میری نگرانی میں تمہاری تربیت ہو"۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کا اہتمام کیا شاہی محل میں اسی فرعون کے گھر اس کی نگرانی اور اخراجات پر کروایا اور پرورش بھی اس کی والدہ کی گود میں ہوئی دودھ اپنے لختِ جگر کو پلاتی اور اخراجات شاہی محل سے ادا کئے جاتے۔ اللہ کی قدرت کے کرشمے عجیب رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں جب سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے کسی بھی دائی کا دودھ نہ پیا تو ملکہ کو خطرہ محسوس ہونے لگا وہ کسی طرح نہیں چاہتی تھی کہ یہ لاڈلہ بچہ ضائع ہو وہ صورت حال دیکھ کر بڑی پریشان ہوئی تو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ نے موقع غنیمت جانتے ہوئے اطلاع دی کہ میں ایک ایسی خاتون کو جانتی ہوں جو بہت ہی تجربہ کار ہے میرا خیال ہے کہ یہ بچہ اس کا دودھ ضرور پی لے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح موسیٰ علیہ السلام کو اس کی والدہ کی طرف لوٹانے کا اہتمام کر دیا۔ سورہ طٰہٰ میں اس کیفیت کو کچھ اس انداز میں بیان کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ

وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۚ ((طٰہٰ : ۴۰))

جب تمہاری بہن (ساتھ) چل رہی تھی تو کہنے لگی کیا میں تمہیں اس کا پتا دوں جو اسکی پرورش کر سکے۔ پھر ہم نے تمہیں تمہاری ماں کے پاس لوٹا دیا تا کہ وہ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لے اور غم نہ کرے۔ نیز تم نے ایک آدمی کو قتل کیا تھا ہم نے تجھے اس غم سے نجات دی پھر ہم نے تمہیں مختلف آزمائشوں سے گزارا''۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام شاہی محل کے اخراجات پر پل کر جوان ہوئے آپ بڑے بارعب اور طاقت ور تھے ایک دن راستے میں دیکھا کہ دو شخص لڑ رہے ہیں ایک اسرائیلی تھا اور دوسرا قبطی تھا جس کا تعلق شاہ مصر فرعون کے قبیلے سے تھا اسرائیلی نے آپ کو آتے دیکھا تو دادرسی چاہی آپ نے قبطی کو ایک مکا رسید کر دیا جو جان لیوا ثابت ہوا وہ موقع پر ہی ڈھیر ہو گیا، اس کی جان نکل گئی تو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام پریشان ہو گئے قرآن حکیم میں اس واقعے کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۚ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۫ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ۝ ((القصص: ۱۴-۱۷))

اور جب موسیٰ بلوغت کو پہنچے اور پورے توانا ہو گئے تو ہم نے انہیں قوت فیصلہ اور علم عطا کیا اور ہم نیک لوگوں کو ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں۔ اور موسیٰ شہر میں اس وقت

داخل ہوئے جب اہل شہر غفلت میں تھے وہاں موسیٰ نے دو آدمیوں کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا ان میں ایک تو موسیٰ کی اپنی قوم میں سے تھا اور دوسرا دشمن قوم سے۔ جو موسیٰ کی اپنی قوم سے تھا اس نے اس کے خلاف فریاد کی جو دشمن قوم سے تھا۔ موسیٰ نے اسے مکا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا۔ موسیٰ نے کہا یہ ایک شیطانی حرکت ہے۔ بلاشبہ شیطان صریح بہکانے والا دشمن ہے۔ پھر دعا کی اے رب بلاشبہ میں نے اپنے اوپر ظلم کیا لہٰذا مجھے معاف فرما دے چنانچہ اللہ نے اسے معاف کر دیا۔ بلاشبہ وہ بڑا بخشنے والا رحیم ہے۔ پھر کہا رب تو نے مجھ پر انعام کیا ہے لہٰذا میں کبھی مجرموں کا مددگار نہ بنوں گا۔"

دوسرے روز سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی نظر اسی اسرائیلی پر پڑی وہ کسی دوسرے سے لڑ رہا تھا آج اس نے پھر آپ کو مدد کیلئے پکارا آپ نے اسے غصے سے جھڑک دیا کہ تمہاری تو یہ عادت ہے جب اس نے آپ کو غصے میں دیکھا تو اس نے کل والے قبطی کے قتل کے راز کو افشاں کر دیا ابھی تک کسی کو پتہ نہ چلا تھا کہ قاتل کون ہے۔ فرعون نے یہ حکم جاری کر دیا تھا کہ قاتل کو گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کیا جائے اسے کڑی سزا دی جائے گی۔ آج جب راز افشاں ہوا تو ایک شخص نے موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی کہ شاہی محل میں آپ کا نام لیا جا رہا ہے بہتر ہے آپ علاقہ چھوڑ جائیں کہیں روپوش ہو جائیں قرآن حکیم نے اس واقعے کو کچھ اس انداز سے بیان کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤی اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ۝ فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖۗ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ وَمَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ ۝ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا

الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۚ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۚ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ((القصص : ۱۸ - ۲۱))

پھر اگلی صبح احتیاط سے بھانپتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے کہا دیکھتے ہیں کہ جس نے کل ان سے مدد مانگی تھی (پھر) ان سے فریاد طلب کر رہا ہے۔ موسیٰ نے اسے جواب دیا تو صریح گمراہ شخص ہے۔ پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ دشمن قوم کے آدمی پر حملہ کرے تو وہ پکار اٹھا موسیٰ کیا تم مجھے بھی مار ڈالنا چاہتے ہو۔ جیسے کل تم نے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا۔ تم تو ملک میں جبار بن کر رہنا چاہتے ہو اصلاح نہیں کرنا چاہتے۔ اور (اس واقعہ کے بعد) ایک شخص شہر کے پرے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا موسیٰ اہل دربار تمہارے متعلق مشورہ کر رہے ہیں کہ تمہیں قتل کر ڈالیں۔ لہٰذا نکل جاؤ میں یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں۔ چنانچہ موسیٰ ڈرتے اور خطرے کو بھانپتے ہوئے نکلے اور دعا کی رب سے مجھے ان ظالم لوگوں سے بچالے"۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام گرفتاری کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے مصر کو چھوڑ کر مدین کی طرف روانہ ہوگئے تقریباً ایک سو ساٹھ میل کا فاصلہ طے کر کے جب مدین پہنچے تو وہاں دیکھا کہ لوگ مویشیوں کو کنویں سے پانی پلا رہے ہیں وہاں دو نوجوان لڑکیاں دور فاصلے پر اپنی بکریوں کو لئے کھڑی ہیں۔ ان سے پوچھا کیا وجہ ہے آپ اپنی بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلا رہی؟ انہوں نے کہا ہم کمزور ہیں یہ طاقت ور لوگ ہیں ہمارا باپ بوڑھا ہے یہ لوگ فارغ ہوں تو ہم اپنی بکریوں کو پانی پلائیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے آگے بڑھ کر ان کی بکریوں کو پانی پلایا اور پھر جا کر ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے۔ قرآن حکیم اس واقعے کو کچھ اس انداز سے بیان کرتا ہے:

قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ

بیت المقدس کا فضائی منظر
جبل موریہ جس پر گنبد صخرہ، دوسری چوٹی جبل صہیون اور تیسری جبل زیتون ہے

وہ کنواں جہاں سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جانوروں کو پانی پلایا

اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۖ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ۖ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۝ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝
((القصص: ۲۱-۲۴))

پھر جب انہوں نے مدین کی طرف رخ کیا تو کہنے لگے امید ہے کہ میرا رب مجھے ٹھیک راستے پر ڈال دے گا پھر جب وہ مدین کے کنویں پہ پہنچے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ (اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہے ہیں۔ اور ان سے ہٹ کر ایک طرف دو عورتیں (اپنے جانوروں کو) روکے ہوئے ہیں۔ موسیٰ نے پوچھا تمہارا کیا معاملہ ہے۔ کہنے لگیں ہم اس وقت تک پانی پلا نہیں سکتیں جب تک یہ چرواہے نہ لوٹ جائیں اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے چنانچہ موسیٰ نے انکی بکریوں کو پانی پلا دیا پھر ایک سائے دار جگہ پر جا بیٹھے اور کہا میرے رب جو بھلائی بھی تو مجھ پر نازل کرے میں اس کا محتاج ہوں"۔

اہل مدین کی راہنمائی کیلئے سیّدنا شعیب علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا تھا اور یہ دونوں لڑکیاں اس کی بیٹیاں تھیں چونکہ آپ بوڑھے ہو چکے تھے لہٰذا بکریاں چرانے یہی جایا کرتی تھیں جس کنویں سے مدین کے لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلایا کرتے تھے اس کے منہ پر ایک بھاری پتھر پڑا رہتا تھا وہ اتنا بھاری تھا کہ دس آدمی مل کر زور لگائیں تو وہ سرکایا جا سکتا تھا سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اکیلے ہی وہ پتھر اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا یہ منظر دیکھ کر سبھی ششدر رہ گئے۔ لڑکیوں کی بکریوں کو آپ نے پانی پلایا اور درخت کے سائے میں جا کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے لگے۔ یہ لڑکیاں جب جلدی گھر پہنچیں تو باپ کے دریافت کرنے پر انہوں نے سارا واقعہ بتا دیا باپ نے کہا اس اجنبی مہمان کو بلا لاؤ۔

قرآن حکیم میں اس واقعے کو کچھ اس انداز سے بیان کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۖ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۭ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۡ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ○ قَالَ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۭ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ○ ((القصص : ۲۵-۲۸))

اتنے میں ان عورتوں میں سے ایک شرماتی ہوئی آئی اور کہا آپ نے ہماری بکریوں کو پانی پلایا ہے تو میرا باپ آپ کو بلاتا ہے تاکہ آپ کو صلہ دے پھر جب موسیٰ ان کے پاس آئے اور اپنا حال سنایا تو انہوں نے کہا ڈرو نہیں تم نے ان ظالموں سے نجات پالی۔ ان میں سے ایک بولی اباجان اسے اپنا نوکر رکھ لیجئے یقیناً بہترین آدمی جسے آپ رکھنا چاہیں یہی ہوسکتا ہے جو طاقتور اور امین ہو۔ (شعیب علیہ السلام نے) کہا میں چاہتا ہوں (اے موسیٰ) کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا تجھ سے اس شرط پر نکاح کردوں کہ تم میرے ہاں آٹھ برس ملازمت کرو۔ اور اگر دس سال پورے کردو تو تمہاری مہربانی۔ میں اس معاملہ میں تم پر سختی نہیں چاہتا۔ ان شاء اللہ تم مجھے ایک خوش معاملہ آدمی پاؤ گے۔ موسیٰ نے کہا یہ بات میرے اور تمہارے درمیان طے ہوگئی جو مدت بھی میں پوری کروں گا مجھ پر کوئی دباؤ نہ ہوگا اور جو ہم قول واقرار کررہے ہیں اللہ اس پر نگہبان ہے"۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی سیدنا شعیب علیہ السلام کی چھوٹی بیٹی سے شادی ہوگئی، شادی کیلئے شرط یہ طے پائی کہ آٹھ سال تک یہاں رہ کر بکریاں چرانا ہوں گی اگر دس سال یہ خدمت سرانجام دیں تو مہربانی ہوگی آپ نے دس سال وہاں مدین میں قیام کیا اور پھر اپنی اہلیہ کو لے کر مصر کی طرف روانہ ہوئے موسم سرما تھا سردی بہت زیادہ تھی آگ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کوہ طور پر روشنی کی جھلک دیکھی تو وہاں سے آگ لانے کیلئے تشریف لے گئے وہ دراصل آگ نہیں تھی بلکہ تجلیات الٰہیہ کا درود تھا۔ اس واقعے کی تفصیل قرآن حکیم میں کچھ اس انداز میں بیان کی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ○ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ڰ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ○ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۣ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○ ((القصص: ۲۹-۳۲))

پھر جب موسیٰ نے وہ مدت پوری کر لی اور اپنے اہل خانہ کو لے کر چلے تو طور (پہاڑ) کے ایک طرف انہیں آگ نظر آئی انہوں نے اپنی اہلیہ سے کہا: تم یہاں ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں وہاں سے تمہارے لئے کوئی (راستہ کی) خبر یا آگ کا انگارا ہی اٹھا لاؤں تاکہ تم سینک سکو۔ پھر جب موسیٰ وہاں پہنچے تو وادی کے دائیں کنارے مبارک خطہ کے ایک درخت سے آواز آئی کہ "اے موسیٰ! میں ہی اللہ ہوں

سارے جہانوں کا رب۔اور (اللہ نے حکم دیا) کہ اپنی لاٹھی پھینکو۔پھر جب موسیٰ نے اس (پھینکی ہوئی) لاٹھی کو سانپ کی طرح بل کھاتے دیکھا تو موسیٰ پیٹھ پھیر کر پیچھے ہٹے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) آگے بڑھو اور ڈرو نہیں تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔(نیز) اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو وہ بغیر کسی تکلیف کے چمکتا ہوا نکلے گا۔اور اگر ڈر محسوس ہو تو اپنا بازو اپنے جسم سے لگا لو۔سو یہ تیرے رب کی طرف سے دو معجزے ہیں۔جنہیں تم فرعون اور اس کے درباریوں کے سامنے پیش کر سکتے ہو وہ بڑے نافرمان لوگ ہیں''۔

سورہ طٰہٰ میں اس واقعے کو اس انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰٓى ۝ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰٓى ۝ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ۝ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۝ ((طٰہٰ : ۱۱ - ۱۶))

جب وہ وہاں پہنچے تو انہیں آواز آئی اے موسیٰ بلاشبہ میں تمہارا رب ہوں اس وقت تم طوٰی کے مقدس میدان میں ہو لہٰذا اپنے جوتے اتار لو۔اور میں نے تمہیں چن لیا ہے۔لہٰذا جو وحی کی جاتی ہے۔اسے غور سے سنو بلاشبہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی الٰہ نہیں لہٰذا میری عبادت کرو۔اور میری یاد کیلئے نماز قائم کرو۔قیامت یقیناً آنے والی ہے میں اسے خفیہ کرنے والا ہوں تاکہ ہر شخص اپنی جدوجہد کا بدلہ پائے۔لہٰذا جو قیامت پر ایمان نہیں لایا اور اپنی خواہش کے پیچھے لگا رہا تمہیں (اس سے) روک نہ دے ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے''۔

کوہِ طور پہاڑ جسے جبل موسیٰ بھی کہا جاتا ہے

مصر میں ابو الہول کے سامنے کا منظر۔۔۔

کوہ طور پر اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو دو معجزے عطا کیے ایک ید بیضا کا اور دوسرا طلسماتی لاٹھی کا اور اس کے علاوہ موسیٰ علیہ السلام کو نو واضح نشانیاں مزید دی گئیں تا کہ آل فرعون پر آپ کی دھاک بٹھا دی جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بنی اسرائیل میں اختصار کے ساتھ اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِذْ جَاۗءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ○ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَاۗءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَاۗىِٕرَ ۚ وَاِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ○ ((الاسرآء : ۱۰۱ - ۱۰۲))

ہم نے موسیٰ کو نو واضح آیات دی تھی بنی اسرائیل سے پوچھ لیجئے کہ جب موسیٰ ان کے پاس آئے تو فرعون نے ان سے کہا: موسیٰ میں سمجھتا ہوں کہ تجھ پر سحر کر دیا گیا ہے۔ موسیٰ نے جواب دیا تو جانتا ہے کہ ان بصیرت افروز نشانیوں کو اس ذات نے نازل کیا۔ جو ارض و سموات کا مالک ہے۔ اور اے فرعون میں تو سمجھتا ہوں کہ تو ہلاک ہو کر رہے گا۔"

سورۃ اعراف میں اسی بات کو تفصیل کیساتھ بیان کیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○ فَاِذَا جَاۗءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۭ اَلَآ اِنَّمَا طٰۗىِٕرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ○ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۡ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○ ((الاعراف : ۱۳۰ - ۱۳۳))

پھر ہم نے فرعونیوں کو کئی سال تک قحط اور پیداوار کی کمی میں مبتلا رکھا کہ شائد وہ کوئی سبق حاصل کریں پھر جب انہیں جب کوئی بھلائی پہنچتی تو کہتے کہ ہم اسی کے مستحق تھے۔ اور جو کوئی تکلیف پہنچتی تو اسے موسیٰ اور اس کے ساتھ کی نحوست بتاتے۔ حالانکہ نحوست تو اللہ کے ہاں انکی اپنی تھی۔ لیکن ان میں اکثر لوگ یہ نہ سمجھتے تھے۔ نیز وہ موسیٰ سے کہتے کہ ہمیں مسحور کرنے کیلئے جو بھی معجزہ تو ہمارے پاس لائے گا ہم تیری بات کو ماننے والے نہیں۔ آخر ہم نے ان پر طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک اور خون کا عذاب ایک ایک کر کے مختلف وقتوں میں یہ نشانیاں بھیجیں۔ پھر بھی وہ اکڑے ہی رہے۔ کیونکہ وہ تھے ہی مجرم لوگ"۔

جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو منصب نبوت پر فائز کر کے معجزات عطا کر دیئے تو یہ حکم دیا کہ اب فرعون کی راہنمائی کیلئے اس کے پاس جاؤ اور اسے میری طرف دعوت دو۔ تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار میں نے تو ان کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا اب مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اس کے بدلے کہیں وہ بھی مجھے قتل نہ کر دے تو میری مدد کیلئے میرے بھائی ہارون کو رسالت کے طلعت سے سرفراز فرمائیں۔ قرآن مجید میں اس واقعہ کو کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ○ وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْٓ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ○ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِیْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْكُمَا ۚ بِاٰیٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ○

((القصص : ۳۳ - ۳۵))

موسیٰ نے عرض کیا میرے رب میں نے ان کے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا۔ لہٰذا مجھے خطرہ ہے کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ صاف

ہے اسے میرے ساتھ بطور معاون بھیج دے تا کہ وہ میری تصدیق کرے مجھے خطرہ ہے کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے۔ اللہ نے فرمایا ہم تیرے بھائی سے تیرا بازو مظبوط کر دیں گے۔ اور تم دونوں کو ایسا غلبہ عطا کریں گے کہ وہ تم دونوں پر دست درازی نہ کر سکیں گے۔ ہمارے معجزات سے تم دونوں اور تمہارے پیروکار ہی غالب رہیں گے"۔

سورۃ طٰہٰ میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا بیان کی گئی ہے۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۝ ((طٰہٰ: ۲۵-۲۷))

اس نے کہا میرے رب میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر دے، اور میری زبان کی گرہ کھول دے وہ میری بات کو سمجھیں۔

سورہ طٰہٰ میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا اس انداز میں بیان کی گئی ہے۔

وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ۝ هٰرُوْنَ اَخِي ۝ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ۝ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ۝ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ۝ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۝ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ۝ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ۝ ((طٰہٰ: ۲۹-۳۱))

اور میرے خاندان سے میرا مددگار مقرر کر دے ہارون میرا بھائی ہے اس سے میری کمر کو مضبوط کر دے۔ اور اسے میرے کام میں شریک کر دے۔ تا کہ تیری زیادہ سے زیادہ تسبیح کریں۔ اور تیرا ذکر زیادہ سے زیادہ کریں۔ تو ہمارے حال کو خوب دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا اے موسیٰ تیری سفارش قبول کر لی گئی"۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگا اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کر دیا اپنے بھائی ہارون کو نبی بنانے کی سفارش کی وہ منظور کر لی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا

''ہم نے اپنی رحمت سے اس کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر اسے عطا کیا۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر دانی ہے۔ امّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کے سفر پر جاتے ہوئے ایک شخص کو لوگوں سے یہ سوال کرتے ہوئے سنا کہ وہ یہ کہہ رہا ہے وہ شخص کون ہے جس کا اپنے بھائی پر سب سے زیادہ احسان ہو لوگ یہ سوال سن کر خاموش رہے امّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہودج کے ارد گرد کھڑے لوگوں سے کہا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام ہیں جس کے مطالبے پر اللہ تعالیٰ نے اس کے بھائی ہارون علیہ السلام کو منصب نبوت پر سرفراز کیا۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف توحید کی دعوت دینے کا حکم دیا تو انہوں اپنی مدد کیلئے اپنے بڑے بھائی ہارون کو نبی بنانے کا مطالبہ کر دیا ان کا یہ مطالبہ مان لیا گیا پھر دونوں کو فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا گیا۔ شاہی دربار میں فرعون سے ملاقات ہوئی اسے اللہ کی طرف دعوت دی تو اس نے کیا جواب دیا یہ منظر قرآن حکیم میں کچھ اس طرح پیش کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا يَتَّقُونَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ ۝ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ۝ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنبٌ فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ ۝ قَالَ كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا ۖ إِنَّا مَعَكُم مُّسْتَمِعُونَ ۝ فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ۝ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝

((الشعراء : ۱۰ - ۱۹))

اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے موسیٰ کو پکارا کہ ظالم قوم کے پاس جاؤ یعنی فرعون کی قوم کے پاس کیا وہ ڈرتے نہیں۔ موسیٰ نے عرض کی میرے رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ

مجھے جھٹلا دیں گے۔ میرا سینہ گھٹتا ہے اور زبان نہیں چلتی لہٰذا ھارون کو (بھی) رسالت عطا فرما اور میرے ذمہ ان کا جرم ہے میں ڈرتا ہوں کہ مجھے مار نہ ڈالیں۔ اللہ نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں تم دونوں ہماری نشانیاں لے جاؤ ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں سب سن رہے ہیں۔ فرعون کے پاس جا کر اسے کہو کہ ہم رب العالمین کے رسول ہیں۔ (اس لئے آئے ہیں) کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ روانہ کر دیجئے۔ فرعون کہنے لگا کیا ہم نے تمہیں اپنے ہاں بچپن میں پالا نہ تھا۔ اور تو نے اپنی عمر کے کئی سال ہمارے ہاں نہیں گزارے۔ نیز تو نے وہ کام کیا جو کر کے چلا گیا۔ اور تو تو ہے ہی ناشکرا"۔

جب دونوں بھائیوں نے فرعون کے روبرو یہ کہا کہ ہم رب العالمین کے پیغمبر ہیں آپ کے نام پیغام یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو اپنی غلامی سے آزاد کر دو اور انہیں ہماری تحویل میں دے دو یہ سن کر فرعون سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو احسان جتلانے لگا کہ تم یہیں ہمارے دربار میں پل بڑھ کر جوان ہوئے ہو۔ اب ہمیں ہی سمجھانے آ گئے ہو۔ اور یہاں سے جاتے ہوئے یاد ہے تم نے ہمارے ایک آدمی کو قتل نہ کر دیا تھا یہ تم ہمارے سامنے کس رب العالمین کی بات کرتے ہو۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے دربار میں جو بیان دیا اسے قرآن کریم میں کچھ اس انداز سے بیان کیا گیا ہے۔

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۝ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

((الشعراء : ۲۳-۲۸))

فرعون کہنے لگا یہ رب العالمین کیا ہوتا ہے۔ موسیٰ نے کہا وہ جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، سب کا مالک ہے۔ اگر تمہیں کچھ یقین آ جائے۔ فرعون نے

اپنے آس پاس والوں سے کہا کچھ سن رہے ہو۔ موسیٰ نے کہا ہاں وہی تمہارا اور تمہارے آباء کا رب ہے۔ فرعون کہنے لگا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے یہ تو مجنون ہے۔ موسیٰ نے کہا وہی مشرق اور مغرب اور جو ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے اگر تمہیں سمجھ آسکے"۔

فرعون نے وزیروں مشیروں اور حاشیہ نشینوں کو بڑھکایا۔ لیکن دونوں بھائی اللہ کے رسول کہاں گھبرانے والے تھے۔ انہوں نے دوٹوک انداز میں اللہ رب العالمین کا تعارف بھرے دربار میں پیش کیا۔ فرعون نے دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ اگر تم میرے علاوہ کسی کو اپنا معبود قرار دو گے تو میں تمہیں گرفتار کر کے جیل بھیج دوں گا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بڑے اطمینان کے ساتھ فرعون سے کہا کہ اگر میں تجھے اپنے رسول ہونے کی کچھ نشانیاں دکھلا دوں تو کیسا رہے گا؟ فرعون نے کہا ٹھیک ہے دکھلاؤ کیا کرتب ہے تمہارے پاس سورہ الشعراء میں اس واقعے کو کچھ اس انداز سے بیان کیا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ○ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِينٍ ○ قَالَ فَأْتِ بِهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ○ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ○ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ○ ((الشعراء :۲۹-۳۳))

فرعون بولا دیکھو اگر تم نے میرے سوا کوئی اور الٰہ مانا تو میں تجھے قید میں ڈال دوں گا موسیٰ نے کہا خواہ میں تمہارے پاس کوئی واضح چیز (نشانی) بھی لاؤں۔ فرعون کہنے لگا لاؤ وہ چیز اگر تم سچے ہو۔ چنانچہ موسیٰ نے اپنا عصا پھینکا تو وہ فوراً ہو بہو ایک اژدھا بن گیا۔ نیز موسیٰ نے اپنا ہاتھ (بغل سے) کھینچا تو وہ یکدم دیکھنے والوں کے سامنے چمک رہا تھا"۔

www.KitaboSunnat.com

فرعون نے جب اپنے دربار میں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے پیش کئے گئے معجزات دیکھے کہ طلسماتی لاٹھی بہت بڑے اژدھے کا روپ دھار گئی ہے۔ اور ایک ہاتھ سورج کی طرح روشنی بکھیر رہا ہے۔ فرعون یہ عجیب وغریب منظر دیکھ کر گھبرا تو گیا تھا لیکن اس نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا یہ تو واضح طور پر جادوگر کا کرتب ہے۔ اور تم اس جادو کے ذریعے سرزمین مصر پر قبضہ کرنا چاہتے ہو۔ ہم بھی اپنے جادوگر تمہارے مقابلے کیلئے بلاتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کس کا جادو زیادہ کارگر ثابت ہوتا ہے۔

سورہ الاعراف میں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کے جادوگروں سے مقابلے کی روئیداد تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ ۝ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَاۗءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۙ ۝ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ حٰشِرِيْنَ ۙ ۝ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ۝ وَجَاۗءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ۝ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَاۗءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ۝ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ

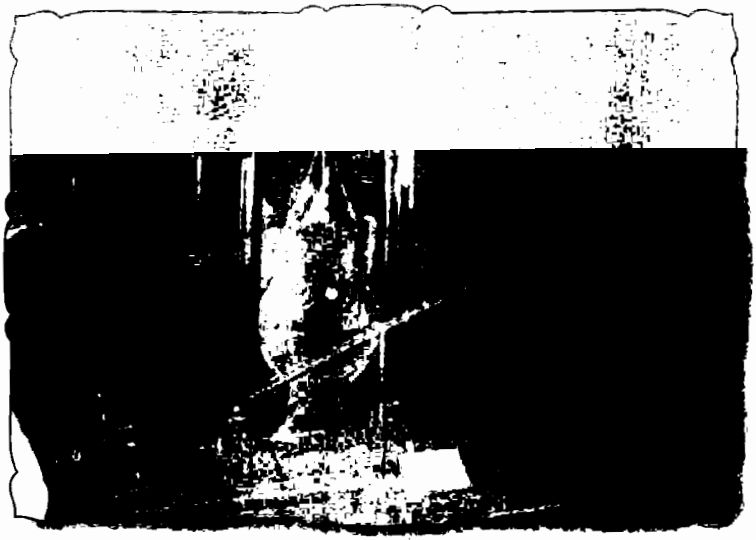

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی استعمال کردہ اشیاء (استنبول، توپ کاپی اور عصائے موسیٰ)

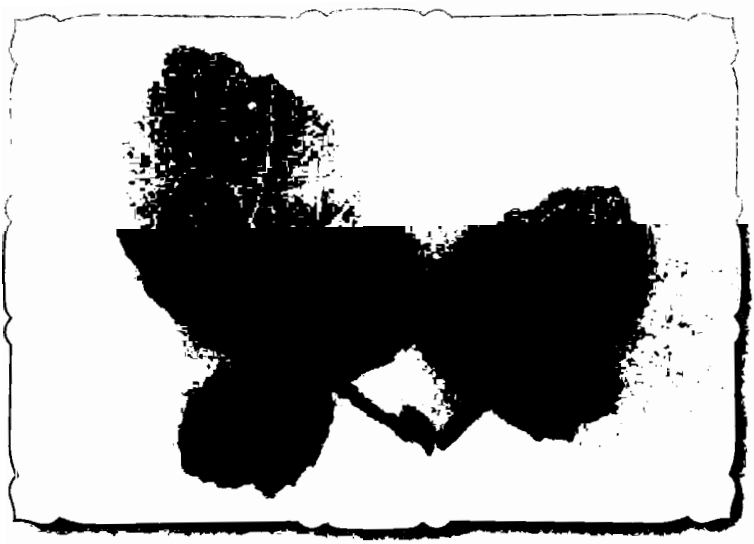

... اجھاڑی کا ٹہنا جو انگور کے پتے سے ملتا جلتا ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام کو آگ دکھائی دی

فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِكُوْنَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِیْنَ ۝ وَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ ۝ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ۝ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِی الْمَدِیْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰیٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ ۝ ((الاعراف : ۱۰۳ - ۱۲۶))

پھران کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنے معجزات دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا۔ مگر انہوں نے بھی ہمارے معجزات سے ناانصافی کی۔ پھر دیکھ لو فساد کرنیوالوں کا کیا انجام ہوا۔ اور موسیٰ نے فرعون سے کہا میں یقیناً رب العالمین کا رسول ہوں میرے لائق یہی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے متعلق وہی بات کروں جو سچی ہو۔ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے معجزات لایا ہوں۔ لہٰذا بنی اسرائیل کو میرے ساتھ روانہ کردے۔ فرعون نے کہا اگر تو سچا ہے اور کوئی معجزہ لے کر آیا ہے اسے پیش کر۔ چنانچہ موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا۔ تو وہ فوراً ایک اژدھا بن گیا اور (بغل سے) اپنا ہاتھ نکالا تو وہ دیکھنے کو چمکدار دکھائی دینے لگا۔ فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا یہ تو بڑا ماہر ساحر ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تمہیں تمہارے ملک سے نکال دے اب تم کیا مشورہ دیتے ہو۔ پھر انہوں نے کہا کہ موسیٰ اور اس کے بھائی کو روکے رکھو۔ اور شہروں میں ہرکارے بھیج دو جو سارے ماہر ساحروں کو تیرے پاس لے آئیں۔ چنانچہ ساحر فرعون کے پاس آگئے اور کہنے لگے اگر ہم غالب رہے تو ہمیں کچھ صلہ بھی ملے گا۔ فرعون نے کہا ہاں اور میرے دربار میں منصب بھی ملیں گے۔ (پھر

مقابلہ کے وقت) ساحر کہنے لگے موسیٰ تم (پہلے) ڈالتے ہو یا ہم ڈالیں۔ کہا تم ہی ڈالو۔ پھر جب انہوں نے (رسیاں) پھینکیں تو انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر سحر کیا۔ اور خوفزدہ کر دیا اور بڑا زبردست سحر بنا لائے۔ ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اب تو (بھی) اپنا عصا ڈال دے۔ (عصا اژدھا بن کر) فوراً ان کے جھوٹے شعبدہ کو نگلنے لگا۔ چنانچہ حقیقت ثابت ہوگئی اور جو کچھ ان ساحروں نے بنایا تھا وہ ملیا میٹ ہوگیا۔ چنانچہ فرعون اور اس کے ساتھی مغلوب ہوئے اور انہیں ذلیل ہو کر واپس جانا پڑا اور جادوگر بے اختیار سجدہ میں گر پڑے (اور) کہنے لگے ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے فرعون نے انہیں کہا قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دیتا تم موسیٰ پر ایمان لے آئے۔ یقیناً یہ تمہاری ایک سازش تھی جو تم نے اس شہر (دارالسلطنت) میں کی ہے۔ تاکہ اس کے باشندوں کو یہاں سے نکال دو۔ سو تمہیں جلد اس کا انجام معلوم ہو جائے گا۔ میں مخالف سمتوں سے تمہارے بازو اور پاؤں کاٹ دوں گا۔ اور تم سب کو سولی چڑھا دوں گا۔ ساحر کہنے لگے ہم یقیناً اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اور ہماری کون سی بات تمہیں بری لگی ہے سوائے اس کے کہ جب ہمارے پاس ہمارے رب کی نشانیاں آگئیں تو ہم ان پر ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب ہم پر صبر کا فیضان کر اور ہمیں اسلام کی حالت میں موت دے۔"

سورہ یونس میں اس واقعے کو اس انداز میں بیان کیا گیا ہے:

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ۭ اَسِحْرٌ هٰذَا ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ○ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا نَحْنُ

لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ○ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ○ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ○ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ○ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ○

((یونس : ۷۵ - ۸۲))

پھر اس کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو وہ اکڑ گئے اور وہ تھے ہی مجرم لوگ۔ پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آ گیا تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے موسیٰ نے کہا جب تمہارے پاس حق آ گیا تو تم اسے سحر کہنے لگے کیا یہ سحر ہے۔ حالانکہ جادوگر کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اس سے پھیر دو جس پر ہم نے اپنے آباء کو پایا ہے۔ اور ملک میں تم دونوں کی بڑائی قائم ہو جائے۔ ہم تو تمہاری بات ماننے والے نہیں۔ اور فرعون کہنے لگا کہ ہر ماہر ساحر کو میرے پاس حاضر کرو۔ پھر جب سب ساحر آ گئے تو انہیں موسیٰ نے کہا جو کچھ تم نے پھینکنا ہے پھینکو۔ جب وہ پھینک چکے تو موسیٰ نے کہا جو کچھ تم لائے وہ سحر ہے۔ اللہ ابھی اسے مٹا ڈالے گا۔ اللہ فسادیوں کے کام کو سنوارا نہیں کرتا۔ اور اللہ اپنے حکم سے سچ کو سچ ہی کر دکھائے گا۔ اگرچہ یہ بات مجرموں کو ناگوار ہو"

سورہ الشعرآء میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا جادوگروں سے مقابلے کا منظر اس طرح پیش کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ○ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ○ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ○ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ○

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۙ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ
بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ
حٰشِرِيْنَ ۙ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ۝ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ
مَّعْلُوْمٍ ۙ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ۙ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ
اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا
لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝
قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ
وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا
هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۚ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۙ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ۙ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ
اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۗ لَاُقَطِّعَنَّ
اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۚ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۚ
اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۙ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَاۤ اَنْ
كُنَّاۤ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۘ ((الشعرآء : ۲۹ - ۵۱))

فرعون بولا دیکھو اگر تم نے میرے سوا کوئی اور الٰہ مانا تو میں تجھے قید میں ڈال دوں گا۔ موسیٰ نے کہا خواہ میں تمہارے پاس کوئی واضح چیز (نشانی) بھی لے آؤں۔ فرعون کہنے لگا: لاؤ وہ چیز اگر تم سچے ہو۔ چنانچہ موسیٰ نے اپنا عصا پھینکا تو وہ فوراً ہو بہو ایک اژدھا بن گیا۔ نیز موسیٰ نے اپنا ہاتھ (بغل سے) کھینچا تو وہ یکدم دیکھنے والوں کے سامنے چمک رہا تھا۔ فرعون نے اپنے آس پاس والوں سے کہا یہ تو یقیناً بڑا ماہر جادوگر ہے وہ چاہتا ہے کہ اپنے سحر کے زور سے تمہیں تمہارے ملک سے نکال دے۔ تم کیا مشورہ دیتے ہو۔ کہنے لگے اسے اور اس کے بھائی کے معاملے کو ملتوی کیجئے اور شہروں

میں ہرکارے بھیج دیجئے جو ہر سیانے ساحر کو آپ کے پاس لے آئیں۔ چنانچہ ایک معین دن میں ایک مقررہ وقت پر تمام ساحروں کو اکٹھا کیا گیا۔ اور لوگوں سے پوچھا گیا کیا تم بھی اس اجتماع میں شامل ہوگے۔ تاکہ اگر یہ ساحر غالب رہے تو شائد ہمیں انہی کی بات ماننی پڑے پھر جب ساحر (میدان میں) گئے تو فرعون سے پوچھنے لگے کہ اگر ہم غالب رہے تو ہمیں صلہ ملے گا۔ فرعون نے جواب دیا ہاں اور تمہیں عہدے بھی ملیں گے۔ موسیٰ نے ساحروں سے کہا پھینکو جو تم پھینکنا چاہتے ہو۔ چنانچہ انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں پھینک دیں اور کہنے لگے کہ فرعون کی عزت کی قسم ہم ہی غالب رہیں گے۔ پھر موسیٰ نے اپنا عصا پھینکا تو جو ساحروں نے شعبدے بنائے تھے اس نے فوراً نگلنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر ساحر بے اختیار سجدہ میں گر پڑے۔ کہنے لگے ہم رب العالمین پر ایمان لاتے ہیں۔ جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔ فرعون بولا تم ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں اس کی اجازت دیتا۔ یقیناً یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں سحر سکھایا ہے۔ اس کا انجام تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا اور میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کٹوا دوں گا اور تم سب کو سولی چڑھا دوں گا۔ وہ کہنے لگے کچھ پرواہ نہیں ہمیں اپنے رب کے حضور حاضر ہونا ہے ہم توقع رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری خطائیں معاف فرمائے گا کہ ہم پہلے ایمان لائے ہیں۔''

جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام جادوگروں کے مقابلے میں کامیاب و کامران ہوگئے سارے جادوگر ایمان لے آئے تو ماحول میں عجیب کیفیت طاری ہوگئی قوم کے سرداروں نے فرعون سے پرزور مطالبہ کیا کہ موسیٰ اور اس کی قوم کو کڑی سزا دی جائے ورنہ ان کے پورے ملک میں غالب آجانے کا اندیشہ ہے جب بنی اسرائیل پر پہلے سے زیادہ سختی بڑھ گئی تو انہوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے گلہ کیا آپ نے بنی اسرائیل کو صبر کرنے کی تلقین کرتے ہوئے اطلاع دی کہ فکر نہ کرو

حالات تمہارے حق میں بہتر ہو جائیں گے تمہیں آزادی کی نعمت سے سرفراز کیا جائے گا۔ فرعون کے شکنجے سے تمہیں چھٹکارا حاصل ہو جائے گا۔ سورہ الأعراف میں اس منظر کو کچھ اس انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ ۚ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ○ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا ۖ إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ ۖ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ○ قَالُوا أُوذِينَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ○ ((الاعراف : ۱۲۷-۱۲۹))

اور فرعون کی قوم کے سردار کہنے لگے کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑ دے گا کہ زمین میں فساد کرتے پھریں۔ اور تجھے اور تیرے معبودوں کو چھوڑ دیں گے۔ وہ کہنے لگا میں ان کے بیٹوں کو مروا ڈالوں گا اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دوں گا۔ اور ہمیں ان پہ قدرت حاصل ہے۔ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو۔ یہ زمین اللہ کی ہے۔ اور اپنے بندوں میں جسے چاہے اس کا وارث بنا دے۔ اور انجام (خیر) تو متقین کے لئے ہے۔ وہ موسیٰ سے کہنے لگے۔ تمہارے آنے سے پہلے ہمیں دکھ دیا جاتا تھا اور تمہارے آنے کے بعد بھی دیا جا رہا ہے۔ موسیٰ نے جواب دیا عنقریب تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا اور اس سرزمین میں تمہیں خلیفہ بنا دے گا پھر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو"۔

جب آل فرعون کی سرکشی حد سے بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے قانون فطرت کے مطابق ان پر طرح طرح کے عذاب نازل کئے جن کا تذکرہ سورہ الاعراف میں کچھ اس طرح کیا گیا ہے۔

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۭ اَلَآ اِنَّمَا طٰۗىِٕرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ○ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○ ((الاعراف : ۱۳۰-۱۳۳))

پھر ہم نے فرعونیوں کو کئی سال تک قحط اور پیداوار کی کمی میں مبتلا رکھا۔ کہ شائد وہ کوئی سبق حاصل کریں۔ پھر جب انہیں کوئی بھلائی پہنچتی تو کہتے کہ ہم اسی کے مستحق تھے۔ اور جو کوئی تکلیف پہنچتی تو اسے موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی نحوست بتاتے حالانکہ نحوست تو اللہ کے ہاں ان کی اپنی تھی۔ لیکن ان میں اکثر لوگ یہ نہ سمجھتے تھے۔ نیز وہ موسیٰ سے کہتے کہ ہمیں سحور کرنے کیلئے جو بھی معجزہ تو ہمارے پاس لائے گا ہم تیری بات کو ماننے والے نہیں۔ آخر ہم نے ان پر طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک اور خون کا عذاب ایک ایک کر کے مختلف وقتوں میں یہ نشانیاں بھیجیں پھر بھی وہ اکڑے ہی رہے کیونکہ وہ تھے ہی مجرم لوگ"۔

جب پے در پے عذاب الٰہی نازل ہونے لگے طوفان باد و باراں ٹڈی دل، جوئیں، مینڈک اور خون کی صورت میں عذاب مسلط کئے گئے تو فرعون کی پوری قوم عاجز آ گئی۔ انہوں نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ آپ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ہماری جان چھڑائیں تو ہم بنی اسرائیل کو آزادی دے کر آپ کے ساتھ بھیج دیں گے۔ آپ کی دعا سے عذاب الٰہی ٹل گیا تو فرعون کی قوم نے حسب معمول عہد شکنی کی تو اللہ تعالیٰ نے فرعون کو پوری قوم کیساتھ دریا میں غرق کر دیا۔

سورہ الاعراف میں یہ منظر کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يٰمُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰٓ أَجَلٍ هُمْ بَٰلِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِـَٔايَٰتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَٰفِلِينَ ۝ ((الاعراف : ۱۳۴ - ۱۳۶))

اور جب ان پر کوئی عذاب آپڑتا تو کہتے: اے موسیٰ تیرے رب نے تجھ سے جو (دعا قبول کرنے کا) عہد کیا ہوا ہے ہمارے لئے دعا کر اگر تو ہم سے عذاب کو دور کردے تو ہم یقیناً تجھ پر ایمان لے آئیں گے۔ اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ روانہ کردیں گے۔ پھر جب ہم ان سے وہ عذاب، ایک اور قسم کا عذاب آنے کی مدت تک ہٹا دیتے تو وہ عہد شکنی کردیتے تھے۔ آخر ہم نے ان سے انتقام لیا۔ اور انہیں سمندر میں غرق دیا۔ کیونکہ وہ ہماری آیات کو جھٹلاتے اور ان سے لاپروائی برتتے تھے۔"

سورہ الزخرف میں اس حیرت انگیز واقعے کو کچھ اس انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِـَٔايَٰتِنَآ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَإِيْهِ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَٰلَمِينَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِـَٔايَٰتِنَآ إِذَا هُمْ مِنْهَا يَضْحَكُونَ ۝ وَمَا نُرِيهِمْ مِنْ ءَايَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا ۖ وَأَخَذْنَٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَقَالُوا يَٰٓأَيُّهَ السَّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۖ إِنَّنَا لَمُهْتَدُونَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ۝ وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَٰقَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَٰذِهِ الْأَنْهَٰرُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ ۙ وَلَا

يَكَادُ يُبِيْنُ ○ فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ○ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ○ ((الزخرف : ۴۶-۵۶))

اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو موسیٰ نے جا کر کہا کہ میں رب العالمین کا رسول ہوں۔ پھر جب موسیٰ نے ہماری نشانیاں پیش کیں تو وہ ان کی ہنسی اڑانے لگے اور ہم نے جو بھی نشانی دکھائی وہ اپنے سے پہلی نشانی سے بڑھ کر ہوتی تھی۔ اور ہم انہیں عذاب میں مبتلا کرتے رہے کہ شائد وہ لوٹ آئیں۔ اور وہ یہی کہتے اے ساحر تیرے رب نے جو تجھ سے (دعا کی قبولیت کا) عہد کر رکھا ہے تو ہمارے لئے دعا کرو کہ ہم ضرور ہدایت پر آجائیں گے۔ پھر جب ہم ان سے عذاب ہٹا لیتے تو وہ فوراً (اپنا عہد) توڑ دیتے۔ اور فرعون نے (ایک دفعہ) اپنی قوم کے درمیان پکار کر کہا اے میری قوم کیا یہ مصر کی بادشاہی میری نہیں۔ اور یہ نہریں (بھی) جو میرے نیچے بہہ رہی ہیں۔ کیا تمھیں نظر نہیں آتا۔ بھلا میں بہتر ہوں یا یہ شخص جو ایک ذلیل آدمی ہے اور بات بھی صاف طور پر نہیں کر سکتا۔ (اگر یہ رسول ہے تو) اس پر سونے کے کنگن کیوں نہ اتارے گئے یا فرشتوں کی گارڈ اس کے ساتھ آئی ہوتی۔ اس نے اپنی قوم کو الو بنا لیا اور وہ مان گئے وہ تو تھے ہی بدکردار لوگ پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لے لیا اور ان سب کو غرق کر دیا۔ پھر ہم نے انہیں بعد والوں کے لئے پیش رو اور نمونہ بنا دیا"۔

فرعون اور اس کے لشکر کی تباہی کا منظر سورہ القصص میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ○ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ

بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ○ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ○

((القصص : ۳۶ - ۴۲))

پھر جب موسیٰ ہمارے واضح معجزات لے کر ان (فرعونیوں) کے پاس آئے تو وہ کہنے لگے یہ تو محض شعبدہ کی قسم کا سحر ہے اور ایسی باتیں تو ہم نے اپنے سابقہ آباء واجداد سے کبھی سنی ہی نہیں۔ موسیٰ نے کہا اس کا حال تو میرا رب ہی جانتا ہے۔ اور جو اس کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہے اور جس کیلئے دور آخرت ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ ظالم لوگ کبھی فلاح نہیں پاتے۔ اور فرعون نے کہا اے درباریو! میں تو اپنے علاوہ تمہارے لئے کسی الٰہ کو نہیں جانتا سوائے ہامان کو مٹی (کی اینٹوں) کو آگ سے پکا پھر میرے لئے ایک اونچی عمارت تیار کرو تا کہ میں موسیٰ کے الٰہ کو جھانک سکوں۔ اور میں اسے جھوٹا آدمی ہی سمجھتا ہوں۔ اور فرعون اور اس کے لشکر ملک میں ناحق ہی بڑے بن بیٹھے تھے۔ اور انہیں یقین ہو گیا تھا کہ ہمارے حضور واپس نہ لائے جائیں گے۔ چنانچہ ہم نے فرعون اور اسکے سب لشکروں کو پکڑا اور سمندر میں پھینک دیا اب دیکھ لو کہ ان ظالموں کا انجام کیسا ہوا۔ نیز ہم نے انہیں جہنم کی طرف دعوت دینے والے امام بنا دیا اور قیامت کے دن انہیں کہیں سے مدد نہ مل سکے گی۔ ہم نے اس

دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگادی اور قیامت کے دن ان کا بہت برا حال ہوگا۔"

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو لے کر روانہ ہو جائیں اب ان کی آزادی کا وقت آ گیا ہے جب وہ بنی اسرائیل کو لیکر روانہ ہوئے تو فرعون بھی لشکر جرار لے کر انہیں گھیرے میں لینے کے لیے ان کے پیچھے ہولیا۔ بنی اسرائیل گھبرا گئے آگے سمندر تھا پیچھے فرعون کا لشکر اب کیا کیا جائے قرآن نے اس منظر کو اس طرح پیش کیا ہے۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ○ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ○ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ○ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ○ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ○ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ○ كَذٰلِكَ ۖ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ○ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ○ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ○ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ○ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ○ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ○ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ○ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۖ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○ ((الشعرآء : ۵۲ - ۶۸))

ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے کر نکلو تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔ فرعون نے (فوج اکھٹی کرنے کیلئے) شہروں میں آدمی بھیج دیئے (اور کہلا بھیجا کہ) یہ مٹھی بھر لوگ ہیں جو ہمیں غصہ چڑھا رہے ہیں اور ہم یقیناً ایک مسلح جماعت ہیں۔ ہم فرعونیوں کو نکال لائے ان کے باغات اور چشموں سے اور خزانوں اور بہترین قیام گاہوں سے اسطرح ہم نے بنی اسرائیل کو ان کا وارث بنادیا چنانچہ (ایک دن) صبح کے وقت فرعونی ان کے تعاقب میں چل پڑے پھر جب دونوں

صحرائے سینا جہاں موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عصا زمین پر مارنے کا حکم دیا اور بارہ چشمے پھوٹ پڑے

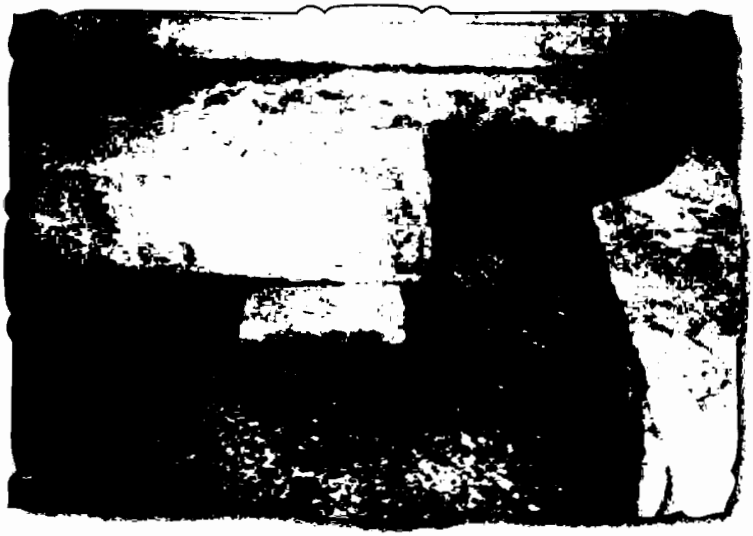

عین موسیٰ کا چشمہ جہاں سے نیچے بہتا پانی اس حوض میں جمع ہو کر نیچے جاتا ہے

جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو اصحاب موسیٰ چیخے کہ ہم پکڑے گئے۔ موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں۔ میرا رب میرے ساتھ ہے وہ جلد راہ نمائی کرے گا۔ چنانچہ سمندر پھٹ گیا اور ہر حصہ بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا اور ہم ایک دوسرے گروہ کو قریب لے آئے۔ موسیٰ اور اس کے تمام ساتھیوں کو تو ہم نے بچا لیا اور دوسرے گروہ کو وہاں غرق کر دیا اس واقعہ میں بھی ایک نشانی ہے لیکن اکثر ماننے والے نہیں بلاشبہ تمہارا رب ہی ہر چیز پر غالب ہے اور رحم کرنے والا ہے"۔

سورۃ الدخان میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کو اس انداز سے پیش کیا ہے:

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ۝ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَي اللّٰهِ ۚ اِنِّىْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَاِنِّىْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ۝ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ۝ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ۝ فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۭ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ۝ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ ۭ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝ مِنْ فِرْعَوْنَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰي عِلْمٍ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ ((الدخان:۱۷-۳۲))

اور ان سے پہلے ہم فرعون کی قوم کو آزما چکے ہیں۔ ان کے پاس ایک معزز رسول آیا کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں اور یہ کہ اللہ پر سرکشی نہ کرو میں تمہارے سامنے صریح سند پیش کرتا ہوں۔

اور میں نے اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لے لی کہ تم مجھے رجم کرسکو۔ اور اگر تم میری بات نہیں مانتے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ پھر موسیٰ نے اپنے رب کو پکارا یہ لوگ مجرم ہیں۔ اچھا میرے بندوں کو رات کے وقت لے کر نکل جاؤ یقیناً تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔ اور سمندر کو کھڑا چھوڑ کر باہر نکل جاؤ ان کا تمام لشکر ڈبو دیا جائے گا۔ وہ کتنے ہی باغ اور چشمے چھوڑ گئے۔ اور کھیت اور عمدہ عمارتیں بھی۔ اور نعمت کے سامان جن سے وہ مزے اڑاتے تھے۔ اسی طرح ہوا اور ہم نے ایک دوسری قوم کو ان کا وارث بنا دیا پھر نہ آسمان ان پر رویا اور نہ زمین۔ اور نہ ہی انہیں کچھ مہلت دی گئی۔ اور بنی اسرائیل کو ہم نے رسوا کرنے والے عذاب سے نجات دی۔ (یعنی) فرعون سے وہ حد سے بڑھنے والوں میں سے سرنکال رہا تھا۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو اپنے علم کی بناء پر اہل عالم پر فضیلت دی"۔

فرعون جب غرق ہونے لگا' جان لبوں تک آ گئی تو اس نے کہا میں اب اس معبود برحق پر ایمان لاتا ہوں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔ لیکن توبہ کا وقت گزر چکا تھا۔ سورہ یونس میں یہ منظر اس طرح پیش کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ ((یونس : ۹۰ - ۹۲))

اور ہم نے بنی اسرائیل کو (جب) سمندر سے پار جب گزار دیا تو فرعون اور اسکے لشکروں نے ازراہ سرکشی ان کا تعاقب کیا حتی کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو بولا میں اس

بات پر ایمان لاتا ہوں کہ الٰہ صرف وہی ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ اور میں اس کا فرماں بردار ہوں۔ اللہ نے فرمایا اب (تو ایمان لاتا ہے) جبکہ پہلے نافرمانی کرتا رہا۔ اور مفسد بنا رہا آج تو ہم تیری لاش ہی کو بچائیں گے تاکہ تو بعد میں آنے والوں کیلئے نشان عبرت ہے۔ اگرچہ اکثر لوگ ہماری آیتوں سے غفلت برتتے ہیں"۔

بنی اسرائیل کو آزادی مل گئی فرعون اور آل فرعون دریا میں غرق ہو گئے دریا عبور کرنے کے بعد جب بنی اسرائیل نے سکھ کا سانس لیا تو وہ ایسے لوگوں کو ملے جو بتوں کے پجاری تھے۔ بنی اسرائیل نے ان لوگوں کی طرف دیکھ کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے یہ مطالبہ کر دیا کہ ہماری پوجا پاٹ کا انتظام بھی اس طرح کیجئے جس طرح یہ لوگ کرتے ہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو گذرا ہوا وقت یاد دلایا۔ اس منظر کو سورہ الاعراف میں اس طرح پیش کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ○ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ۭ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ○ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰي قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓي اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ○ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ○ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَاۗءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَاۗءَكُمْ ۭ وَفِيْ

''دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو'' فرعون کی مسخ شدہ لاش

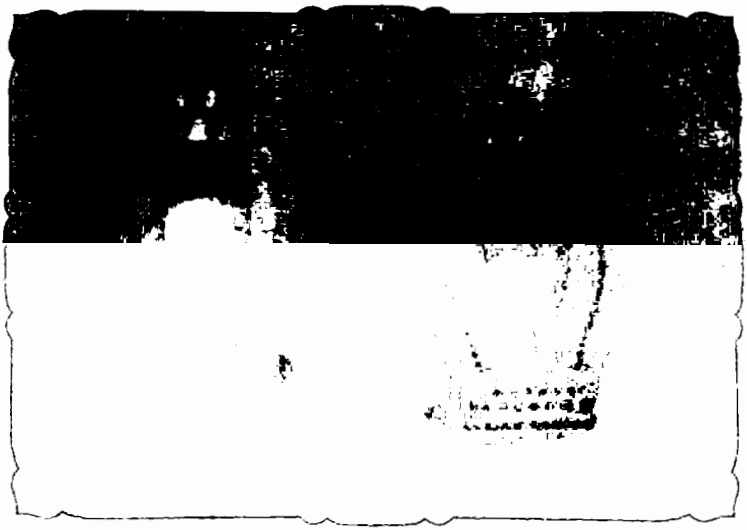

فرعون کے سونے کے کنگن جو قاہرہ میوزیم میں موجود ہیں

ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ○ ((الاعراف : ۱۳۶ - ۱۴۱))

آخر ہم نے ان سے انتقام لیا اور انہیں سمندر میں غرق کر دیا۔ کیونکہ وہ ہماری آیات کو جھٹلاتے اور ان سے لاپروائی برتتے تھے۔ پھر ہم نے ان کا وارث ان لوگوں کو بنایا جو کمزور سمجھے جاتے تھے۔ اور اس سرزمین کا (بھی) وارث بنایا جس کے مشرق ومغرب میں ہم نے برکت رکھی ہوئی ہے۔ اور بنی اسرائیل کے حق میں آپ کے رب کا اچھا وعدہ پورا ہو گیا کیونکہ انہوں نے صبر کیا تھا اور فرعون اور اسکی قوم جو کچھ عمارتیں بناتے اور (انگوروں کے باغ) چھتریوں پر چڑھاتے تھے سب کو ہم نے تباہ کر دیا۔ اور (جب) ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پار اتار دیا تو وہ ایک ایسی قوم کے پاس آئے جو اپنے بتوں کی عبادت میں لگے ہوئے تھے۔ کہنے لگے موسیٰ ہمیں بھی ایک ایسا الٰہ بنا دو جیسے ان لوگوں کا الٰہ ہے۔ موسیٰ نے کہا بلاشبہ تم بڑے جاہل لوگ ہو۔ یہ لوگ جس کام میں ہیں برباد ہونے والا ہے۔ اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں سراسر باطل ہے (پھر) کہا کیا میں اللہ کے علاوہ تمہارے لئے کوئی اور الٰہ تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہیں تمام اہل عالم پر فضیلت بخشی ہے۔ اور جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے نجات دی تو وہ تمہیں سخت عذاب میں مبتلا رکھتے تھے۔ تمہارے بیٹوں کو مار ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ جلا دیتے تھے۔ اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑی ابتلاء تھی"۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو فرعون کے چنگل سے نکالنے کیلئے بڑے جتن کئے لیکن اس قوم نے قدم قدم پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے پریشان کن حالات پیدا کئے سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو جہاد کیلئے تیار کرنے کی کوشش کی تاکہ اسے سرفرازی نصیب ہو لیکن اس قوم نے جہاد میں حصہ لینے سے صاف انکار کر دیا انہیں یہ دلاسا بھی دیا گیا کہ تم قدم بڑھا کر تو دیکھو فتح ونصرت تمہارے قدم چومے گی تم ہی غالب آؤ گے ڈرو نہیں ہمت کرو۔ لیکن وہ

بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہیں بیٹھ گئے۔ کہ یہ لوگ از خود علاقہ چھوڑ کر چلے جائیں تو ہم اس پر قبضہ کرلیں گے مقابلے کی ہم میں ہمت نہیں۔ تو اور تیرا رب لڑو ہم تو یہاں دھرنا مار کر بیٹھے ہیں۔

سورہ المائدہ میں اس منظر کو کچھ اس انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ○ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ○ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ○ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ○ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۗ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ○ ((المائدہ : ۲۰ - ۲۶))

اے میری قوم اس پاک سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لئے مقرر کر رکھی ہے اور پیچھے نہ ہٹو ورنہ نقصان اٹھا کر لوٹو گے وہ کہنے لگے موسیٰ وہاں تو بڑے زور آور لوگ رہتے ہیں جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے۔ ہاں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم داخل ہونے کو تیار ہیں۔ اور جو لوگ اللہ سے ڈرتے تھے ان میں سے دو آدمیوں نے جن کو اللہ نے اپنی نعمت سے نوازا تھا ...

کے مقابلے کے لئے دروازے میں داخل ہو جاؤ پھر جب تم اس میں داخل ہو گے تو پھر تم ہی غالب رہو گے اور اگر تم ایمان لاتے ہو تو اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرو۔ وہ کہنے لگے موسیٰ جب تک وہ (جبار لوگ) وہاں موجود ہیں ہم تو کبھی بھی داخل نہ ہوں گے۔ لہٰذا تو اور تیرا رب دونوں جاؤ اور ان سے جنگ کرو ہم تو یہیں بیٹھتے ہیں۔ موسیٰ نے کہا اے میرے رب بلاشبہ میرا اختیار تو صرف اپنے آپ پر اور اپنے بھائی پر ہے لہٰذا ہمارے اور نافرمان لوگوں کے درمیان تفریق کر دے۔ اللہ نے فرمایا اب وہ زمین ان پر ہمارس کیلئے حرام کر دی جاتی ہے۔ اتنی مدت یہ لوگ زمین میں مارے مارے پھریں گے لہٰذا ایسے نافرمان لوگوں کی حالت پر غم نہ کرنا"۔

بنی اسرائیل نے تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو صاف صاف کہہ دیا کہ ہم جہاد میں ہرگز حصہ نہیں لیں گے یہ تیرا اور تیرے رب کا کام ہے۔ لیکن بخاری مسند امام احمد، تفسیر طبری اور دلائل النبوۃ میں مذکور ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بدر میں شرکت کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر بہت عمدہ گفتگو کی۔ دیگر مہاجرین نے بھی بڑے حوصلے کی باتیں کیں لیکن انصار میں سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے تو کمال کر دیا۔ فرمانے لگے یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ہمیں سمندر میں کود جانے کا حکم دیں گے تو ہم اس میں بھی چھلانگیں لگا دیں گے۔ ہم میں سے کوئی ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہے گا' ہم دشمن سے نبرد آزما ہونے میں گھبراتے نہیں' ہم لڑائی کے دوران صبر کا مظاہرہ کریں گے' دشمن سے جم کر لڑیں گے۔ ہماری جنگی کارکردگی دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی' آپ ہمیں اللہ کی برکت سے لے کر تو چلیں ہم آپ کو وہ جواب نہیں دیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا۔ (اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُوْنَ) "تو اور تیرا رب جاؤ لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں"۔

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی باتیں سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔

(بحوالہ بخاری، مسند امام احمد، تفسیر طبری۔ دلائل النبوۃ)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بنی اسرائیل پر بے انتہا احسانات کئے۔ کھانے پینے کیلئے من اور سلوی اتارا لیکن اس قوم نے اللہ تعالیٰ کے احسانات کی قدر نہ کی، کھانے پینے کی قدرتی انتظام کے حوالے سے سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا :

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۝ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝ ((طٰہٰ : ۸۰ - ۸۲))

اے بنی اسرائیل ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی اور طور کی دائیں جانب تمہیں (کتاب دینے کا) وعدہ کیا اور تم پر من اور سلوی اتارا (اور کہا کہ) ہم نے جن پاکیزہ چیزوں کا تمہیں رزق دیا ہے اس میں کھاؤ اور کھا کر سرکشی نہ کرنا ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور اور جس پر میرا غضب اترا وہ گر کر ہی رہا۔ میں یقیناً درگزر کرنے والا ہوں اس سے جو شخص توبہ کرے، ایمان لائے، اچھے عمل کرے اور ہدایت پر گامزن رہے"۔

بنی اسرائیل کے پینے کیلئے بارہ چشموں کا قدرت کی طرف سے انتظام کیا گیا، کھانے پینے کیلئے آسمان سے غذا نازل ہوئی لیکن انہوں نے بے قدری کی انتہا کردی۔ اعلیٰ غذا کے بدلے معمولی غذا کا موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کردیا' یہ مطالبہ سن کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا اس منظر کو سورہ بقرہ میں اس طرح پیش کیا گیا ہے۔

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ وَاِذْ قُلْتُمْ

يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۭ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ۭ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ۭ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۤ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ ((بقرۃ : ۶۰ - ۶۱))

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی کی دعا کی تو ہم نے کہا فلاں چٹان پر اپنا عصا مارو چنانچہ اس چٹان سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے اور ہر قبیلہ نے اپنا اپنا گھاٹ جان لیا۔ (ہم نے انہیں کہہ دیا) اللہ کے عطا کردہ رزق سے کھاؤ پیو مگر (دوسروں کی چیزیں غصب کر کے) زمین میں فساد نہ مچاتے پھرنا اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ایک طرح کے کھانے پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے لہٰذا ہمارے لئے اپنے رب سے ان چیزوں کے لئے دعا کرو۔ اور جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں جیسے ساگ، ترکاری، گیہوں، مسور اور پیاز موسیٰ نے انہیں کہا کیا تم بہتر چیز کے بدلے گھٹیا چیز تبدیل کرنا چاہتے ہو۔ (یہی بات ہے تو) کسی شہر کی طرف نکل چلو۔ اور جو تم چاہتے ہو وہاں تمہیں مل جائے گا۔ اور بالآخر (انجام کار) ان پر ذلت اور بدحالی مسلط کر دی گئی اور اللہ کے غضب میں گھر گئے جسکی وجہ یہ تھی کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کرنے لگے تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرتے اور (حدود شریعت سے) آگے نکل جاتے تھے۔ جو لوگ (بظاہر) ایمان لائے ہیں اور جو یہودی یا عیسائی یا صابی ہیں ان میں سے جو ہی (فی الحقیقت) اللہ پر اور آخرت

پر ایمان لائے اور عمل بھی اچھے کرے تو ایسے ہی لوگوں کو اپنے رب کے ہاں سے اجر ملے گا اور ان پر نہ تو کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے"۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بنی اسرائیل سے احسانات جتلانے کا ایک انداز یہ اختیار کیا جس کا منظر سورہ بقرہ میں کچھ اس طرح پیش کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ○ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

((بقرہ : ۴۹ - ۵۷))

اور جب ہم نے تمہیں آل فرعون سے نجات دی تھی' یہ لوگ تمہیں سخت دکھ دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے لئے تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی۔ اور جب ہم

نے تمہاری خاطر سمندر کو پھاڑا ہم نے تمہیں نجات دی اور آل فرعون کو غرق کر دیا اور تم دیکھ رہے تھے اور جب ہم نے موسیٰ کو چالیس راتوں کے وعدہ پر بلایا پھر ان کی غیر موجودگی میں تم نے بچھڑے کو معبود بنالیا اور تم فی الواقع ظالم تھے۔ پھر اس کے بعد ہم نے تمہارا یہ جرم بھی معاف کر دیا۔ کہ شائد تم شکر گزار بن جاؤ۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب اور قانون فیصل دیا۔ تا کہ تم ہدایت پاسکو۔ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم: تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے آپ پر بڑا ظلم کیا۔ لہٰذا اپنے خالق کے حضور توبہ کرو اور اپنی جانوں کو ہلاک کرو تمہارے رب کے ہاں یہی بات تمہارے حق میں بہتر ہے۔ چنانچہ اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر لی وہ توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اور جب تم نے موسیٰ سے کہا کہ ہم تو جب تک اللہ کو اعلانیہ نہ دیکھ لیں تجھ پر ایمان نہ لائیں گے۔ پھر تمہارے دیکھتے دیکھتے تمہیں بجلی نے آ پکڑا پھر تمہاری موت کے بعد ہم نے تمہیں زندہ کر اٹھایا کہ شائد اب تم شکر گزار بن جاؤ اور ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور (تمہارے کھانے میں) من سلوی اتارا (اور کہا) یہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں۔ اور انہوں نے ہم پر کوئی ظلم نہ کیا بلکہ وہ اپنے آپ پر ہی ظلم کر رہے تھے"۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو کر دیکھنے کا مطالبہ کر دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ میری تجلیات کی تاب نہیں لا سکتے یہ واقعہ کس طرح رونما ہوا سورہ الاعراف میں اس کا منظر کچھ اس طرح پیش کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ

اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ ۚ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۚ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ○ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ○ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ ((الاعراف: ۱۴۲-۱۴۷))

اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا پھر اسے دس مزید راتوں سے پورا کیا تو اس کے رب کی مقررہ چالیس راتیں پوری ہوگئیں اور (جاتے وقت) موسیٰ نے اپنے بھائی ھارون سے کہا: تم میری قوم میں میرے خلیفہ ہو۔ اصلاح کرتے رہنا اور فساد کرنے والوں کی راہ پر نہ چلنا۔ اور جب موسیٰ ہمارے مقررہ وقت اور جگہ پر آگئے اور اس سے اس کے رب نے کلام کیا موسیٰ نے عرض کیا میرے رب مجھے دکھلا کہ میں ایک نظر تجھے دیکھ سکوں۔ اللہ نے فرمایا تو مجھے نہ دیکھ سکے گا البتہ اس پہاڑ کی طرف دیکھ اگر یہ اپنے جگہ پر برقرار رہا تو تو بھی مجھے دیکھ سکے گا پھر جب اس کے رب کا پہاڑ پر جلوہ ہوا تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑے۔ پھر جب کچھ افاقہ ہوا تو کہنے لگے تیری ذات پاک ہے میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں۔ اللہ نے فرمایا، موسیٰ میں نے تجھے اپنی رسالت اور ہم

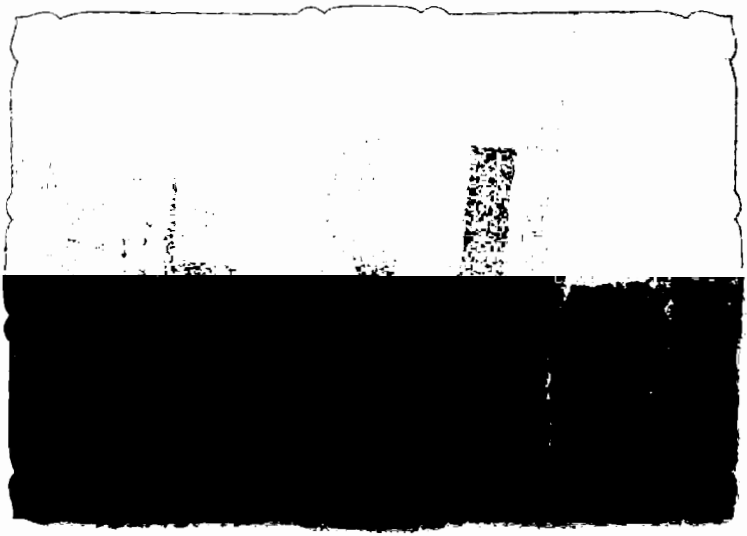

کوہ طور کی چوٹی، وہ مقدس چٹان جہاں سیدنا موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گرے

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی مقدس یادگار جہاں لوگ بڑی تعداد میں زیارت کے لیے آتے ہیں

کلامی کیلئے تمام لوگوں پر ترجیح دیتے ہوئے منتخب کرلیا ہے جو کچھ میں تجھے دوں اس پر عمل پیرا ہو اور میرا شکر گزار بن جا۔ اور اس کیلئے ہم نے تختیوں میں ہر طرح کی نصیحت اور ہر ایک بات کی تفصیل لکھ دی اور حکم دیا کہ اس پر مضبوطی سے عمل کر و اپنی قوم کو بھی حکم دو کہ وہ ان پر اچھی طرح عمل کریں عنقریب میں تمہیں فاسقوں کا گھر دکھاؤں گا۔ اور اپنی آیتوں سے ان لوگوں (کی نگاہیں) پھیر دوں گا جو بلاوجہ زمین میں اکڑتے ہیں۔ وہ خواہ کوئی بھی نشانی دیکھ لیں اس پر ایمان نہ لائیں گے۔ اور وہ راہ ہدایت دیکھ لیں تو اسے اختیار نہیں کرتے اور اگر گمراہی کی راہ دیکھ لیں تو اسے فوراً اختیار کرتے ہیں۔ ان کی یہ حالت اس لئے ہے کہ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا ان کے اعمال ضائع ہو گئے اور انہیں وہی بدلہ دیا جائے گا جو کام وہ (دنیا میں) کرتے رہے"۔

اللہ تعالیٰ کے دیدار کے مطالبے اور کوہ طور پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے تجلیات الٰہیہ کی تاب نہ لاتے ہوئے بے ہوش ہونے اور قیامت کے دن عرش الٰہی کو تھامنے کے حوالے سے ایک روایت ملاحظہ ہو۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اَلنَّاسُ یَصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَأَکُوْنُ أَوَّلَ مَن یُّفِیْقُ، فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰی آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِیْ أَفَاقَ قَبْلِیْ أَمْ جُوْزِیَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ؟))

(بحوالہ بخاری ۳۳۹۸)

"ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہو جائیں گے، سب سے پہلے مجھ کو ہوش آئے گا۔ میں کیا دیکھوں گا، موسیٰ علیہ السلام عرش کا ایک پایہ تھامے ہوئے ہیں، اب معلوم نہیں ان کو مجھ سے پہلے ہوش آ جائے یا بے ہوش ہی نہ ہوں گے اس لیے کوہ طور پر بے ہوش چکے تھے۔"

سیدنا موسیٰ علیہ السلام آسمانی صحیفے حاصل کرنے کیلئے کوہ طور پر تشریف لے گئے تو بنی اسرائیل کی راہنمائی کیلئے اپنے بھائی کو چھوڑ گئے آپ کو وہاں چالیس دن رات ٹھہرنا پڑا اس غیر حاضری میں بنی اسرائیل نے گائے کے بچھڑے کو پوجنا شروع کر دیا جب آپ واپس آئے بنو اسرائیل کو شرک میں مبتلا دیکھا تو غضبناک ہو گئے۔ اس منظر کو سورۃ الاعراف میں اس طرح پیش کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ۝ ((الاعراف : ۱۴۸-۱۵۴))

موسیٰ کے (طور پر جانے کے) بعد اسکی قوم نے اپنے زیوروں سے ایک بچھڑے کا پتلا بنایا جس سے بیل کی آواز نکلتی تھی۔ ان لوگوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ نہ تو ان سے کوئی

بات کرتا ہے اور نہ ہی ان کو راستہ دکھا سکتا ہے پھر بھی انہوں نے اسے (الٰہ) بنالیا۔ اور وہ تھے ہی بے انصاف لوگ اور جب وہ شرمسار ہوئے اور دیکھا کہ وہ گمراہ ہو گئے ہیں تو کہنے لگے اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہیں کرے گا اور ہمیں معاف نہیں کرے گا تو ہم برباد ہو جائیں گے۔ اور جب موسیٰ غصے اور رنج سے بھرے اپنی قوم کی طرف واپس آئے تو انہیں کہا تم لوگوں نے میرے بعد بری جانشینی کی۔ تمہیں کیا جلدی پڑی تھی کہ اپنے رب کے حکم کا بھی انتظار نہ کیا پھر تختیاں پھینک دیں اور اپنے بھائی کو سر سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے۔ ہارون نے کہا کہ اے میری ماں کے بیٹے ان لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے مار ہی ڈالتے لہٰذا دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دے اور مجھے ان ظالموں کے ساتھ شامل نہ کر۔ موسیٰ نے دعا کی اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے۔ اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما تو ہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (اللہ نے فرمایا) جب لوگوں نے بچھڑے کو الٰہ بنایا ہے ان پر ضرور ان کے رب کا غضب ہوگا۔ اور وہ دنیا کی زندگی میں رسوا ہوں گے۔ اور (اللہ پر) افتراء کرنے والوں کو ہم ایسے ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے برے عمل کئے پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور ایمان لے آئے تو اس کے بعد تیرا رب یقیناً بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور جب موسیٰؑ کا غصہ فرو ہوا تو اس نے تختیاں اٹھائیں اور جن کی تحریر ان لوگوں کیلئے ہدایت اور رحمت تھی جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں "۔

سورہ طٰہٰ میں یہ واقعہ کچھ اس انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ○ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِىْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ○ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ ○ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ

اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ
عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ
اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ۝
فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۙ
فَنَسِيَ ۝ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا
وَّلَا نَفْعًا ۝ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ
وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ
عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ
رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ
بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ
وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا
لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ
سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ
لَا مِسَاسَ ۚ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ
ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ اِنَّمَآ
اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ ((طٰہٰ: ۸۳ - ۹۸))

اور اے موسیٰ کون سی چیز تمہیں اپنی قوم سے پہلے یہاں لے آئی۔ موسیٰ نے عرض کیا وہ لوگ بھی میرے پیچھے رہے ہیں اور میں نے تیرے حضور آنے میں جلدی کی تاکہ تو مجھ سے خوش ہو جائے۔ اللہ نے فرمایا ہم نے تیرے بعد تیری قوم کو آزمائش میں ڈال دیا اور انہیں سامری نے گمراہ کر دیا ہے۔ چنانچہ موسیٰ غصہ سے بھرے ہوئے اپنی قوم

کی طرف واپس آئے اور ان سے کہا کہ اے میری قوم کیا تم سے تمہارے رب نے اچھا وعدہ نہ کیا تھا۔ کیا یہ زمانہ تم پر لمبا ہو گیا تھا یا تم یہ چاہتے تھے کہ تم پر تمہارے رب کا غضب نازل ہو۔ لہٰذا تم نے میرے وعدہ کی خلاف ورزی کی۔ وہ کہنے لگے: ہم نے کچھ اختیار سے آپ سے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کی بلکہ (قبطی) قوم کے زیورات ہم پر لاد دیئے گئے تھے۔ جنہیں ہم نے (آگ میں) ڈال دیا پھر اسی طرح سامری نے بھی (زیور) ڈال دیا۔ پھر وہ اس سے ایک بچھڑے کا جسم بنا لایا۔ جسکی بیل جیسی آواز تھی۔ لوگ کہنے لگے تمہارا اور موسیٰ کا الٰہ تو یہی ہے۔ موسیٰ بھول گیا۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ نہ تو وہ ان کی بات کا جواب دیتا ہے اور نہ ہی ان کے نفع ونقصان کا مختار ہے۔ اور اس سے قبل ھارون انہیں کہہ چکے تھے کہ اس سے تمہاری آزمائش مقصود ہے۔ بلاشبہ تمہارا رب رحمٰن ہی ہے۔ لہٰذا میری اتباع کرو اور میرے حکم کی اطاعت کرو۔ وہ کہنے لگے جب تک موسیٰ واپس نہیں آجاتا ہے ہم تو اسی کی عبادت کریں گے۔ (جب موسیٰ واپس آئے تو) کہا ھارون جب تم نے انہیں گمراہ ہوتے دیکھا تو تمہیں کس بات نے روکے رکھا کہ میری اتباع نہ کرو کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی۔ ھارون نے کہا اے میری ماں کے بیٹے میری داڑھی اور میرے سر کے بال نہ پکڑو مجھے اس بات کا خطرہ تھا کہ تم آکر یہ نہ کہو کہ تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا لحاظ نہ رکھا۔ موسیٰ نے کہا بتاؤ سامری تمہارا کیا معاملہ ہے سامری نے کہا میں نے وہ چیز دیکھی جو دوسرے کو نظر نہ آئی چنانچہ میں نے رسول کے نقش قدم سے ایک مٹھی اٹھا لی پھر اسے (بچھڑے کے جسم میں) ڈال دیا۔ میرے نفس نے مجھے ایسا ہی سمجھایا تھا موسیٰ نے کہا جاؤ تمہارے لئے زندگی بھر یہ (سزا) ہے کہ کہتے رہو کہ مجھے نہ چھونا۔ اور تیرے لئے عذاب کا ایک وقت ہے جو تجھ سے کبھی نہیں ٹل سکتا۔ اور اپنے الٰہ کی طرف تو دیکھ جس کے آگے تو معتکف رہتا تھا کہ ہم کیسے اسے جلا ڈالتے ہیں پھر اس (کی

راکھ) کو کیسے دریا میں بکھیر دیتے ہیں۔ تمہارا الٰہ تو صرف وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے"۔

بنی اسرائیل بچھڑے کی پوجا پاٹ میں مستغرق ہو گئے اللہ تعالیٰ کو یکسر فراموش کر بیٹھے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام تو کوہ طور پر تھے آپ کے بھائی ھارون علیہ السلام بنی اسرائیل کی راہنمائی پر مامور تھے۔ بنی اسرائیل بچھڑے کی محبت میں ایسے سرشار ہوئے کہ ہارون علیہ السلام کی انہوں نے کوئی پرواہ ہی نہیں کی انہوں نے بہت سمجھایا لیکن ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگی سیّدنا موسیٰ علیہ السلام جب چالیس روز کے بعد واپس قوم کے پاس آئے تو ساری قوم کو شرک میں مبتلا پایا بڑے غصے میں آئے بھائی سے باز پرس کی اس نے اپنی بے بسی کا اظہار کیا۔ اب قوم کو معافی دلانے کی ایک یہ صورت اختیار کی گئی۔ کہ بنی اسرائیل کے ستر علماء جمع کیے گئے انہیں یہ کہا گیا کہ تم صاف ستھرے کپڑے پہنو، نہاؤ خوشبو لگاؤ۔ اور انہیں تیار کر کے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو طور پر لے گئے۔ انہیں یہ کہا گیا کہ تم نے اپنے لئے اور قوم کے لیے توبہ کرنی ہے اللہ سے معافی مانگنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کوہ طور پر جب مجھ سے ہم کلام ہوں گے تمہیں باتیں سنائی دیں گی اس طرح تم معافی مانگو گے تو اللہ تعالیٰ تم سب کو اور پوری قوم کو معاف کر دے گا جب کوہ طور کے قریب ہوئے تو دیکھا بادل چھا گیا ہے بادل کو دیکھ کر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے ستر افراد نے یہ باتیں اپنے کانوں سے سنیں اس کے بعد بادل چھٹ گیا تو ان ستر افراد نے یہ مطالبہ کر دیا کہ اے موسیٰ ہم تو تب مانیں گے کہ اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھیں جب یہ مطالبہ کیا تو اچانک دھماکہ ہوا اور وہ سب مر گئے۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام یہ منظر دیکھ کر حیران و پریشان ہوئے اللہ تعالیٰ سے التجا کی الٰہی قوم کیا کہے گی اس واقعے کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ۭ اَتُهْلِكُنَا

بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۖ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ ۖ اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغٰفِرِیْنَ ○ وَاكْتُبْ لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَیْكَ ۖ قَالَ عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ۖ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ۡ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ۚ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ ((الاعراف : ۱۵۵ - ۱۵۷))

اور ہماری طے شدہ میعاد کے لئے موسیٰ نے اپنی قوم سے آدمی چن لئے پھر جب انہیں زلزلے نے آلیا تو موسیٰ نے عرض کی اے رب اگر تو چاہتا تو اس سے پہلے انہیں اور مجھے بھی ہلاک کرسکتا تھا۔ کیا تو ہم سب کو ہلاک کرتا ہے جو ہم میں سے کچھ احمقوں نے کیا۔ یہ تیری ایک آزمائش تھی جس سے تو جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دکھا دیتا ہے تو ہمارا سرپرست ہے لہٰذا ہمیں معاف فرما۔ اور ہم پر رحم فرما اور تو بہترین معاف کرنے والا ہے۔ اور ہمارے لئے اس دنیا میں نیکی لکھ دے اور آخرت میں بھی ہم نے تیری طرف رجوع کرلیا ہے۔ اللہ نے جواب میں فرمایا: سزا تو میں اسے ہی دیتا ہوں جسے چاہوں مگر میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ لہٰذا جو لوگ متقی ہیں، زکوۃ دیتے اور ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں ان کے لئے میں رحمت ہی لکھوں گا۔ جو لوگ اس رسول کی اتباع کرتے ہیں جو نبی اُمّی ہے جس کا ذکر

وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ رسول انہیں نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور ناپاک چیزوں کو حرام کرتا ہے ان کے بوجھ ان پر سے اتارتا ہے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جس میں وہ جکڑے ہوئے تھے لہٰذا جو لوگ اس پر ایمان لائیں اور اسکی حمایت اور مدد کریں اور اس روشنی کی اتباع کریں جو اس کے ساتھ نازل کی گئی ہے تو یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست ہم کلام ہوئے تھے یہ اپنے رب سے کس طرح ہم کلام ہوئے اس کی ایک جھلک درج ذیل روایت میں دیکھی جاسکتی ہے جو مسند امام احمد اور مجمع الزائد میں منقول ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمِ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ مُوْسٰی قَالَ اَیْ رَبِّ عَبْدُکَ الْمُوْمِنُ مُقْتَرٌ عَلَیْہِ فِی الدُّنْیَا قَالَ فَفَتَحَ لَہٗ بَابٌ مِنَ الْجِنَّۃِ فَنَظَرَ اِلَیْھَا قَالَ: یَامُوْسٰی ھٰذَا مااِعْدَدْتُ لَہٗ فَقَالَ: مُوْسٰی یَارَبِّ وَبِعِزَّتِکَ وَجَلَالِکَ لَوْکَانَ مِقَطِّعِ الْیَدَیْنِ وَالرَّجُلَیْنِ یَسْحَبُ عَلٰی وَجْھِہٖ مُنْذَیَوْمِ خَلَقْتَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ، وَکَانَ ھٰذَا مَصِیْرُہٗ ۔ لَمْ یَرَ خَیْرٌ قَطُّ۔ قَالَ ثُمَّ قَالَ اَیْ رَبِّ عَبْدُکَ الْکَافِرِ مُوْسَّعِ عَلَیْہِ فِی الدُّنْیَا ۔ قَالَ فَفَتَحَ لَہٗ بَابُ النَّارِ فَقَالَ یَامُوْسٰی ھٰذَا مَااعدَدْتُ لَہٗ فَقَالَ مُوْسٰی ای رَبِّ وَبِعِزَّتِکَ وَجَلَالِکَ لَوْکَانَتْ لَہٗ الدُّنْیَا مُنْذَیَوْمِ خَلَقْتَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ، وَکَانَ ھٰذَا مَصِیْرُہٗ یَرَ خَیْرٌ قَطُّ۔"

(بحوالہ مسند امام احمد: ۳/۸۱، مجمع الزوائد: ۱۰/۲۶۶)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے

عبرانی رسم الخط میں محرف تورات کا ایک نمونہ

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے سفر اور بنی اسرائیل کا صحرا نوردی کا نقشہ

میرے رب تیرا مؤمن بندہ، دنیا اس پر بڑی تنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کی طرف دیکھا۔ اللہ نے فرمایا موسیٰ میں نے اس کیلئے یہ کچھ تیار کیا ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب مجھے تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم اگر دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوتے اور یہ پیدائش سے لے کر قیامت کے دن تک منہ کے بل لیٹ کر گزارتا، اگر اس کا ٹھکانہ یہ ہوا تو اسے محسوس ہوگا کہ کبھی اسے کوئی تکلیف ہی نہیں ہوئی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب تیرا کافر بندہ، دنیا اس پر بڑی فراخ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم کا دروازہ کھول دیں گے اور کہیں گے اے موسیٰ میں نے اس کے لیے یہ کچھ تیار کیا ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کہیں گے اے میرے رب مجھے تیری عزت اور جلال کی قسم اگر پیدائش سے لے کر قیامت تک دنیا میں اس کی فراوانی کی ہوتی اور اس کا انجام یہ ہوا تو گویا اس نے کوئی خیر دیکھی ہی نہیں۔

جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے تورات لے کر قوم کے پاس آئے، ان سے کہا کہ یہ تمہاری ہدایت کیلئے آسمانی صحیفہ ہے۔ اسے من وعن تسلیم کرلو۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے سامنے اسے کھول کر دکھلاؤ اگر اس میں اوامر اور نواہی آسان ہوں گے تو ہم تسلیم کرلیں گے اور اگر مشکل ہوئے تو ہم نہیں مانیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ پہاڑ اٹھا کر انکے سروں پر معلق کردو۔ قوم نے دیکھا کہ پہاڑ چھتری کی مانند سروں پر آچکا ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ بس یہ سروں پر گرنے ہی والا ہے تو ساری قوم سجدہ ریز ہوگئی۔ اور اس نے تورات کو تسلیم کرلیا اس طرح یہ عذاب بنی اسرائیل سے ٹل گیا۔

سورہ بقرہ میں اس انوکھے واقعہ کی جھلک اس طرح دکھلائی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۖ فَلَوْلَا فَضْلُ

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ ((البقرۃ : ۶۳-۶۴))

اور جب ہم نے تم پر طور پہاڑ کو بلند کر کے پختہ عہد لیا تھا جو کتاب ہم نے تمہیں دی ہے اس پر مضبوطی سے عمل پیرا ہونا اور جو احکام اس میں ہیں انہیں یاد رکھنا شائد تم متقی بن جاؤ۔ پھر تم اس عہد سے پھر گئے اور اگر اللہ کا فضل اور رحمت تمہیں میسر نہ ہوتی تو تم خسارہ اٹھانے والے ہو جاتے"۔

سورۃ الاعراف میں اس واقعے کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○
((الاعراف : ۱۷۱))

اور جب ہم نے ان پر پہاڑ کو اس طرح لا دیا تھا گویا وہ سائبان ہے اور انہیں یقین ہو گیا تھا کہ وہ ان پر گرنے والا ہے (اور حکم دیا کہ) جو کتاب ہم نے تمہیں دی ہے اس کو مضبوطی سے پکڑو اور جو اس میں لکھا ہے اسے یاد رکھو تا کہ تم متقی بن جاؤ"۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد اور ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہما بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا مال دار آدمی تھا وہ بوڑھا ہو گیا اس کے بھائی کے بیٹے دلی طور پر یہ چاہتے تھے کہ جلد مرے اور ہم اس کے مال کو اپنے قبضے میں لے لیں۔ ان میں سے ایک بھتیجے نے رات کی تاریکی میں موقع پاتے ہی اسے قتل کر دیا اور اس کی لاش کو راستے میں پھینک دیا لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں، قاتل بھتیجا زار و قطار رونے لگا ہائے لوگو میرا چچا قتل ہو گیا ہم مارے گئے ہم لوٹے گئے۔ ہمارا کچھ نہ بچا یہ کیا ہو گیا؟ لوگو! ہم تباہ و برباد ہو گئے۔ لوگوں نے کہا تم اللہ کے نبی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس کیوں نہیں چلے جاتے۔ ان کے پاس جا کر اپنی بپتا کیوں نہیں بتاتے؟ تو وہی قاتل بھتیجا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی میرا چچا

قتل ہوگیا قاتل کا سراغ نہیں ملتا آپ اللہ کے نبی ہیں آپ ہماری راہنمائی کریں کہ ہم قاتل کو کس طرح تلاش کریں۔ آپ کو وحی کے ذریعے ایک طریقہ بتایا گیا اور وہی آپ نے ان کو بتایا کہ ایک گائے ذبح کر کے اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا مقتول کے جسم کو لگا وَلاش بول کر بتائے گی کہ میرا قاتل فلاں ہے۔ انہوں نے کہا ہم آپ سے قاتل کا پوچھ رہے ہیں اور آپ ہمیں گائے ذبح کرنے کا حکم دے رہے ہیں، یہ مذاق تو نہ کریں۔ آپ نے فرمایا میں مذاق نہیں کر رہا اللہ تعالیٰ نے جو طریقہ بتایا وہی میں نے تمہارے گوش گذار کیا ہے۔ میں کوئی جاہل تو نہیں کہ سوال گندم جواب چنے کا رویہ اختیار کروں پھر پوچھنے لگے۔ کہ وہ گائے کیسی ہو؟ اس کا رنگ کیسا ہو؟ اس کی عمر کیا ہو؟ کس نسل کی ہو؟ وغیرہ وغیرہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سیّدنا عبیدۃ، مجاہد عکرمہ اور ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہم بیان کرتے ہیں کہ اگر وہ حکم ملتے ہی کوئی سی بھی گائے ذبح کر دیتے تو ان کا کام بن جاتا۔ وہ سوالات کرتے گئے اور پھنستے گئے۔ قرآن حکیم نے اس حیرت انگیز واقعے کو اس انداز میں بیان کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۭ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ○ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۭ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ۭ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ۭ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ○ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاۗءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ○ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ۭ وَاِنَّآ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ○ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ۭ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۭ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ○ وَاِذْ قَتَلْتُمْ

نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ۭ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۭ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝
((البقرۃ: ۶۷ - ۷۳))

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے، توانہوں نے کہا "کیا تو ہم سے دل لگی کرتا ہے" موسیٰ نے جواب دیا میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ جاہل بن جاؤں۔ وہ کہنے لگے اپنے رب سے درخواست کیجئے کہ وہ ہم پر واضح کرے کہ وہ کیا ہے۔ موسیٰ نے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایسی ہو، جو نہ بوڑھی ہو نہ بچھڑی بلکہ جوان ہو لہٰذا تمہیں جو حکم دیا جارہا ہے اس پر عمل کرو۔ وہ کہنے لگے اپنے رب سے درخواست کیجئے کہ وہ ہمارے لئے اس کے رنگ کی وضاحت کردے، موسیٰ نے کہا کہ اللہ فرماتا ہے کہ ایسے شوخ زرد رنگ کی ہو جو دیکھنے والوں کو خوش کردے۔ وہ کہنے لگے موسیٰ ہمارے لئے اس کی مزید وضاحت کی درخواست کیجئے کیونکہ ایسی گائے ہم پر مشتبہ ہوگئی ہے اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم ضرور اس کا پتا لگالیں گے موسیٰ نے کہا وہ گائے ایسی ہو جو نہ تو زمین میں ہل چلاتی ہو اور نہ کھیتی کو پانی پلاتی ہو صحیح وسالم ہو اور اس میں کوئی داغ نہ ہو وہ کہنے لگے اب تم نے ٹھیک بتایا چنانچہ انہوں نے گائے ذبح کی، جبکہ معلوم ہو رہا تھا کہ وہ نہیں کریں گے اور جب تم نے ایک آدمی کو مار ڈالا، پھر تم اس الزام ایک دوسرے کے سر تھوپ رہے تھے اور جو تم چھپانا چاہتے تھے اللہ اسے ظاہر کرنے والا تھا۔ سو ہم نے حکم دیا کہ اس کا ایک ٹکڑا لاش پر مارو اللہ اسی طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو"۔

وہ گائے کے بارے میں سوال کرتے گئے ان پر پابندیاں عائد ہوگئیں اگر وہ پہلے مرحلے میں کوئی بھی گائے ذبح کردیتے تو ان کا کام بن جاتا جب وہ بیان کردہ اوصاف کی گائے تلاش

کرنے نکلے تو انہیں اس قسم کی گائے ایک نوجوان کے پاس ملی جو اپنے والدین کا بڑا فرمانبردار تھا۔ اس سے گائے طلب کی، اس نے دینے سے انکار کر دیا انہوں نے زیادہ سے زیادہ قیمت لگائی، پھر بھی اس نے انکار کر دیا، انہوں نے کہا ہم دس گنا سونا دینے کیلئے تیار ہیں تو وہ گائے دینے پر تیار ہو گیا۔ وہ گائے حاصل کر کے جب اسے ذبح کیا اور اس کے گوشت کا ٹکڑا مقتول کے جسم کو لگایا تو لاش نے بول کر بتایا کہ مجھے میرے بھتیجے نے قتل کیا ہے۔ یہ بیان دینے کے بعد پھر وہ دوبارہ مر گیا، اس طرح قتل کا راز افشا ہوا۔

سیّدنا موسیٰ اور خضر علیہما السلام

بخاری شریف میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو خطبہ دیا اس موقعے پر کسی نے آپ سے پوچھا کہ لوگوں میں سب سے بڑا کون عالم ہے؟ انہوں نے کہا میں! اللہ تعالیٰ کو غصہ آیا کہ علم کی نسبت اس کی طرف کیوں نہیں کی! اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ مجمع البحرین پہ میرا ایک بندہ ملے گا وہ تجھ سے بڑا عالم ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب میری اس سے ملاقات کیسے ہوگی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم ایک مچھلی لے لو اسے ایک ٹوکری میں رکھ لو جہاں وہ مچھلی غائب ہوگی وہاں تیری اس سے ملاقات ہوگی۔ آپ نے ایک مچھلی پکڑی ٹوکری میں رکھ لی اور چل پڑے، آپ نے یوشع بن نون کو اپنے ساتھ لیا اور چل پڑے، چلتے ہی گئے اور ایک چٹان پر تھک کر بیٹھ گئے دونوں سو گئے مچھلی ٹوکری میں کچھ دیر تڑپی اور پھر سمندر میں جا گری وہ جیسے جیسے سمندر کی گہرائی میں جانے لگی پانی میں راستہ بنتا گیا وہ ایک سرنگ کی مانند شکل اختیار کر گیا، یوشع بن نون نے مچھلی کو دیکھ لیا تھا لیکن جب سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نیند سے بیدار ہوئے تو انہیں بتانا بھول گئے۔ پھر دونوں اگلی منزل پر روانہ ہو گئے بھوک لگی تو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون سے کھانا طلب کیا انہیں یاد آیا اور بتانے لگے

''پیغمبروں کی سرزمین'' مقام خضر وہ جگہ جہاں موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات سیدنا خضر علیہ السلام سے ہوئی

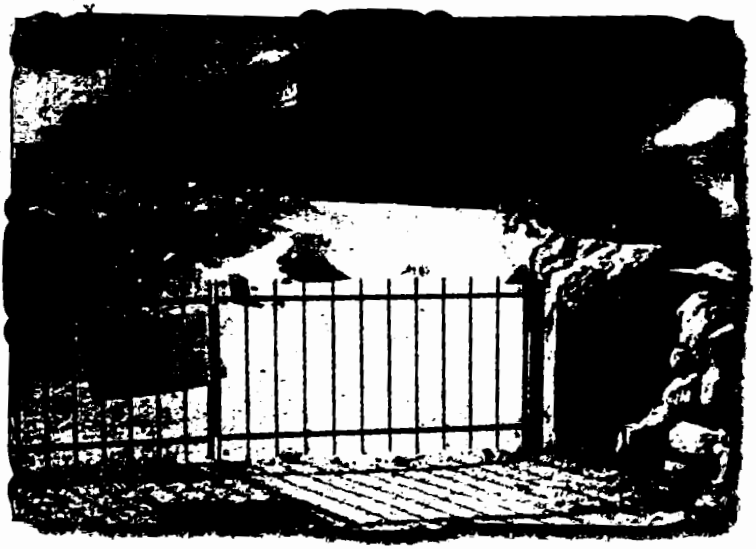

جبل نیبو ضیاغہ مملکت اردن میں وہ جگہ جہاں موسیٰ علیہ السلام نے قیام کیا

کہ جہاں ہم لیٹے تھے وہاں مچھلی چھلانگ لگا کر سمندر میں کود گئی تھی آپ نے یہ بات سن کر کہا، وہی تو ہماری منزل تھی پھر واپس اسی جگہ لوٹے تو وہاں ایک شخص کمبل اوڑھے ہوئے ملا۔ علیک سلیک ہوئی، باہمی تعارف ہوا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے آگاہ کیا۔

یہ واقعہ سورہ الکہف میں پوری تفصیل کے ساتھ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِىَ حُقُبًا ○ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ سَرَبًا ○ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ○ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۚ وَمَاۤ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ○ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ○ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ○ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ○ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ○ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ○ قَالَ سَتَجِدُنِىْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَاۤ اَعْصِىْ لَكَ اَمْرًا ○ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِىْ فَلَا تَسْـَٔلْنِىْ عَنْ شَىْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ○ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ○ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ○ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِىْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِىْ مِنْ اَمْرِىْ عُسْرًا ○ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ

قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـــًٔا نُّكْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ۝ فَانْطَلَقَا ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِۨ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ۝ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ ((الکھف : ۶۰ - ۸۲))

اور جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا میں تو چلتا جاؤں گا حتی کہ دو دریاؤں کے ملاپ پر نہ پہنچ جاؤں۔ یا مدتوں چلتا رہوں گا۔ پھر جب دو دریاؤں کے ملاپ پر پہنچ گئے تو اپنی مچھلی کو بھول گئے اور اس مچھلی نے دریا میں سرنگ کی طرح اپنے راستہ بنالیا۔ پھر جب وہ وہاں سے آگے نکل گئے تو موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا ہمارا کھانا لاؤ اس سفر سے تو ہمیں بہت کوفت ہوگئی ہے۔ خادم نے جواب دیا۔ بھلا دیکھو جب ہم چٹان کے پاس ٹھہرے تھے تو میں آپ سے مچھلی کی بات کرنا بھول گیا اور یہ شیطان ہی تھا جس نے مجھے آپ سے مچھلی کا ذکر کرنا بھلا دیا (بات یہ ہوئی کہ) مچھلی نے ایک عجب طریقہ سے دریا میں اپنی راہ بنالی تھی۔ موسیٰ نے کہا اسی چیز کی تو ہمیں تلاش

تھی۔ چنانچہ وہ اپنے قدموں کے نشان پر واپس آئے وہاں انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنی رحمت سے نوازا تھا۔ اور اپنے ہاں سے خاص علم سکھایا تھا۔ موسیٰ نے اس (خضر) سے کہا اگر میں آپ کی اتباع کروں تو کیا آپ اس بھلائی کا کچھ حصہ مجھے بھی سکھا دیں گے جو آپ کو سکھائی گئی ہے۔ اس نے کہا آپ میرے ساتھ کبھی صبر نہ کر سکیں گے اور جس کی حقیقت کا آپ کو علم نہ ہو اس پر آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں۔ موسیٰ نے کہا آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور میں کسی معاملہ میں آپکی نافرمانی نہیں کروں گا۔ اس نے کہا اگر آپکو میرے ساتھ رہنا ہے تو پھر مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا یہاں تک کہ ایک کشتی میں سوار ہوئے تو خضر نے کشتی میں شگاف ڈال دیا، موسیٰ نے کہا کیا تم نے شگاف ڈالا ہے کہ کشتی والوں کو ڈبو دو۔ یہ تو تم نے خطرناک کام کیا ہے۔ خضر نے کہا میں نے کہا نہ تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے۔ موسیٰ نے جواب دیا مجھ سے بھول ہوگئی اس پر مواخذہ نہ کرو اور میرے لئے میرا کام مشکل نہ بنا دو۔ چنانچہ وہ دونوں پھر چل کھڑے ہوئے۔ حتی کہ ایک لڑکے کو ملے جسے خضر نے مار ڈالا موسیٰ نے کہا تم نے تو ایک بے گناہ شخص کو مار ڈالا جس نے کسی کا خون نہ کیا تھا کہ یہ تو تم نے بہت مکروہ کام کیا ہے۔ خضر نے کہا میں نے کہا تھا کہ تم میرے ساتھ کبھی صبر نہ کر سکو گے۔ موسیٰ نے کہا اگر اس کے بعد میں نے کوئی بات پوچھی تو پھر مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا اب میری طرف سے کوئی عذر باقی نہ رہے گا۔ پھر وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ وہ ایک بستی والوں کے پاس آئے۔ اور ان سے کھانا مانگا مگر ان لوگوں نے ضیافت کرنے سے انکار کر دیا۔ وہاں انہوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرنے والی تھے اسے قائم کر دیا۔ موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہتے تو ان سے اسکی اجرت لے سکتے تھے۔ خضر نے کہا اب میرا اور تمہارا ساتھ ختم ہوا اب میں آپ کو ان باتوں کی حقیقت بتاتا ہوں جن

پر آپ صبر نہیں کر سکے کشتی کا معاملہ تو یہ تھا کہ وہ چند مسکینوں کی ملکیت تھی جو دریا پر محنت مزدوری کرتے تھے میں نے چاہا کہ اس کشتی کو عیب دار کر دوں کیونکہ ان کے پیچھے ایک ایسا بادشاہ تھا جو ہر کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا، اور لڑکے کا قصہ یہ ہے کہ اسکے والدین مؤمن تھے ہمیں خوف ہوا کہ لڑکا اپنی سرکشی اور کفر سے ان پر کوئی مصیبت نہ کھڑی کرے۔ لہٰذا ہم نے چاہا کہ ان کا رب اس کے بدلے انہیں اس سے بہتر لڑکا عطا کرے جو پاکیزہ ہو اور قرابت کا خیال رکھنے والا ہو۔ اور دیوار کی بات یہ ہے کہ وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی جو شہر میں رہتے تھے اس دیوار کے نیچے ان کیلئے خزانہ تھا اور ان کا باپ ایک صالح آدمی تھا لہٰذا آپ کے رب نے یہ چاہا کہ یہ دونوں یتیم اپنی جوانی کو پہنچ کر اپنا خزانہ نکال لیں، جو کچھ میں نے کیا آپکے رب کی رحمت تھی میں نے اپنے اختیار سے نہیں کیا۔ یہ ہے ان باتوں کی حقیقت جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔"

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ملنے والی نشانیاں

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ملنے والی نشانیوں کی تعداد سورہ بنی اسرائیل میں بتائی گئی ہے جیسا کہ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو واضح نشانیاں دیں"۔

سورہ طٰہٰ، نمل، زخرف اور النازعات میں تعداد کی وضاحت کے بغیر "آیات" "آیات بینات" اور آیات مفصلات" "الآیۃ الکبریٰ" اور کہیں آیاتنا سے تعبیر کیا ہے اگر سب نشانیوں کو قرآن حکیم کے تناظر میں دیکھا جائے تو ترتیب وار درج ذیل پندرہ نشانیاں ہیں جو

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی سرفرازی کی خاطر بنی اسرائیل میں ظہور پذیر ہوئیں۔

① عصا۔ یہ طلسماتی لاٹھی جنت سے اتاری گئی تھی۔

② ید بیضاء۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اپنا دایاں ہاتھ گریبان میں ڈال کر باہر نکالتے تو وہ سورج کی طرح چمکنے لگتا۔

③ قحط سالی۔ قحط سالی کا عذاب پورے سات سال مسلط رہا۔

④ پھلوں کا نقصان۔ شہری باغات اجڑ گئے پورا ملک ویران ہوگیا۔

⑤ طوفان۔ بادو باراں کا طوفان ہر جگہ پانی بھر گیا۔ کوئی خشک جگہ باقی نہ رہی۔

⑥ ٹڈی دل۔ ٹڈی دل نے فصلیں اجاڑ دیں، دروازے، چھتیں اور گھریلو سامان سب کچھ چٹ کر گئی۔

⑦ جوئیں۔ جوؤں کی کثرت سے سروں کے بال اکھڑ گئے چہرے بے رونق ہوگئے۔

⑧ مینڈک۔ بستروں، کپڑوں، برتنوں، پکی ہوئیں غذاؤں میں، مینڈک ہی مینڈک چلتے پھرتے دیکھائی دینے لگے۔

⑨ خون۔ ہر کھانے پینے کی چیز خون میں تبدیل ہوگئی۔

⑩ دریا کا پھٹ جانا۔

⑪ من اور سلویٰ۔ حلوا اور بٹیر

⑫ بادل کا سایہ۔

⑬ پتھروں سے چشموں کا جاری ہونا

⑭ پہاڑ کا اکھڑ کر سروں پر آجانا۔

⑮ تورات کا نازل ہونا۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو عطا کی گئی نو نشانیاں یہ تھیں۔
عصا، ید بیضاء، قحط سالی، پھلوں کی کمی، طوفان، ٹڈی دل، جوئیں، مینڈک اور خون۔
حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بات درست ہے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اور قارون

قارون سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے چچا کا بیٹا تھا وہ اس طرح کہ عمران اور یصھب دونوں قاھث کے بیٹے تھے۔ یہ دونوں حقیقی بھائی تھے۔ موسیٰ علیہ السلام عمران کا بیٹا تھا جبکہ قارون یصھب کا بیٹا تھا یہ تورات بڑی خوش الحانی سے پڑھا کرتا تھا لیکن یہ اللہ کا دشمن سامری کی طرح منافق بن گیا یہ بڑا مال دار تھا فاخرانہ لباس پہنا کرتا تھا۔ اس کے خزانوں کی کنجیاں ساٹھ خچر اٹھایا کرتے تھے۔ لوگ جب اس کے ٹھاٹھ باٹھ کو دیکھتے تو اس جیسا بننے کی تمنا کیا کرتے تھے۔

بخاری شریف میں ابوھریرہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ ایک دفعہ قارون نے ایک فاحشہ عورت کو بھاری مقدار میں مال دیا کہ تو بھرے مجمع میں موسیٰ علیہ السلام کے روبرو ہو کر کہہ دے کہ تو نے میرے ساتھ یہ کچھ کیا ہے؟ اس نے یہ بات بھرے مجمع میں کہہ تو دی لیکن وہ انہی لوگوں کے سامنے کانپنے لگی سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے وہیں دو رکعت نماز ادا کی پھر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا کیا تو قسم کھاتی ہے کہ میں نے تیرے ساتھ کوئی کسی وقت برا کام کیا ہے، اس نے کہا نہیں میں نے لالچ میں آ کر جھوٹ بولا ہے، آپ نے پوچھا ایسا کرنے پر کس نے برانگیخت کیا ہے؟ اس نے سب لوگوں کے سامنے برملا یہ کہہ دیا کہ قارون نے مجھے مال دے کر ایسا کہنے پر آمادہ کیا تھا اس عورت نے معافی مانگی اللہ سے توبہ کی اس موقعہ پر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سجدے میں گر گئے قارون کے خلاف اللہ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے یہ بتایا کہ میں نے زمین کو تیرے مطیع کر دیا ہے اسے تم جو حکم دو گے وہ کرے گی سیّدنا موسیٰ

دیا کہ قارون کو اس کے محلات سمیت نگل لے، تو زمین نے نگل لیا۔ بخاری شریف میں یہ الفاظ بھی مذکور ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

"بینا رجلٌ یُجرُّ ازارَہ إذْ خُسِفَ بہٖ فَھُوَ یَتَجَلْجَلُ فِی الْارضِ إلَی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ"۔ (بخاری:۵۷۹۰)

قرآن حکیم میں اس واقعے کو کچھ اس انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ○ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ○ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ○ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ ۙ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ○ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ○ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ ۖ فَمَا كَانَ لَهُ مِن فِئَةٍ يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنتَصِرِينَ ○ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ ۖ لَوْلَا أَن مَّنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ

الْكٰفِرُوْنَ ○ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ ((القصص : ۷۶ - ۸۳))

بلاشبہ قارون موسیٰ کی قوم (بنی اسرائیل) سے تھا۔ پھر وہ اپنی قوم کے خلاف ہو گیا (دشمن قوم سے مل گیا) اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیئے تھے جن کی چابیاں ایک طاقتور جماعت بمشکل اٹھا سکتی تھی۔ ایک دفعہ اس کی قوم کے لوگوں نے اس سے کہا اتنا اتراؤ نہ کر۔ اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا جو مال و دولت اللہ نے تجھے دے رکھا ہے اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کرو۔ اور دنیا میں بھی اپنا حصہ فراموش نہ کرو۔ اور لوگوں سے ایسے ہی احسان کرو جیسے اللہ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے۔ اور ملک میں فساد کرنے کی کوشش نہ کرو۔ کیونکہ اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ وہ کہنے لگا یہ جو کچھ مجھے ملا ہے اس علم کی بدولت ملا ہے جو مجھے حاصل ہے۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ اللہ اس سے پہلے ایسے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر چکا جو قوت میں اس سے سخت اور مال و دولت میں اس سے زیادہ تھے۔ اور مجرموں کے گناہوں کے متعلق ان سے تو نہ پوچھا جائے گا۔ پھر (ایک دن) وہ اپنی قوم کے لوگوں کے سامنے بڑے ٹھاٹھ باٹھ سے نکلا جو لوگ متاع دنیا کے طلبگار تھے وہ کہنے لگے کاش ہمیں بھی وہی کچھ میسر ہوتا جو قارون کو دیا گیا ہے وہ تو بڑا ہی بختوں والا ہے۔ مگر جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہنے لگے: جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو اس کیلئے اللہ کے ہاں جو ثواب ہے وہ (اس سے) بہتر ہے اور وہ ثواب صبر والوں کو ہی ملے گا۔ پھر ہم نے قارون اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اس کے حامیوں کی کوئی جماعت ایسی نہ تھی جو اللہ کے مقابلہ میں اس کی مدد کرتی اور نہ ہی وہ خود بدلہ لے سکا۔ اب وہی لوگ جو کل تک قارون کے رتبے کی تمنا کر رہے تھے کہنے لگے ہماری حالت پر افسوس اللہ اپنے بندوں میں سے جس کا چاہے رزق وسیع کر دیتا ہے

کا چاہے تنگ کر دیتا ہے اگر اللہ ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ افسوس اصل بات یہی ہے کہ کافر لوگ فلاح نہیں پا سکتے۔ یہ دار آخرت تو ہم ان لوگوں کیلئے مخصوص کر دیتے ہیں جو زمین میں برائی یا فساد نہیں چاہتے اور انجام تو متقین کے لئے ہے"۔

سورہ عنکبوت میں اللہ تعالیٰ نے قارون، فرعون اور ہامان کی ہلاکت کا مشترکہ تذکرہ اس طرح بیان کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۫ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۚ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

((العنکبوت : ۳۹-۴۰))

اور قارون، فرعون اور ہامان (کو بھی ہم نے ہلاک کیا) ان کے پاس موسیٰؑ واضح معجزات لے کر آئے مگر وہ ملک میں بڑے بن بیٹھے حالانکہ وہ (ہم سے) آگے نہیں جا سکتے تھے۔ ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کے جرم میں دھر لیا۔ پھر ان میں سے کچھ پر ہم نے پتھراؤ کیا اور کچھ ایسے جنہیں زبردست چیخ نے آلیا۔ اور کچھ ایسے جنہیں ہم نے زمین میں دھنسا دیا۔ اور کچھ ایسے ہیں جنہیں ہم نے غرق کر دیا۔ اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا۔ لیکن یہ لوگ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے۔"

حدیث میں قارون، فرعون اور ہامان کا تذکرہ اس انداز میں کیا گیا۔

عن عبداللّٰه بن عمرو عن النبی ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فقال: مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَّهُ نُوْرًا وَلَا بُرْهَانٌ وَلَا نَجَاة ، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ

وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وأُبَيِّ بنَ خَلَفٍ (بحوالہ مجمع الزوائد:۱/۲۹۲، مسند امام احمد:۲/۱۲۹)

عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دن نماز کا تذکرہ کیا تو فرمایا جس نے نماز کی پابندی کی اس کے لئے نماز قیامت کے دن نور برھان اور نجات بن جائے گی اور جس نے اس کی پابندی نہ کی یہ اس کے لئے نور، برھان اور نجات نہیں بنے گی۔ اور قیامت کے دن وہ قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بخاری شریف میں روایت منقول ہے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ مُوْسَى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيرًا لَا يُرَى مِنْ جِلْدِهٖ شَيْءٌ اسْتِحْيَاءً مِنْهُ، فَآذَاهُ مَنْ آذَاهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ، فَقَالَ: مَا يَسْتَتِرُ هٰذَا التَّسَتُّرَ إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهٖ، إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُدْرَةٌ، وَإِمَّا آفَةٌ - وَإِنَّ اللّٰهَ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّئَهُ مِمَّا قَالُوا لِمُوسىٰ، فَخَلَا يَوْمًا وَحْدَهُ فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَى الْحَجَرِ ثُمَّ اغْتَسَلَ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلٰى ثِيَابِهٖ لِيَأْخُذَهَا وَإِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهٖ، فَأَخَذَ مُوسىٰ عَصَاهُ وَطَلَبَ الْحَجَرَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ: ثَوْبِيْ حَجَرُ، ثَوْبِيْ حَجَرُ، حَتّٰى انْتَهَى إِلٰى مَلَاءٍ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فَرَأَوْهُ، عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ وَأَبْرَأَهُ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ. وَقَامَ الْحَجَرُ فَأَخَذَ ثَوْبَهٗ فَلَبِسَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ فَوَاللّٰهِ إِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِ ضَرْبِهٖ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ آذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا﴾)) ((الاحزاب: ۲۶))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام بڑے حیادار اور پردے کا اہتمام کرنے والے شخص تھے ان کے جسم کا کوئی حصہ دکھائی نہیں دیتا تھا،

بنی اسرائیل نے انہیں بڑی اذیت پہنچائی انہوں نے کہا یہ جسم کو چھپانے کا اس قدر اہتمام اس لئے کرتا ہے کہ اسے کوئی جلدی بیماری ہے یا اس کے جسم پر پھلبہری ہے یا خارش ہے۔ یا کوئی اور آفت لاحق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بری کرنا چاہا جو وہ موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگاتے تھے، ایک دن وہ علیحدہ ہوئے، کپڑے اتار کر پتھر پر رکھے پھر غسل کرنے لگے جب غسل سے فارغ ہوئے کپڑوں کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ وہ پکڑ کر پہن لیں، پتھر کپڑے لے کر دوڑ پڑا موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی پکڑی اور پتھر سے کپڑے طلب کرنے لگے۔ اور انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ پتھر میرے کپڑے پتھر میرے کپڑے۔ وہ پتھر بنی اسرائیل کے سرداروں کے پاس جا کر رک گیا. انہوں نے آپ کو برہنہ دیکھا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آپ تو اللہ تعالیٰ کی بہترین تخلیق ہیں۔ اللہ نے اس طرح اس سے بری کر دیا جو وہ انکے بارے کہتے تھے پتھر کھڑا ہو گیا آپ نے کپڑے پکڑے اور پہن لئے۔ اور پتھر کو اپنی لاٹھی سے مارنا شروع کر دیا۔ اللہ کی قسم بے شک پتھر پر تین یا چار یا پانچ مرتبہ مارنے سے سخت نشان موجود ہیں" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے لوگو جو ایمان لائے ہو ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف دی۔ اللہ نے اسے بری کر دیا جو انہوں نے کہا وہ اللہ کے نزدیک ذی عزت تھے"۔

بخاری شریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے صبر کا تذکرہ اس انداز میں کیا ہے۔

عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ ، سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ ، قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا ، فَقَالَ رَجُلٌ : إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ ، فَغَضِبَ حَتّٰى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ ، ثُمَّ قَالَ ((يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوسٰى ، فَقَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ)) (بخاری:۳۴۰۵)

اعمش سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے ابووائل سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ سے سنا، رسول اللہ ﷺ نے مال تقسیم کیا ایک شخص نے کہہ دیا کہ اس تقسیم سے اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا گیا، میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اس کی اطلاع دی۔ آپ ناراض ہوئے یہاں تک کہ میں نے آپکی ناراضگی چہرے پر دیکھی، پھر آپ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام پر اللہ رحم کرے انہیں اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی لیکن انہوں نے صبر کیا۔

یہی روایت مسلم شریف میں سلیمان بن مہران کے حوالے سے منقول ہے۔

بخاری شریف میں ایک مختصر روایت مذکور ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کچھ اس انداز سے کیا ہے۔

عن ابنِ عباس قال، خَرَجَ عَلَيْنَارَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ : عُرِضَتْ عَلَيَّ الأُمَمُ وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سدَّ الأُفُقِ فقيل: هذا موسىٰ في قومه ۔ (بحوالہ بخاری : ۳۴۱۰)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا مجھ پر قومیں پیش کی گئیں میں نے اتنے زیادہ لوگ دیکھے جنہوں نے آسمان کے افق کو بھر دیا تھا، مجھے یہ بتایا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں اپنی قوم میں۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا رنگ گندمی، بال گھنگریالے تھے، قد لمبا اور جسم مضبوط تھا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو معراج کی رات چھٹے آسمان پر دیکھا تھا رسول اللہ ﷺ کو معراج کے موقع پر امت کے لئے پچاس نمازوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفہ دیا گیا تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو یہ رائے دی تھی کہ نماز جتنی کم کرائی جاسکتی ہیں کرالیں مجھے امت کا بڑا تلخ تجربہ ہے آپ رسول اللہ ﷺ کو بار بار بارگاہ الٰہی میں واپس جانے کا مشورہ دیتے رہے جس کے نتیجے میں پانچ نمازیں باقی رہ گئیں۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پائی۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ قرآن مجید میں مختصر متوسط اور مفصل تینوں صورتوں میں متعدد بار کیا گیا ہے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اس سال ہوئی جس سال بنی اسرائیل کے ہاں پیدا ہونے والے ہر بچے کو فرعون کی طرف سے قتل کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی پرورش شاہی دربار میں شاہی خرچ پر ہوئی۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی نگہداشت کے صلہ میں فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم کو ایمان کی نعمت نصیب ہوئی۔ شاہی محل میں پل کر جوان ہوئے تو نہایت طاقتور تھے ایک ہی مکے سے ایک قبطی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام مصر کو خیر باد کہہ کر مدین پہنچے وہاں سیّدنا شعیب علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ان کی چھوٹی بیٹی صفورا سے شادی ہوگئی ایک معاہدے کے مطابق دس سال وہیں مدین میں گزارے۔

دس سال بیت جانے کے بعد اپنی اہلیہ کو ہمراہ لیا اور مصر روانہ ہوئے۔

راستے میں زیادہ سردی کی وجہ سے آگ کی ضرورت محسوس ہوئی۔

آگ لینے کوہِ طور پر گئے وہاں اللہ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا۔

کوہِ طور پر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو منصب نبوّت عطا کیا گیا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو طلسماتی لاٹھی اور ید بیضاء کے معجزے سے نوازا گیا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی اصلاح پر مامور کیا گیا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنے بھائی ہارون کو نبی بنا کر اس کا معاون بننے کی التجا کی تھی وہ پوری کر دی گئی۔

دونوں بھائیوں نے فرعون کو ربّ العالمین کی طرف دعوت دی۔ فرعون جو اپنے آپ کو رب اعلیٰ کہلاتا تھا ربّ العالمین کے بارے میں سن کر تعجب سے پوچھنے لگا میرے علاوہ بھلا اس کائنات

کا رب کون ہے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے ربّ العالمین کا بھرے دربار میں مفصل تعارف پیش کیا۔ فرعون نے دھمکیاں دیں آپ نے طلسماتی لاٹھی دربار میں پھینکی تو وہ ایک خطرناک اژدھے کا روپ دھار گئی جسے دیکھ کر فرعون اور آل فرعون تھر تھر کانپنے لگے۔ پھر آپ نے دایاں ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا اور اسے اوپر اٹھایا تو وہ سورج کی طرح چمک رہا تھا۔ فرعون نے یہ منظر دیکھ کر کہا یہ تو بڑا جادوگر ہے۔ فرعون کے حاشیہ نشینوں نے کہا کہ اس کا مقابلہ کرنا چاہیے ورنہ یہ ہمیں ملک بدر کر کے خود اس پر قابض ہو جائے گا۔ پورے مصر کے جادوگر بلائے گئے عام اعلان کر دیا گیا فرعون کے جادوگروں کو قرب شاہی کا لالچ دیا گیا انہوں نے یہ کرتب دکھلایا کہ میدان میں پڑی ہوئی رسیاں اور لاٹھیاں سانپ بن کر حرکت کرنے لگیں۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اشارہ غیبی ملنے پر اپنی طلسماتی لاٹھی کو میدان میں پھینکا تو وہ ایک بہت بڑا اژدھا بن کر میدان میں رینگنے والے تمام سانپوں کو ہڑپ کر گیا۔

یہ حیرت انگیز منظر دیکھ کر تمام جادوگر سجدہ ریز ہو گئے۔ اور بھرے مجمع میں ایمان قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم و استبداد سے نجات دلائی۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر بحر قلزم عبور کر گئے جبکہ فرعون اور اسکے لشکر کو سمندر میں غرق کر دیا گیا بنی اسرائیل کے کھانے کیلئے من سلویٰ اتارا گیا:

پانی پینے کیلئے بارہ چشموں کا اہتمام کیا گیا راہنمائی حاصل کرنے کیلئے تورات اتاری گئی بنی اسرائیل بار بار نافرمانیوں کی بنا پر کئی قسم کے عذاب میں مبتلا ہوئے لیکن سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا پر اللہ تعالیٰ انہیں معاف کرتا رہا، بنی اسرائیل پر، طوفان، ٹڈی دل، خون، جوئیں، مینڈک، پھلوں کی کمی، قحط سالی کی صورت میں عذاب مسلط کیے گئے۔ ہر دفعہ عذاب کا دورانیہ سات دن تک ہوتا۔

بنی اسرائیل کے ستر علماء کو کوہ طور پر انکی بے اعتدالی کی وجہ سے موت کی نیند سلا دیا گیا لیکن

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعا پر دوبارہ زندہ کر دیا گیا۔

بنی اسرائیل نے تورات کے ماننے سے انکار کیا تو پہاڑ اٹھا کر ان کے سروں پر مسلط کر دیا گیا جس سے ڈرتے ہوئے قوم نے تورات کے ماننے کا اقرار کیا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور چہیتے نبی تھے۔ ہر مرحلے پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کی۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے آپ کو بہت ستایا لیکن آپ نے کمال صبر کا مظاہرہ کیا۔

قارون سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے چچا کا بیٹا تھا۔ بڑا مالدار اور متکبر تھا۔

اس نے ایک فاحشہ عورت کو سیّدنا موسیٰ علیہ السلام پر الزام عائد کرنے کیلئے تیار کیا اس نے بھرے مجمعے میں الزام عائد بھی کر دیا لیکن پھر وہ پشیمان ہوگئی اور اس نے بھری محفل میں یہ اعتراف کیا کہ مجھے قارون نے مال کا لالچ دے کر اکسایا تھا۔

ورنہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام تو پاکباز ہیں۔

یہ صورت حال دیکھ کر سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سجدہ ریز ہو گئے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کیلئے درج ذیل کتابوں اور قرآنی آیات کا مطالعہ کریں۔

۱۔ ابن ماجہ	۲۴۴۴
۲۔ کنز العمال	۹۲۰۱
۳۔ الدر المنثور	۴۰۸/۶
۴۔ مجمع الزوائد	۸۷/۷
۵۔ کنز العمال	۲۹۱۷

۶۔ تفسیر الطبری	۶۸/۲۰
۷۔ مجمع الزوائد	۸۸/۷
۸۔ الدر المنثور	۴۱۰/۶
۹۔ البدایہ والنہایہ	۲۴۵/۱
۱۰۔ الطبقات ابن سعد	۱۴۶/۷
۱۱۔ الترمذی	۳۸۸۰
۱۲۔ ابوداؤد	۴۳۴۴
۱۳۔ فتح الباری	۳۰۰/۸
۱۴۔ کنز العمال	۲۸۹۶
۱۵۔ ابن ماجہ	۳۲۱۹
۱۶۔ صحیح ابن حبان	۱۳۱۶
۱۷۔ مسند امام احمد	۳۸۸/۵
۱۸۔ ابوداؤد	۱۳۱۹
۱۹۔ الدر المنثور	۳۸۶/۴
۲۰۔ تفسیر الطبری	۱۶۳/۱۱
۲۱۔ بخاری شریف	۴۶۸۰
۲۲۔ تفسیر ابن کثیر	۲۲۹/۴
۲۳۔ مسلم شریف	۲۱۳۵
۲۴۔ البدایہ والنہایہ	۲۷۶/۱
۲۵۔ بخاری شریف	۹۵۲

۲۶۔ ابن ماجہ	۱۸۹۸
۲۷۔ ترمذی	۲۱۸۰
۲۸۔ مسند امام احمد	۲۱۸/۵
۲۹۔ تفسیر الطبری	۱۲۴/۹
۳۰۔ دلائل النبوۃ	۳۴/۳
۳۱۔ بخاری شریف	۳۹۵۲
۳۲۔ مسند امام احمد	۳۹۰/۱
۳۳۔ مستدرک حاکم	۳۲۰/۲

قرآنی آیات

۱۔ سورۃ القصص	۱ - ۶
۲۔ سورۃ القصص	۷ - ۹
۳۔ سورۃ القصص	۱۰ - ۱۳
۴۔ سورہ طٰہٰ	۴۰
۵۔ سورۃ القصص	۱۴ - ۱۷
۶۔ سورۃ القصص	۱۸ - ۲۱
۷۔ سورۃ القصص	۲۱ - ۲۴
۸۔ سورۃ القصص	۲۵ - ۲۸
۹۔ سورۃ القصص	۲۹ - ۳۲
۱۰۔ سورہ طٰہٰ	۱۱ - ۱۶

۱۱۔ سورۃ النمل	۷
۱۲۔ سورۃ الإسراء	۱۰۱ - ۱۰۲
۱۳۔ سورۃ الاعراف	۱۳۰ - ۱۳۳
۱۴۔ سورۃ القصص	۳۳ - ۳۵
۱۵۔ سورہ طٰہٰ	۲۹ - ۳۶
۱۶۔ سورۃ الشعراء	۱۰ - ۱۹
۱۷۔ سورۃ الشعراء	۲۳ - ۲۸
۱۸۔ سورہ طٰہٰ	۴۰ - ۴۶
۱۹۔ سورہ طٰہٰ	۴۹ - ۵۵
۲۰۔ سورہ طٰہٰ	۶۰ - ۶۴
۲۱۔ سورہ طٰہٰ	۶۵ - ۶۹
۲۲۔ سورۃ الاعراف	۱۱۷ - ۱۲۲
۲۳۔ سورہ طٰہٰ	۷۰ - ۷۶
۲۴۔ سورۃ الاعراف	۱۰۳ - ۱۲۶
۲۵۔ سورہ یونس	۷۵ - ۸۲
۲۶۔ سورۃ الشعراء	۲۹ - ۵۱
۲۷۔ سورۃ الاعراف	۱۲۷ - ۱۲۹
۲۸۔ سورہ یونس	۸۴ - ۸۶
۲۹۔ سورہ غافر	۲۹ - ۲۹

۳۰۔ سورۃ الاسراء	۱۰۲ - ۱۰۴
۳۱۔ سورۃ الزخرف	۵۱ - ۵۶
۳۲۔ سورۃ النازعات	۲۰ - ۲۹
۳۳۔ سورہ ہود	۹۶ - ۹۹
۳۴۔ سورہ غافر	۳۰ - ۳۵
۳۵۔ سورہ غافر	۳۶ - ۳۷
۳۶۔ سورۃ الاعراف	۱۳۰ - ۱۳۳
۳۷۔ سورۃ الاعراف	۱۳۴ - ۱۳۶

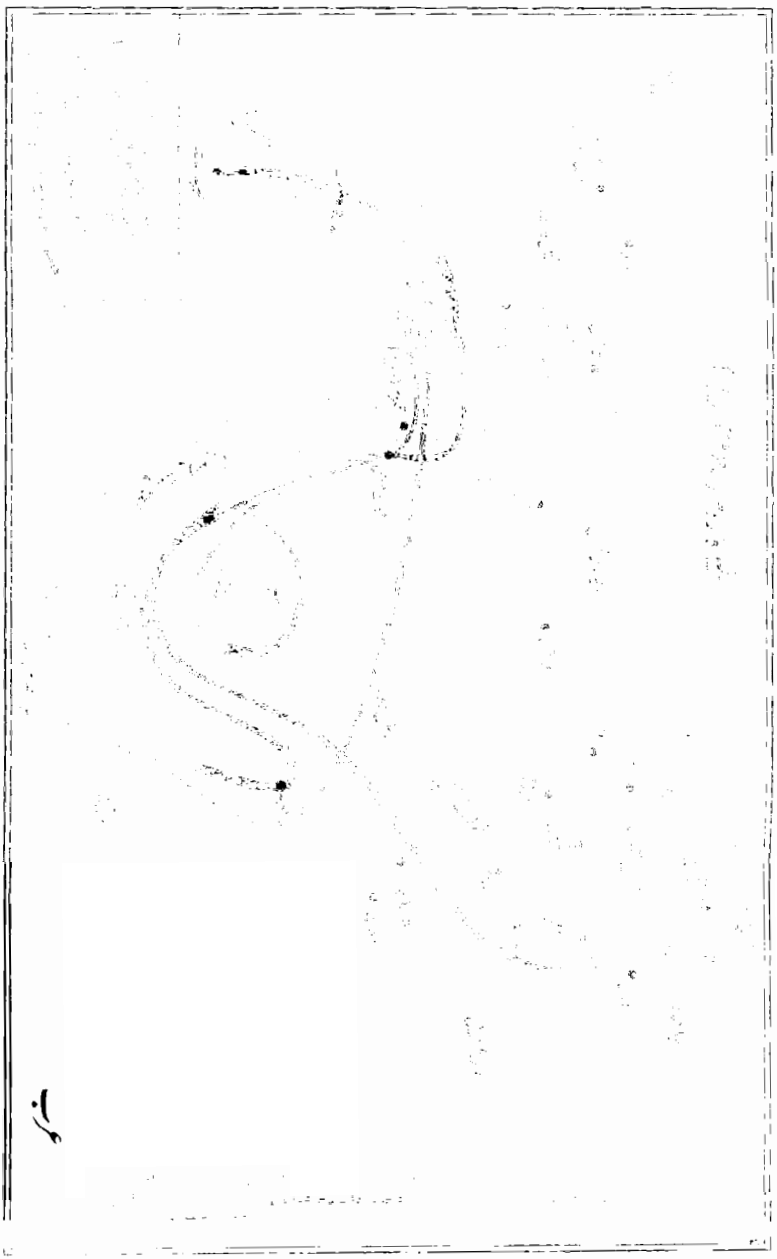

سیدنا موسیٰ علیہ السلام

سیّدنا یوشع بن نون علیہ السلام

اہل کتاب کہتے ہیں کہ سیّدنا یوشع بن نون علیہ السلام ھود علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مِنْ اَنَّهٗ یوشع بن نون وَ هُوَ مُتَّفِقٌ نَبُوَّتَه عِنْدَ اَهْلِ الْكِتَاب

کہ اہل کتاب یوشع بن نون علیہ السلام کے نبی ہونے پر متفق ہیں

قرآن مجید میں " وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ " اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوجوان سے کہا۔ اس سے مراد یوشع بن نون علیہ السلام ہیں محمد بن اسحاق رقم طراز ہیں کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی عمر کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نبوّت سیّدنا یوشع بن نون علیہ السلام کے حوالے کردی تھی۔

یہ پیغمبروں کی لڑی میں سے تھے ان کا سلسلہ نسب یہ ہے:

یوشع بن نون بن افراثیم بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام

☆ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنی قوم بنی اسرائیل کو بارہ حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصے پر ایک نقیب مقرر کر دیں۔ ان بارہ لشکروں میں سے ایک لشکر کے نقیب سیّدنا یوشع بن نون علیہ السلام تھے۔

اس واقعہ کا ذکر سورہ المائدہ میں کچھ اس انداز میں کیا گیا ہے:

وَلَقَدْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ۖ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا ۖ وَقَالَ اللّٰهُ إِنِّي مَعَكُمْ ۖ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيلِ ○

((المائدہ : ۱۲))

''اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا اور ان سے بارہ نقیب مقرر کیے تھے، اور ان سے کہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر تم نے نماز قائم رکھی، اور زکوۃ دی اور میرے رسولوں کو مانا، اور ان کی مدد کی، اور اپنے اللہ کو اچھا قرض دیتے رہے تو یقین رکھو، میں تمہاری برائیاں تم سے زائل کر دوں گا، اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی مگر اس کے بعد جس نے تم میں سے کفر کی روش اختیار کی تو دراصل اس نے سواء السبیل گم کر دی''۔

سواء السبیل کا مطلب ہے سیدھا راستہ

اس آیت کریمہ میں بنی اسرائیل کے جن بارہ نقیبوں کا تذکرہ ہے ان میں سے ایک نقیب سیّدنا یوشع بن نون علیہ السلام بھی تھے۔

☆ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے جس لشکر کے ذریعے بیت المقدس کو فتح کیا تھا اس لشکر کے مقدمۃ الجیش کا سالار سیّدنا یوشع بن نون علیہ السلام تھے۔

☆ بنی اسرائیل چالیس سال تک مقام تیہ میں سرگرداں رہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات

مقام تیہ میں ہوگئی تھی، اور جو لشکر لے کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اس کے مقدمۃ الجیش کا سالار سیدنا یوشع بن نون علیہ السلام کو مقرر کیا گیا تھا بیت المقدس کا محاصرہ جمعہ کے دن تک جاری رہا۔ سورج غروب ہونے لگا تو یوشع بن نون نے سورج کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تو بھی حکم کا پابند ہے میں بھی حکم کا پابند ہوں ذرا غروب ہونے سے رک جاؤ۔ پھر دعا کی الٰہی یہ تیرے قبضے میں ہے اسے غروب ہونے سے روک دے تو اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا۔

مسند امام احمد میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الشَّمْسَ لم تُحبَسْ لِبَشَرٍ اِلَّا لِیُوشَعَ لیالِیَ سَارَ اِلی بیت المقدس)) (مسند امام احمد: ۲/۳۲۵)

''سورج کو کسی انسان کے لیے نہیں روکا گیا سوائے یوشع بن نون علیہ السلام کے جب وہ لشکر کو لے کر بیت المقدس کی طرف چلے تھے۔''

سورج کے غروب ہونے کا واقعہ بیت المقدس میں رونما ہوا۔ اور یہ سیدنا یوشع بن نون علیہ السلام کی خصوصیت ہے کہ اس کی دعا سے یہ انوکھا اور حیرت انگیز واقعہ رونما ہوا۔

☆ بنی اسرائیل جب بیت المقدس میں داخل ہونے لگے تو انھیں یہ حکم دیا گیا کہ تم اس شہر میں سجدے کی حالت میں داخل ہونا اور زبان سے کہنا کہ الٰہی ہمارے گناہوں کو معاف کر دے۔ لیکن بنی اسرائیل نے اس حکم کی پرواہ نہیں کی بلکہ صریحاً اس کی مخالفت کی۔ انہیں کہا گیا کہ تم نے شہر میں داخل ہوتے وقت حِطَّةٌ کہنا انہوں نے اس لفظ کو بدل کر حِنطَةٌ کہا۔

حِطَّةٌ کا مطلب ہے کہ ہمارے گناہ بخش دے اور حِنْطَةٌ کا مطلب ہے ہمیں گندم چاہیے شہر میں سجدہ ریز ہو کر داخل ہونے کے بجائے پیٹھ کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اس کے برعکس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتح کی حیثیت سے جب مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے

اونٹنی پر بیٹھے ہوئے اللہ کے حضور شکرانے کے طور پر اپنی گردن جھکالی تھی اور جب مکہ معظمہ میں داخل ہوگئے تو آپ نے اونٹنی سے اتر کر آٹھ رکعت نماز ادا کی۔

لیکن بنی اسرائیل نے بیت المقدس میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوتے وقت بالکل الٹ رویہ اختیار کیا انہیں جو حکم دیا گیا تھا اسے یکسر بدل دیا بلکہ اس حکم کا مذاق اڑایا۔

قرآن مجید میں اس واقعہ کو کچھ یوں بیان کیا ہے:

وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيٰٓـتِكُمْ ۭ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ○ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ○

((الاعراف:۱۶۱_۱۶۲))

''یاد کرو وہ وقت جب ان سے کہا گیا تھا کہ اس بستی میں جا کر بس جاؤ اور اس کی پیداوار سے حسب منشاء روزی حاصل کرو اور حطۃ کہتے جاؤ اور شہر کے دروازے میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے داخل ہو، ہم تمہاری خطائیں معاف کریں گے اور نیک رویہ رکھنے والوں کو مزید فضل سے نوازیں گے۔ مگر جو لوگ ان میں سے ظالم تھے، انہوں نے اس بات کو جو ان سے کہی گئی تھی بدل ڈالا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان کے ظلم کی پاداش میں ان پر آسمان سے عذاب بھیج دیا۔''

اسی واقعہ کو سورہ بقرہ میں اس انداز کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ○ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ○ ((البقرہ:۵۸_۵۹))

''پھر یاد کرو جب ہم نے کہا تھا۔ یہ بستی جو تمہارے سامنے ہے اس میں داخل ہو جاؤ۔ اس کی پیداوار جس طرح سے چاہو کرو مزے سے کھاؤ۔ مگر بستی کے دروازے سے سجدہ ریز ہوتے ہوئے داخل ہونا۔ اور کہتے جانا حطة حطة ۔ ہم تمہاری خطاؤں سے درگزر کر دیں گے۔ اور نیکوکاروں کو مزید فضل و کرم سے نوازیں گے۔ مگر جو بات ان سے کہی گئی تھی ظالموں نے اسے بدل کر کچھ اور کر دیا آخر کار ہم نے ظلم کرنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کیا۔ یہ سزا تھی ان نافرمانیوں کی جو وہ کر رہے تھے۔''

☆ بنی اسرائیل کو ان کی نافرمانی کی وجہ سے طاعون کی بیماری میں مبتلا کر دیا گیا اور وہ اس خطرناک بیماری کا شکار ہو کر ہزاروں کی تعداد میں موت کی نیند سو گئے۔ یہ سارا منظر سیدنا یوشع بن نون علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے ہوا۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو تورات کے احکامات سے ہر چند آگاہ کیا۔ لیکن اس قوم کی شرارت کچھ اس قسم کی تھی۔ کہ ہر حکم کا الٹ کرنا ہے۔ سیدنا یوشع بن نون علیہ السلام نے بیت المقدس میں ہی ۱۲۷ سال کی عمر میں وفات پائی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد وہ ستائیس سال زندہ رہے، ہر چیز کے لیے فنا ہے باقی رہے نام اللہ کا۔

☆ ❀ ☆

حوالہ جات

سیّدنا یوشع بن نون علیہ السلام کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔تفسیر طبری	۳۰۴/۱
۲۔تفسیر قرطبی	۱۴۱/۱
۳۔صحیح البخاری	۶۹۷۴
۴۔کنز العمال	۲۸۴۵۱
۵۔مسند امام احمد	۲۱۳/۵

قرآنی آیات

۶۔سورہ المائدۃ	۱۲
۷۔سورہ الاعراف	۱۶۱۔۱۶۲
۸۔سورہ البقرہ	۵۷۔۵۹

سیّدنا الیاس علیہ السلام

سیّدنا الیاس علیہ السلام بنی اسرائیل میں ایلیاء کے نام سے مشہور و معروف تھے یہ سیّدنا یسع علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے۔ سیّدنا الیاس علیہ السلام سیّدنا ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔

الیاس بن یاسین بن فنحاص بن عیزار بن ہارون علیہ السلام

سیّدنا الیاس علیہ السلام اردن میں پیدا ہوئے۔ جب یہ پیدا ہوئے اس وقت اخی آب نامی بادشاہ کی حکومت تھی اس کی بیوی بعل نامی بت کی پوجا کیا کرتی تھی۔ یہ بت سونے کا بنا ہوا تھا جس کے چار منہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دمشق کے مغربی جانب واقع بعلبک نامی شہر میں آباد لوگوں کی رہنمائی کے لیے نبی بنا کر بھیجا یہ لوگ بعل نامی بت کے پجاری تھے۔

سورہ الصافات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ۝ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا

الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ((الصافات:۱۲۳۔۱۳۲))

''اور الیاس بھی یقیناً مرسلین میں سے تھا۔ یاد کرو جب اس نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ تم لوگ ڈرتے نہیں ہو؟ کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑ دیتے ہو، اس اللہ کو جو تمہارا اور تمہارے اگلے پچھلے آباو اجداد کا رب ہے مگر انہوں نے اسے جھٹلا دیا۔ سو اب وہ یقیناً سزا کے لیے پیش کیے جانے والے ہیں۔ بجز ان بندگان رب کے جن کو خالص کر لیا گیا تھا اور الیاس کا ذکر خیر ہم نے بعد کی نسلوں میں باقی رکھا سلام ہے الیاس پر۔ اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں۔ وہ ہمارے مؤمن بندوں میں سے ہے۔''

سیدنا الیاس علیہ السلام کی قوم نے اسے جھٹلایا اس کی مخالفت کی اور اسے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ تو وہ قوم سے جان بچا کر بھاگے اور ایک غار میں چھپ گئے۔ وہاں غار میں بیس سال تک چھپے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کو تباہ کر دیا اور کوئی دوسرا اس کی جگہ تخت نشین ہوا۔

سیدنا الیاس علیہ السلام نے اس بادشاہ کے سامنے حق کی دعوت پیش کی۔ آپ کی دعوت و تبلیغ سے قوم کے بیشتر افراد مسلمان ہو گئے۔ سیدنا الیاس علیہ السلام کے بارے میں یہ بات بھی بیان کی جاتی ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرح زندہ ہیں لیکن یہ بات من گھڑت معلوم ہوتی ہے قرآن و حدیث میں اس کا کہیں بھی تذکرہ نہیں۔

سیدنا الیاس علیہ السلام کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ مستدرک حاکم ۱/۶۱۷	۲۔ دلائل النبوۃ ۵/۴۲۱
۳۔ سورہ الصافات ۱۲۳۔۱۳۲	۴۔ سورہ انعام ۸۵

سیّدنا داؤد علیہ السلام

سیّدنا داؤد علیہ السلام سیّدنا ابراھیم علیہ السلام کی نسل میں سے تھے۔ان کے والد کے نام ایشا تھا۔ سیّدنا داؤد علیہ السلام کا قد چھوٹا، آنکھیں نیلی اور جسم گٹھا ہوا تھا۔سیّدنا داؤد علیہ السلام نے جب ظالم و جابر جالوت کو قتل کر دیا تو یہ بنی اسرائیل کی آنکھوں کے تارے بن گئے بنی اسرائیل دل و جان سے ان سے محبت کرنے لگے۔ بالآخر انہوں نے سیّدنا داؤد علیہ السلام کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کے ساتھ ساتھ انہیں منصب رسالت پر بھی فائز کر دیا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیّدنا داؤد علیہ السلام کو آسمانی کتاب زبور سے نوازا۔

سیّدنا داؤد علیہ السلام ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں مصروف رہا کرتے تھے۔

سیّدنا داؤد علیہ السلام بڑے خوش الحان تھے۔

سیّدنا داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کر دیا گیا تھا آپ لوہے کو ہاتھ لگاتے تو جو چیز لوہے سے تیار کرنا چاہتے تھے وہ تیار ہو جاتی لوہے کو آگ سے نرم کرنے اور ہتھوڑے سے کوٹنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔

سیّدنا داؤد علیہ السلام حکومت کے خزانے سے کچھ نہیں لیتے تھے بلکہ اپنے گھریلو اخراجات اپنے ہاتھ کی کمائی سے کرتے۔

سیّدنا داؤد علیہ السلام کو زبور کی تلاوت کرنے میں بڑی مہارت حاصل تھی۔

سیّدنا داؤد علیہ السلام کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کو بھی حکومت، دولت اور نبوّت سے سرفراز کیا گیا۔

سیّدنا داؤد علیہ السلام نے سو سال عمر پائی اور قرآن حکیم کی نو سورتوں میں آپ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

سیّدنا داؤد علیہ السلام کو قرآن کریم میں خلیفۃ اللہ کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔

سیّدنا داؤد علیہ السلام فیصلہ کن بات کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

پہاڑ اور پرندے سیّدنا داؤد علیہ السلام کے تابع تھے جب یہ تسبیح کرتے تو وہ بھی آپ کے ساتھ مل کر تسبیح کرنا شروع کر دیتے تھے۔

☆ ❀ ☆

قرآن حکیم میں سیّدنا داؤد علیہ السلام کا تذکرہ مختلف زاویوں سے کیا گیا ہے۔ سورہ ص میں اللہ تعالیٰ نے سیّدنا داؤد علیہ السلام کا تذکرہ کچھ اس انداز سے کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۝ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۝ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ۝ اِنَّ هٰذَاۤ اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ۝ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ

سیدنا داؤد علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ لوہے کو موم کی طرح نرم کر دیا تھا
جس سے وہ زرہ بکتر بناتے اور اپنی روزی کماتے

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۩ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۗ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝ ((ص : ۱۷ - ۲۶))

آپ ان کی باتوں پر صبر کریں اور ہمارے بندے داؤد کو بھی یاد کریں۔ بلاشبہ وہ صاحب قوت اور رجوع کرنے والے تھے۔ ہم نے اس کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا کہ وہ صبح وشام ان کے ساتھ (مل کر) تسبیح کرتے تھے۔ اور پرندے جو جمع ہو جاتے سب ان کی تسبیح کرتے تھے۔ ہم نے ان کی سلطنت مضبوط کی اور حکمت اور قوت فیصلہ بخشی تھی بھلا آپ کے پاس مقدمہ کی خبر پہنچی ہے۔ جو دیوار پھاند کر محراب پہنچے تھے جب وہ داؤد علیہ السلام کے پاس پہنچے تو وہ انہیں دیکھ کر گھبرا گئے وہ کہنے لگے ڈرو نہیں ہم مقدمہ کے دو فریق ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے لہٰذا ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کیجئے اور زیادتی نہ کیجئے اور ہمیں سیدھی راہ سمجھائیے۔ یہ میرا بھائی ہے اسکے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی دُنبی ہے وہ کہتا ہے کہ وہ مجھے دے دے اور گفتگو میں بھی اس نے مجھے دبا دیا ہے۔ داؤد علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس شخص نے تیری دُنبی کو اپنی دُنبیوں میں ملانے کا سوال کر کے تم پر ظلم کیا ہے اور اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں۔ سوائے انکے جو ایماندار ہوں اور نیک عمل کریں اور ایسے تھوڑے ہیں تو داؤد علیہ السلام کو خیال آیا کہ دراصل ہم نے ان کی آزمائش کی چنانچہ انہوں نے اپنے رب سے استغفار کی اور رکوع میں گر گئے اور ہماری طرف رجوع کیا تب ہم نے انکی غلطی معاف کر دی اور

ہمارے ہاں یقیناً انکے لیے بڑا قرب اور عمدہ مقام ہے۔ (ہم نے کہا) اے داؤد علیہ السلام ہم نے تمہیں زمین میں نائب بنایا ہے لہٰذا لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کرنا اور خواہش نفس کی اتباع نہ کرنا ورنہ یہ بات تمہیں اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔ جو لوگ اللہ کی راہ سے بہک جاتے ہیں۔ ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ کیونکہ وہ یوم حساب کو بھول گئے"۔

سورہ الانبیاء میں سیدنا داؤد علیہ السلام کا تذکرہ اس انداز میں کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ○ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ○ ((الانبیاء : ۷۹ - ۸۰))

اور داؤد کے ساتھ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا کہ وہ انکے ہمراہ تسبیح کیا کریں اور یہ تسخیر ہم ہی کرنے والے تھے۔ اور ہم نے داؤد کو تمہارے (فائدہ) کیلئے زرہ بنانے کی صنعت سکھا دی تھی۔ تاکہ تمہیں لڑائی کی زد سے بچائے پھر کیا تم شکر گزار بنتے ہو"۔

سورہ سباء میں سیدنا داؤد علیہ السلام کا تذکرہ اس انداز میں کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ○ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ ((سباء : ۱۰ - ۱۱))

اور ہم نے داؤد کو اپنے ہاں سے بزرگی عطا کی تھی (اور پہاڑوں کو حکم دیا تھا کہ) داؤد کے ساتھ (تسبیح میں) ہم آہنگ ہو جاؤ اور پرندوں کو بھی اور ہم نے اس کیلئے لوہے کو

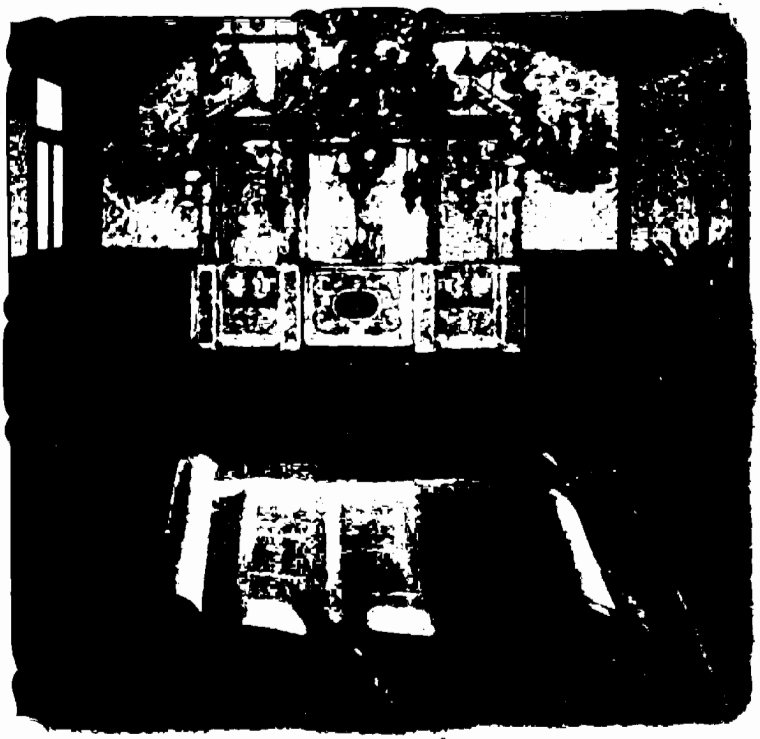

یہودیوں کے معبد میں زبور کے طومار

سیدنا داؤد علیہ السلام سے منسوب مینار داؤد

نرم کر دیا تھا۔ کہ کھلی زرہیں بناؤ اور اندازے کے مطابق کڑیاں جوڑوں اور نیک عمل کرو جو تم کرتے ہو بلاشبہ میں دیکھ رہا ہوں"۔

سورہ البقرہ میں سیدنا داؤد علیہ السلام کا تذکرہ اس طرح کیا گیا ہے۔

وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ((البقرۃ : ۲۵۱))

اور داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے اسے بادشاہی اور حکمت عطا فرمائی اور اسے سکھلا دیا جو چاہا اور اگر اللہ اسی طرح لوگوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے ہٹاتا نہ رہتا تو زمین میں فساد ہی مچا رہتا لیکن اللہ اقوام عالم پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔"

سورہ ص میں سیدنا داؤد علیہ السلام کا ذکر اس طرح آیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۙ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَاۗءِ الصِّرَاطِ ۭ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ۭ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَاۗءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۭ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۭ ((ص : ۲۱ - ۲۴))

بھلا آپ کے پاس مقدمہ کی خبر پہنچی ہے جو دیوار پھاند کر محراب میں پہنچے تھے۔ جب وہ داؤد کے پاس پہنچے تو وہ انہیں دیکھ کر گھبرا گئے وہ کہنے لگے ڈرو نہیں، ہم مقدمہ کے

دوفریق ہیں۔ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے لہٰذا ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کیجئے۔اور زیادتی نہ کیجئے اور ہمیں سیدھی راہ سمجھائیے یہ میرا بھائی ہے اسکے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی دُنبی ہے وہ کہتا ہے کہ وہ مجھے دیدے اور گفتگو میں بھی اس نے مجھے دبادیا ہے۔داؤد علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس شخص نے تیری دُنبی کو اپنی دُنبیوں میں ملانے کا سوال کر کے تم پر ظلم کیا ہے اور اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں۔سوائے انکے جو ایماندار ہوں اور نیک عمل کریں اور ایسے تھوڑے ہیں۔تو داؤد علیہ السلام کو خیال آیا کہ دراصل ہم نے انہی کی آزمائش کی چنانچہ انہوں نے اپنے رب سے استغفار کی اور رکوع میں گر گئے اور اس طرف رجوع کیا۔''

☆ ❀ ☆

سیّدنا داؤد علیہ السلام بڑے عبادت گذار اور شب زندہ دار تھے، بخاری شریف میں مذکور ہے

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عليه السلام وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدُ، وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى"۔ (رواہ البخاری)

رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو داؤد علیہ السلام کی نماز زیادہ پسند ہے۔اور اللہ تعالیٰ کو داؤد علیہ السلام کے روزے زیادہ پسند ہیں وہ نصف رات سوتے ایک تہائی رات قیام کرتے پھر رات کا چھٹا حصہ سوتے ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن روزہ چھوڑتے، جب دشمن سے لڑتے تو فرار اختیار نہ کرتے۔

ابن شوذب کہتے ہیں کہ سیّدنا داؤد علیہ السلام دن میں ایک درع بنالیتے تھے اور وہ چھ ہزار درہم میں فروخت ہوتی تھی۔

ابن ماجہ اور مسند امام احمد میں ایک روایت منقول ہے کہ جس میں سیّدنا داؤد علیہ السلام کی کمائی کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

ان اطیب ما أکل الرجل من کسبه وان نبی اللّٰه داؤد یاکل من کسب یدہ :

بلاشبہ عمدہ مال وہ ہے جو آدمی نے اپنی کمائی سے کھایا اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو قرآن کریم کی تلاوت کرتے سنا تو یہ ارشاد فرمایا :

لَقَدْ أُوْتِیَ اَبُوْمُوْسیٰ مِنْ مَزَامِیْرِ آلِ دَاوٗدَ

کہ ابوموسیٰ کو آل داؤد کا سا ساز آواز دیا گیا ہے۔ (بحوالہ مسند امام : ۶/۱۶۷)

اسی طرح مجمع الزوائد اور مسند امام احمد میں یہ بھی منقول ہے۔

عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال : لقد اعطی ابوموسیٰ من مزامیرداؤد۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوموسیٰ کو داؤد علیہ السلام کی آواز وساز عطا کی گئی۔ (بحوالہ مجمع الزوائد : ۹/۳۵۹)

بخاری شریف میں مذکور ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام آسمانی کتاب بہت جلد پڑھ لیا کرتے تھے۔ اور وہ اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھاتے تھے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

خفف علی داؤد القران فکان یأمر بدابّه فتسرج فیقرأالقرآن قبل ان تسرج دَوَابُّهٗ ولایأکل الامن عمل یدیه ،،۔

داؤد علیہ السلام کیلئے قرآن کو ہلکا کر دیا گیا وہ سواری پر زین باندھنے کا حکم دیتے اور وہ زین باندھنے سے پہلے قرآن پڑھ لیا کرتے تھے اور وہ اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھاتے تھے۔

صفوان بن سلیم فرماتے ہیں کہ روایت میں مذکور قرآن سے مراد زبور ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا" اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی۔

مسند امام احمد میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام پر زبور بھی رمضان کے مہینے میں نازل کی تھی۔

سیدنا داؤد علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حکمت ودانائی اور فصاحت وبلاغت کا وافر حصہ عطا کر رکھا تھا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ

ہم نے داؤد علیہ السلام کو حکمت اور فصیحانہ خطاب کی قدر عطا کی تھی۔

کنز العمال اور البدایہ والنہایۃ میں ایک یہ روایت مذکور ہے۔

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم افضل الصيام صيام داؤد، وكان يقرأ الزبور بسبعين صوتا يكون فيها، وكانت له ركعة من الليل يبكي فيها نفسه ويبكي ببكاءه كل شئ ويصرف بصوته المهموم والمحموم (بحوالہ البدایہ والنہایہ : ۱۶/۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داؤد علیہ السلام کے روزے افضل ہیں وہ زبور کو ستر آوازوں میں پڑھا کرتے تھے رات کے وقت وہ ایک رکعت ایسی پڑھتے جس میں خود بھی روتے اور ان کے رونے کے ساتھ ہر چیز رونے لگتی اور وہ اپنی آواز کے ساتھ ہر غمگین اور بیمار کو درست کر دیتے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سیدنا داود علیہ السلام نے اپنے معمولات کو چار دنوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔

① ایک دن عبادت الٰہی کے لیے
② ایک دن لوگوں کے مقدمات نپٹانے کے لیے
③ ایک دن بنی اسرائیل کو وعظ و نصیحت کے لیے
④ ایک دن اپنی ذات کے لیے

www.KitaboSunnat.com

مستدرک حاکم میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت منقول ہے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما داود علیہ السلام کی آزمائش کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سیدنا داود علیہ السلام اللہ کی بارگاہ میں عرض گذار ہوئے الٰہی دن رات داود اور آل داود تیری تسبیح و تحمید میں مصروف رہتے ہیں کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ جس میں ہم تیرے ذکر سے غافل ہوتے ہوں یہ انداز اللہ کو پسند نہ آیا۔ کیونکہ اس میں فخر کا شائبہ پایا جاتا تھا۔ اسی وقت وحی کی گئی کہ اے داود یہ جو کچھ بھی ہے ہمارے فضل و کرم اور توفیق سے ہے۔ ورنہ تم میں اور تیری اولاد میں یہ ہمت کہاں کہ وہ اس نظم کے پابند رہ سکیں۔ اب جبکہ تم نے دعویٰ کر ہی دیا ہے تو اب میں تیری آزمائش کروں گا۔ جب دو آدمی اچانک دیوار پھلانگ کر آپ کے پاس آئے اپنا مقدمہ پیش کیا تو آپ تسبیح و تحمید و تہلیل چھوڑ کر مقدمے کے فیصلے میں مصروف ہو گئے اور آپ کے گھر والے بھی اس وقت ذکر و اذکار میں مشغول نہ تھے اور یہی سیدنا داود علیہ السلام کی آزمائش تھی۔

☆ ❀ ☆

مسند امام احمد میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اور ترمذی میں ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے کہ تخلیق آدم کے وقت اللہ تعالیٰ نے انکی پیٹھ سے اولاد نکالی ان میں انبیاء علیہم السلام بھی تھے۔ ان میں سے ایک کا چہرہ بہت چمک رہا تھا۔ سیدنا آدم علیہ السلام نے پوچھا اے

میرے رب یہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تیرا بیٹا داؤد ہے۔ عرض کی اس کی عمر کتنی ہوگی اللہ نے فرمایا ساٹھ سال سیدنا آدم علیہ السلام نے عرض کی الٰہی اسے میری عمر سے چالیس سال اور دے دے۔

سیدنا آدم علیہ السلام کی عمر ہزار سال تھی جب آپ نو سو ساٹھ سال کے ہوئے تو فرشتہ آپ کی جان لینے آ گیا آپ نے فرمایا ابھی تو چالیس سال رہتے ہیں آپ کو بتایا گیا کیا آپ نے اپنی عمر سے چالیس سال داؤد علیہ السلام کو نہیں دے دیئے آپ نے فرمایا نہیں تو۔

اللہ تعالیٰ نے ہزار سال عمر سیدنا آدم علیہ السلام کو دی اور سو سال عمر سیدنا داؤد علیہ السلام کو دی۔

سیدنا داؤد علیہ السلام نے بنی اسرائیل پر چالیس سال حکومت کی۔ سو سال کی عمر میں ہفتے کے روز اچانک وفات پائی۔

آپ کے بیٹے سیدنا سلیمان علیہ السلام کی وفات بھی اچانک ہوئی۔

آپ کے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی وفات بھی اچانک ہوئی تھی۔

جب سیدنا داؤد علیہ السلام کی عمر پوری ہوئی تو ملک الموت آ گیا آپ محراب سے اتر رہے تھے فرشتے نے جان قبض کرنا چاہی تو آپ نے فرمایا مجھے نیچے جانے دو یا اوپر فرشتے نے کہا اب سال، مہینے آثار اور رزق ختم ہو چکا ہے۔ آپ کی جان قبض کر لی گئی آپ اسی وقت سجدے میں گر گئے۔

وھب بن منبہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا داؤد علیہ السلام کے جنازے میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے وہ تو ملک کے بادشاہ بھی تھے اور منصب رسالت پر فائز تھے جنازے میں چالیس ہزار راہب بھی شریک تھے گرمی کے دن تھے دھوپ بڑی تیز تھی۔

جب لوگ سخت گرمی میں تڑپنے لگے تو سیدنا سلیمان علیہ السلام سے کہا ہمارے لیے کچھ کریں تو سیدنا سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کو حکم دیا وہ لوگوں پر سایہ فگن ہو گئے۔

اس طرح لوگوں کی جان میں جان آئی۔

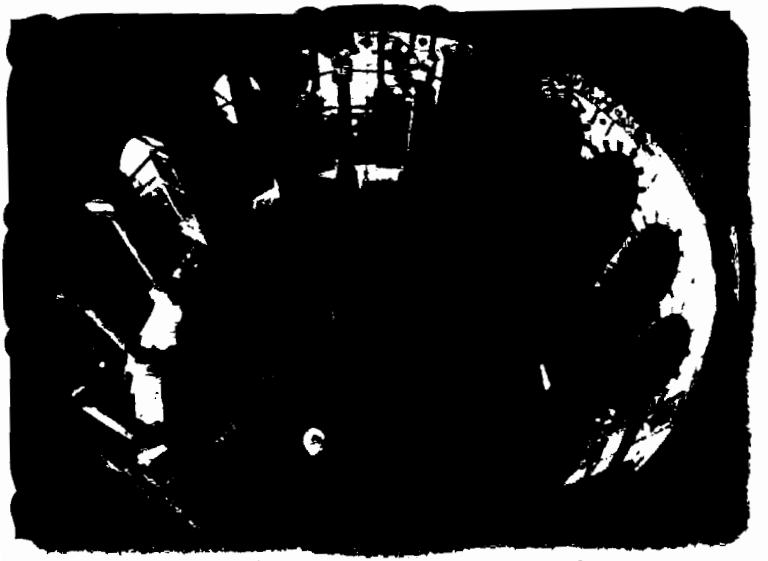

وہ صخرہ (چٹان) جہاں داؤد علیہ السلام تلاوت کیا کرتے تھے

بیت المقدس کے خارجی سیدنا داود علیہ السلام کی قبر کا منظر

سیّدنا داؤد علیہ السلام کے حالات زندگی معلوم کرنے کیلئے درج ذیل کتابیں اور قرآنی آیات کا مطالعہ کریں۔

۱۔ مسند امام احمد	۳۱/۶
۲۔ بخاری	۱۱۳۱
۳۔ نسائی	۲۱۴/۳
۴۔ مسند امام احمد	۱۶۷/۶
۵۔ مجمع الزوائد	۳۵۹/۹
۶۔ مسند امام احمد	۳۵۴/۲
۷۔ کنز العمال	۳۲۳۲۱
۸۔ البخاری	۱۹۴/۴
۹۔ الدر المنثور	۳۰۵/۵
۱۰۔ ابوداؤد	۱۴۱۰
۱۱۔ مسند امام احمد	۸۷/۳
۱۲۔ نسائی	۲۲۱/۸
۱۳۔ ترمذی	۱۳۲۹
۱۴۔ البدایہ والنہایہ	۱۶/۲

قرآنی آیات

۱۔ سورہ الانبیاء	۷۹ - ۸۰
۲۔ سورہ ص	۱۷ - ۲۶
۳۔ سورہ ص	۲۱ - ۲۴
۴۔ سورہ البقرہ	۲۵۱
۵۔ سورہ نساء	۱۲۳
۶۔ سورہ مائدۃ	۷۸
۷۔ سورہ انعام	۸۳ - ۹۰
۸۔ سورہ اسراء	۵۵
۹۔ سورہ سبا	۱۰ - ۱۴

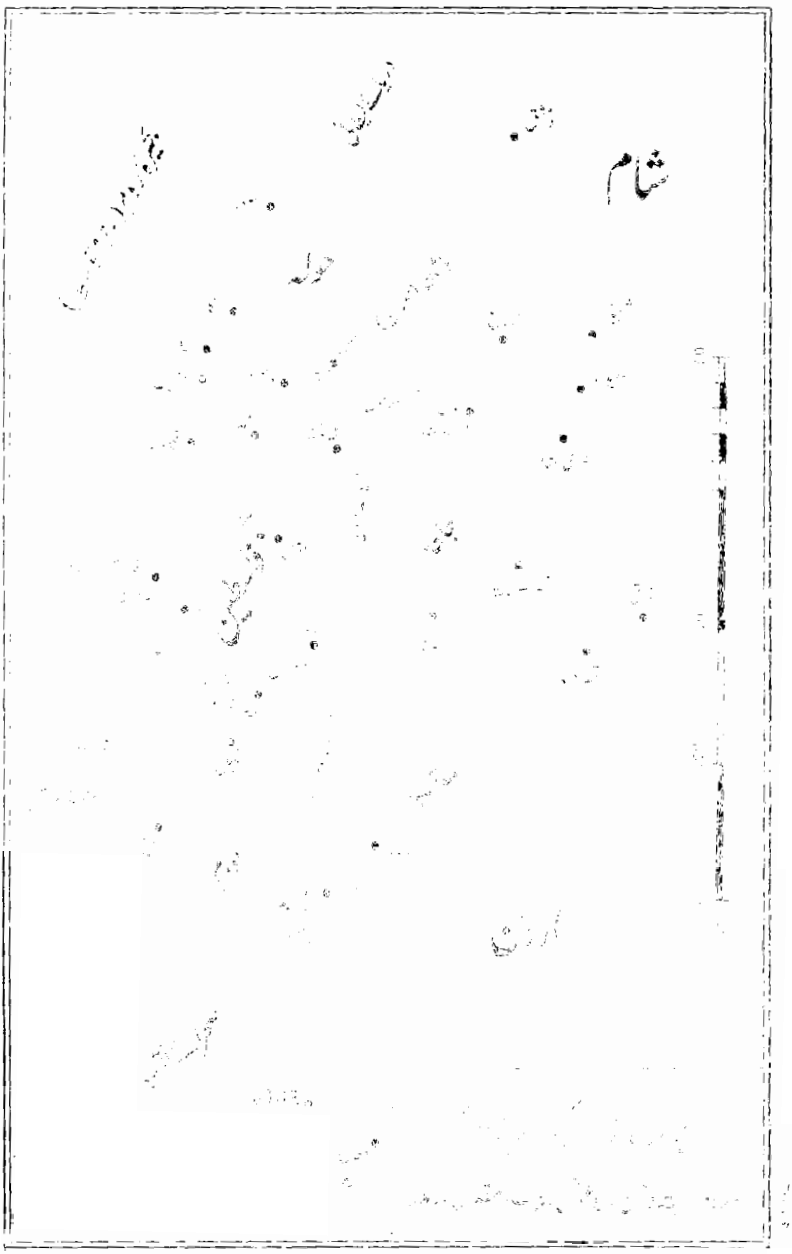
شام

سیّدنا سلیمان علیہ السلام

سیّدنا سلیمان علیہ السلام سیّدنا داؤد علیہ السلام کے فرزند ارجمند تھے، یہ اپنے باپ کے نائب اور حکومت میں وارث قرار پائے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام مال ودولت کا وارث کسی کو نہیں بناتے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَانُوْرِثُ مَاتَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ

ہم وارث نہیں بناتے جو ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے۔

نَحْنُ مَعَاشِرُالْاَنْبِيَاءِ لَانُوْرِثُ

ہم انبیاء کی جماعت کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے۔

اس اعتبار سے سیّدنا سلیمان علیہ السلام اپنے والد گرامی سیّدنا داؤد علیہ السلام کے مال ودولت کے وارث نہیں تھے بلکہ حکومت اور نبوّت کے وارث تھے۔ چونکہ باپ بھی اللہ کا نبی اور ملک کا حکمران تھا اسی طرح بیٹا بھی اللہ کا نبی اور ملک کا حکمران بنا۔

سیّدنا سلیمان علیہ السلام کو ایک امتیاز یہ بھی حاصل تھا کہ وہ جانوروں کی بولی جانتے تھے کہ آپس میں جو محو گفتگو ہوتے ہیں تو اس کا کیا مفہوم ہے۔

ایک دفعہ سیّدنا سلیمان علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بارش کی دعا کرنے کے لیے میدان کی طرف نکلے ایک جگہ دیکھا کہ ایک چیونٹی الٹی لیٹی ہوئی ہے اور اس نے اپنی ٹانگیں آسمان کی طرف کی ہوئی ہیں۔ آپ نے اسے دیکھ کر ساتھیوں سے کہا کہ واپس چلو یہ چیونٹی اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کر رہی ہے اور اس کی دعا قبول ہوگئی ہے۔

مستدرک حاکم اور کنز العمال میں سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: خَرَجَ نَبِیٌّ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقُوْنَ اللّٰهَ، فَاِذَا هُمْ بِنَمْلَةٍ رَافِعَةٌ بَعْضَ قَوَائِمِهَا اِلَى السَّمَآءِ، فَقَالَ النَّبِیُّ: اِرْجِعُوْا فَقَدْ اُسْتُجِيْبَ لَكُمْ مِنْ أَجْلِ هٰذِهِ النَّمْلَةِ۔

(بحوالہ المستدرک حاکم : ۱/۳۲۵ ، کنز العمال : ۲۱۵۷۹)

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں کہ انبیاء میں سے ایک نبی لوگوں کو ہمراہ لے کر باہر نکلے۔ وہ اللہ سے بارش طلب کرنا چاہتے تھے اچانک ایک چیونٹی کو دیکھا کہ وہ اپنی ٹانگیں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہے تو نبی نے لوگوں سے کہا واپس چلو اس چیونٹی کی وجہ سے تمہاری دعا قبول کر لی گئی ہے۔

علامہ سُدّی کہتے ہیں کہ سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے دور میں قحط پڑ گیا آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ باہر میدان میں نکلیں سب لوگ میدان میں نکل آئے آپ نے ایک چیونٹی کو دیکھا کہ وہ اپنی ٹانگیں پھیلائے یہ دعا کر رہی ہے۔

" اَللّٰهُمَّ اِنَّا خَلْقٌ مِّنْ خَلْقِكَ وَلَا غِنَاءَ بِنَا عَنْ فَضْلِكَ قَالَ : فَصَبَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْمَطَرَ "

الٰہی ہم بھی تیری مخلوق میں سے ایک مخلوق ہیں تیرے فضل وکرم سے ہم بے نیاز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر موسلا دھار بارش برسائی۔

ان روایت اور قرآن حکیم کی گواہی سے پتا چلتا ہے کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کو پرندوں چرندوں کی بولیوں کا علم تھا، کائنات میں آنے والے تمام انسانوں میں صرف آپ کو یہ امتیاز حاصل تھا۔ سورہ نمل میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۝ ((النمل : ۱۶))

اور داؤد کے وارث سلیمان ہوئے۔ انہوں نے کہا لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہر چیز بھی دی گئی ہے بلاشبہ یہ اللہ کا نمایاں فضل ہے۔"

اسکے بعد اس واقعے کی منظر کشی کچھ اس انداز میں کی گئی ہے۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰي وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ((النمل : ۱۷ - ۱۹))

اور سلیمان کے لیے اس کے جنوں، انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے گئے اور ان کی جماعت بندی کی گئی تھی۔ یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی ایک وادی پر پہنچے تو ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیوں اپنے بلوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کا لشکر تمہیں روند ڈالیں اور انہیں پتہ نہ چلے۔ سلیمان چیونٹی کی اس بات پر مسکرا دیئے اور کہا اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں

نے مجھے اور میرے والدین کو عطا کی ہے اور اس بات کی بھی کہ میں ایسے اچھے عمل کروں جو تجھے پسند ہوں اور اپنے رحمت سے مجھے صالح بندوں میں داخل کر"۔

ان آیات سے یہ معلوم بھی ہوا کہ جب کوئی قدرت کا کرشمہ دیکھا جائے تو وہ قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے۔ ان لمحات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی من پسند التجائیں پیش کرنی چاہئیں۔ جس طرح سیدنا سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کا اپنی قوم سے خطاب سن کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں۔ چیونٹی کا اپنی قوم کو آنے والے خطرات سے آگاہ کرنا اور انہیں حفاظتی اقدامات اختیار کرنے کی تلقین کرنا واقعی ایک حیرت انگیز واقعہ تھا اور قدرت کا ایک عظیم کرشمہ تھا۔ اس موقع پر سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے اور نیک اعمال سرانجام دینے کی توفیق طلب کی۔

اسی طرح ایک دوسرے پرندے کے ساتھ سیدنا سلیمان علیہ السلام کی گفتگو کا منظر کچھ اس طرح قرآن حکیم میں بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ○ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَاذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ○ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ○ إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ○ وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ○ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ○ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ○ قَالَ سَنَنظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ○ اذْهَب بِّكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ○ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَؤُا إِنِّي

اُلْقِیَ اِلَیَّ کِتٰبٌ کَرِیْمٌ ○ اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ○ قَالَتْ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِیْ فِیْٓ اَمْرِیْ ۚ مَا کُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰی تَشْهَدُوْنِ ○ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَیْكِ فَانْظُرِیْ مَاذَا تَاْمُرِیْنَ ○ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ○ وَاِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ فَنٰظِرَةٌ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ○ فَلَمَّا جَآءَ سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۖ فَمَآ اٰتٰىنِیَ اللّٰهُ خَیْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِیَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ○ اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ فَلَنَاْتِیَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ○ ((النمل : ۲۰ - ۳۷))

سلیمان نے پرندوں کا جائزہ لیا تو کہنے لگے کیا بات ہے مجھے ھدھد نظر نہیں آرہا کیا وہ کہیں غائب ہوگیا ہے۔ (ایسی ہی بات ہو) تو میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا یا وہ میرے سامنے کوئی معقول وجہ پیش کرے۔ تھوڑی دیر گزری کہ (ھدھد آگیا) اور کہا: میں نے وہ معلوم کیا جو آپ کو معلوم نہیں اور میں سبا سے متعلق ایک یقینی خبر آپ کے پاس لایا ہوں میں نے دیکھا کہ ایک عورت ان پر حکمرانی کرتی ہے جسے سب کچھ عطا کیا گیا ہے۔ اور اس کا تخت عظیم الشان ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال کو مزین کر کے انہیں راہ (حق) سے روک دیا ہے لہٰذا وہ راہ (حق) نہیں پا رہے۔ وہ اس اللہ کو سجدہ نہیں کرتے جو ان چیزوں کو نکالتا ہے جو ارض وسماوات میں مخفی ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے جسے تم چھپاتے ہو اور جسے ظاہر کرتے ہو۔ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہی عرش عظیم کا مالک ہے سلیمان نے کہا ہم ابھی دیکھے

لیتے ہیں کہ تو سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹا ہے یہ میرا خط لے جا اور ان کی طرف پھینک دے۔ پھر ان سے ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ (سبا کی ملکہ) کہنے لگی اے اہل دربار میری طرف ایک بڑا اہم خط پھینکا گیا ہے۔ یہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے "اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے" میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو بلکہ مطیع ہو کر میرے پاس آجاؤ۔ ملکہ کہنے لگی اے اہل دربار اس معاملہ میں مجھے مشورہ دو۔ جب تک تم موجود نہ ہو میں کسی معاملہ کو طے نہیں کرتی۔ درباری کہنے لگے: ہم بڑے طاقتور اور سخت جنگجو ہیں مگر معاملہ کا اختیار تو آپ کو ہے آپ خود غور کریں کہ آپ کیا حکم دیتی ہیں۔ ملکہ کہنے لگی: بادشاہ جب کسی علاقہ میں داخل ہوتے ہیں تو اسے اجاڑ دیتے ہیں اور وہاں کے معززین کو ذلیل بنا دیتے ہیں اور یہی کچھ یہ لوگ بھی کریں گے میں (تجربہ کے طور پر) ان کی طرف کچھ تحفہ بھیجتی ہوں پھر دیکھوں گی کہ میرے بھیجے ہوئے کیا جواب لاتے ہیں۔ پھر جب وہ پیغام رساں سلیمان کے پاس آیا تو سلیمان نے کہا کیا تم مجھے مال کا لالچ دیتے ہو۔ وہ تو اللہ نے مجھے تم سے زیادہ دے رکھا ہے۔ تمہارا یہ تحفہ تمہیں ہی مبارک ہو۔ جس پر تم اترا رہے ہو۔ ان کے پاس واپس چلے جاؤ ہم ان پر ایسے لشکروں سے چڑھائی کریں گے جن کا وہ مقابلہ نہ کر سکیں اور انہیں ذلیل کر کے وہاں سے نکالیں گے اور وہ پست ہوں گے"۔

ھدھد نے اپنے یمن کے سفر کی روئیداد بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں جب پرواز کرتا ہوا ملک یمن میں آباد قوم سبا کے پاس پہنچا تو میں نے اس قوم میں دو عجیب و غریب چیزیں دیکھیں۔ ایک یہ کہ اس قوم کی حکمران ایک عورت ہے۔ اور دوسری یہ کہ پوری قوم سورج کی پجاری ہے۔

ملکہ کے پاس میں نے دنیا کی ہر چیز کا مشاہدہ کیا۔ وہ جس تخت شاہی پر جلوہ افروز تھی وہ تخت بھی بڑا عالی شان دکھائی دے رہا تھا۔ جب ھدھد پرندہ سلیمان علیہ السلام کے لشکروں سے الگ ہو کر

یمن گیا تو وہاں قوم سباء کی حکمران بلقیس بنت سیرج تھی۔

سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے تصدیق کے لیے اسی پرندے کو خط دے کر ملکہ کے پاس بھیجا اور اس میں مرکزی پیغام یہ دیا کہ تم مسلمان بن کر میرے پاس آجاؤ۔ یہ خط پڑھ کر بلقیس بنت سیرج تو صورت حال کو سمجھ گئی اس نے ارباب حل وعقد سے مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے بعض نے تو جذبات میں آکر یہ کہا کہ ہم طاقت ور قوم ہیں ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے۔ لیکن بلقیس بنت سیرج نے ٹھنڈے دل سے غور کیا اور معاملے کی نزاکت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اعیان حکومت کو کہا کہ کہیں اپنے گھمنڈ میں نہ رہنا۔ جب بادشاہ کسی علاقے میں داخل ہوتے ہیں تو وہاں اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ ایسے ہی ہوتا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ ہم پہلے تحائف بھیج کر دیکھتے ہیں کہ اس طرف سے ردعمل کیا ہوتا ہے۔ اگر تحائف قبول ہوگئے تو ہم سمجھیں گے کہ ہمارے مدمقابل میں دنیاوی لالچ پایا جاتا ہے۔ اگر قبول نہ ہوئے تو پھر ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔

جب یہ تحائف سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے شدید ردعمل کا مظاہرہ کیا اور جواب دیا کہ تم ہمیں تحائف کا لالچ دینا چاہتے ہو ہم لشکر لے کر تمہارے ملک میں آنا ہی چاہتے ہیں اور تمہیں ذلیل وخوار کر کے یہاں سے باہر چلے جانے پر ہم مجبور کر دیں گے۔ جب سیّدنا سلیمان علیہ السلام کا یہ دھمکی آمیز پیغام قوم سباء کے پاس پہنچا تو وہ لوگ تھر تھر کانپنے لگے اور ان کی حکمران نے قومی سطح پر اطاعت اختیار کرنے کا عندیہ دے دیا۔ جب سیّدنا سلیمان علیہ السلام کو یہ پتہ چلا کہ ملکہ اپنے حکومتی اعیان کے ساتھ آرہی ہے تو اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اس کی آمد سے پہلے اس کے تخت شاہی کو اپنے پاس منگوانے کا اہتمام کیا اس منظر کو قرآن حکیم نے اس انداز میں بیان کیا ہے۔

قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ○ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ

جبل صیہون سے بیت المقدس کا منظر، دور سے جبل موریہ کی چوٹی پر گنبد صخرہ کا منظر

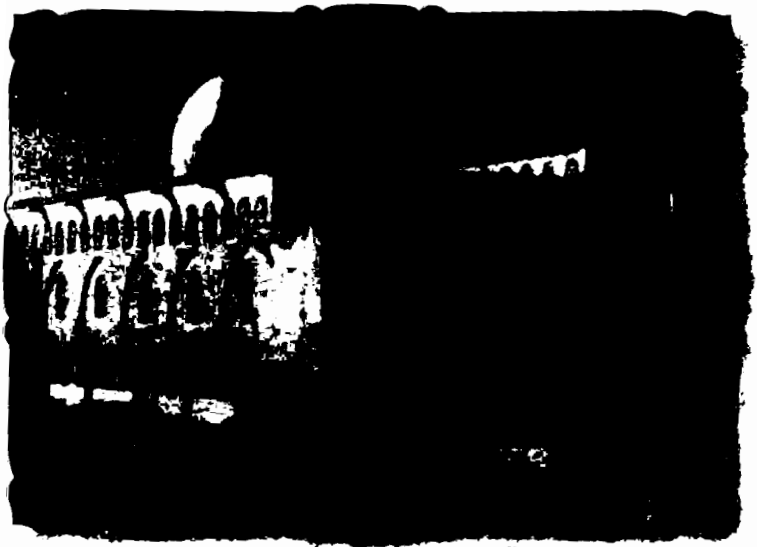

مسجد اقصیٰ کا نئے زاویے سے خوبصورت منظر

الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۡ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَاۗءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۭ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ((النمل : ۳۸-۴۴))

اب سلیمان نے کہا اے اہل دربار تم میں سے کون ہے جو انکے مطیع ہو کر آنے سے پہلے ملکہ کا تخت میرے پاس لائے۔ ایک دیو ہیکل جن نے کہا آپ کے دربار کو برخواست کرنے سے پہلے میں لاتا ہوں میں اسکی قوت رکھتا ہوں اور امین بھی ہوں۔ پھر ایک اور شخص جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہنے لگا۔ میں یہ تخت آپ کو آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے ہی لائے دیتا ہوں۔ پھر جب سلیمان نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو پکار اٹھا۔ یہ میرے رب کا فضل ہے تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔ اور جو کوئی شکر کرے تو اس کا شکر اسکے اپنے ہی لیے مفید ہے اور اگر کوئی ناشکری کرے تو میرا رب بے نیاز اور کریم ہے۔ پھر کہا: اس کے تخت کا حلیہ تبدیل کر دو ہم دیکھیں گے کہ وہ صحیح بات تک پہنچتی ہے یا ان لوگوں سے ہے جو ہدایت پر نہیں آسکتے۔ پھر جب ملکہ آگئی تو پوچھا گیا کیا تمہارا تخت بھی ایسا ہے وہ کہنے لگی یہ تو گویا ہو بہو وہی ہے اور ہمیں اس سے پہلے ہی حقیقت حال معلوم ہو گئی تھی

اور ہم مسلم ہو گئے تھے۔ ملکہ کو (ایمان سے) ان چیزوں نے روک دیا تھا جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتی تھی۔ کیونکہ وہ ایک کافر قوم سے تھی۔ اس ملکہ سے کہا گیا کہ محل میں چلو جب اس نے دیکھا تو سمجھی یہ پانی کا ایک حوض ہے۔ چنانچہ اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھالیا سلیمان نے کہا یہ تو شیشے کا چکنا فرش ہے تب بول اٹھی۔ اے میرے رب میں (سورج کی عبادت کرکے) اپنے آپ پر ظلم کرتی رہی ہوں اور اب میں نے سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ رب العالمین کی اطاعت قبول کرلی"۔

بلقیس بنت سیرج کی آمد سے پہلے سیدنا سلیمان علیہ السلام نے ایک شیش محل بھی تیار کروالیا اس عالی شان محل اور اپنے تخت کو یمن کے محل کی بجائے اس کی آمد سے پہلے فلسطین میں دیکھ کر وہ انگشت بدنداں رہ گئی اور بالآخر یہ حیرت انگیز کرشمہ دیکھ کر وہ مسلمان ہوگئی۔

☆ ❀ ☆

سورہ ص میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ ایک اور انداز سے کیا انہیں اپنا بہترین بندہ قرار دیا اور اس میں ہوا کے مطیع ہونے کا تذکرہ اور اس دعا کا تذکرہ بھی کیا گیا کہ الٰہی مجھے ایسی حکومت نصیب ہو جو نہ پہلے کسی کو ملی اور نہ بعد میں کسی کو میسر آئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝ فَقَالَ اِنِّىْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّىْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِىْ وَهَبْ لِىْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاۗءٍ وَّغَوَّاصٍ ۝

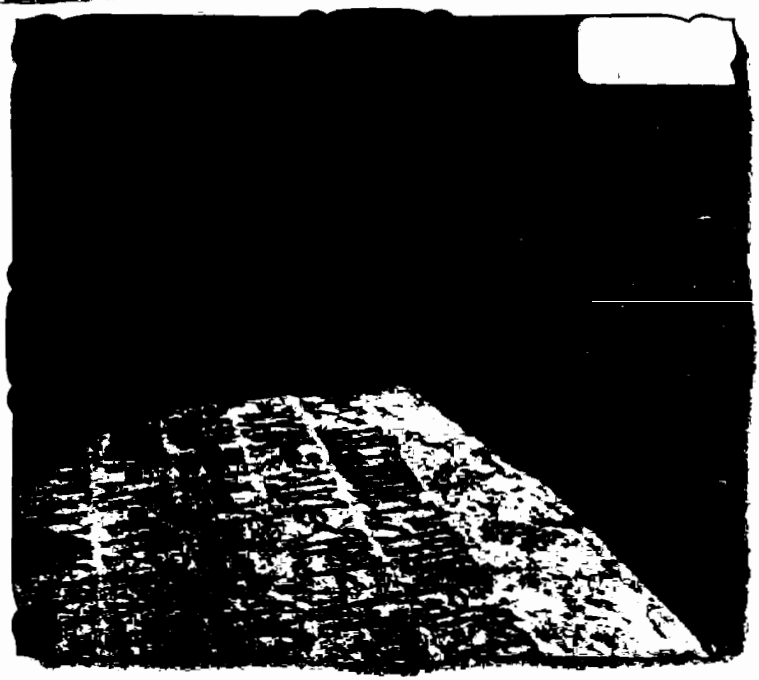

ملک سبا کے لوگوں کی تحریر کا قدیم رسم الخط

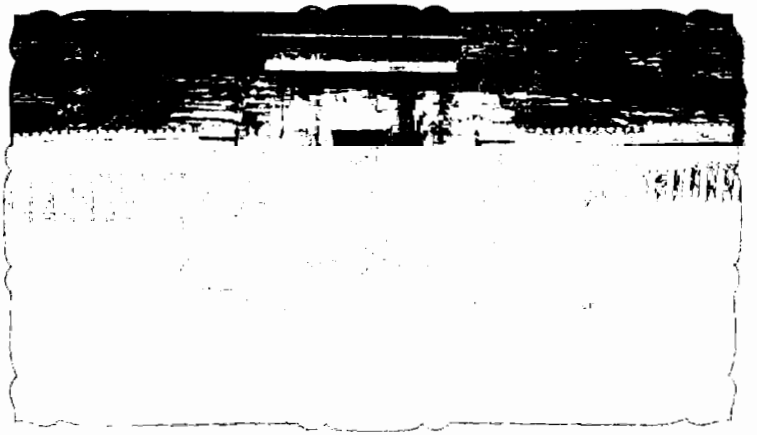

یہودی روایات کے مطابق ہیکل داؤد علیہ السلام کا خواب اور سلیمان علیہ السلام کی تعمیری صورت گری ہے

وَ اٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ○ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ○ وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ○ ((ص : ۳۰ - ۴۰))

اور داؤد کو ہم نے سلیمان عطا کیا وہ بہت اچھے بندے اور بکثرت رجوع کرنے والے تھے۔ جب پچھلے پہر ان کے سامنے عمدہ نسل کے تیز رفتار گھوڑے پیش کئے گئے تو کہا میں نے اس مال کو اپنے رب کی یاد کے مقابلہ میں پسند کیا ہے حتی کہ وہ رسالہ سامنے سے اوجھل گیا (آپ نے کہا) کہ انکو میرے پاس واپس لاؤ تو آپ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ نیز ہم نے سلیمان کو آزمائش میں ڈالا اور ان کی کرسی پر ایک جسد لا ڈالا۔ پھر انہوں نے رجوع کیا۔ کہا میرے رب مجھے معاف فرما اور مجھے ایسی حکومت دے جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو بلاشبہ تو بڑا عطا کرنے والا ہے۔ چنانچہ ہم نے ہوا کو ان کے تابع کر دیا جہاں آپ کو پہنچنا ہوتا وہ آپ کے حکم پر نرمی سے چلتی۔ اور شیطان بھی مسخر کر دیئے جو سب معمار و غوطہ زن تھے۔ اور کچھ دوسرے زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے یہ ہماری بخشش ہے اب کسی پر احسان کر دیا اپنے پاس رکھو، کوئی حساب نہیں۔ بلاشبہ انہیں ہمارے ہاں قرب اور عمدہ مقام ہے"۔

سیّدنا سلیمان علیہ السلام کو یہ اختیار حاصل تھا کہ ہوائیں ان کے مطیع تھیں۔ جنات ان کے قبضے میں تھے، اعلیٰ نسل کے گھوڑے ان کی ملکیت میں تھے۔ پروں والے گھوڑے بھی انہیں میسر تھے۔ ابو داؤد میں محمد بن ابو سلمۃ بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے ایک روایت مذکور ہے جس میں سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے پروں والے گھوڑے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

عن محمد بن ابی سلمة بن عبدالرحمٰن ، عن عائشة قالت : "قدم رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم من غذوة تبوك اوخيبر وفي سهوتها ستر فهبت الريح فكشفت ناصية التستر عن بنات لعائشة لعب فقال:

ما هذا يا عائشة؟ فقالت بناتي ' ورأى بينهن فرساله جناحان من رقاع فقال ما هذا لذى اري وسطهن؟ قالت فرس قال:وماالذى عليه هذا ؟ قال : جناحان قال : فرس له جناحان' قالت اماسمعت ان السليمان خيلاله أجنحة قالت فضحك حتى رأيت نواجذه " (بحوالہ ابوداؤد : ۴۹۳۲)

محمد بن ابی سلمہ بن عبدالرحمان سے روایت ہے وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک یا غزوۂ خیبر سے آئے۔ طاقچے میں پردہ پڑا ہوا تھا۔ ہوا چلی پردہ ایک طرف سے ہٹ گیا وہاں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی گڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا عائشہ یہ کیا ہے فرمانے لگیں یہ میری بیٹیاں ہیں۔ آپ نے ان کے درمیان ٹاکی کے پروں والا ایک گھوڑا دیکھا آپ نے فرمایا ان کے درمیان میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں۔ امّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ گھوڑا ہے آپ نے فرمایا گھوڑے کے پر بھی ہوتے ہیں سیّدنا عائشہ نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا کہ سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے پاس جو گھوڑا تھا اس کے پر تھے، فرماتی ہیں کہ یہ سن کر آپ اتنے ہنسے کہ میں نے آپ کی داڑھیں دیکھ لیں"۔

سیّدنا سلیمان علیہ السلام کو مقدمات نپٹانے میں بڑا تجربہ حاصل تھا۔ بخاری اور مسلم میں ایک روایت مذکور ہے جس میں سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے فیصلہ دینے کی صلاحیت کا پتہ چلتا ہے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَتْ إِمْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا ' جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا ' فَقَالَتْ صَاحِبَتُهُمَا : إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكَ وَقَالَتِ الأُخْرَى: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكَ ' فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى ' فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَعليهما السلام فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَال : إِئْتُوْنِيْ بِالسِّكِّيْنِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرَى : لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى " (بحوالہ بخاری)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو عورتوں کے ساتھ ان کے دو بیٹے تھے ایک بھیڑیا دوڑتا ہوا آیا ایک کا بیٹا اس نے پکڑ لیا دوسرے بیٹے کے بارے میں دونوں میں جھگڑا ہوا۔ بڑی نے کہا بھیڑیا تیرے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا ہے اور چھوٹی نے کہا کہ بھیڑیا تیرے بیٹے کو پکڑ کر لے گیا ہے۔ دونوں اپنا مقدمہ سیدنا داؤد علیہ السلام کے پاس لے گئیں آپ نے فیصلہ بڑی کے حق میں دے دیا دونوں وہاں سے نکل کر سیدنا سلیمان علیہ السلام کے پاس گئیں۔ انہوں نے فرمایا میرے پاس چھری لاؤ۔ تاکہ میں اس بچے کے دو ٹکڑے کر دوں اور تم دونوں ایک ایک ٹکڑا لے لو۔ چھوٹی نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے یہ بیٹا اس کا ہے اسے دے دیں۔ تو آپ نے فیصلہ چھوٹی کے حق میں کر دیا۔

☆ ❀ ☆

سیدنا سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا مسخر تھی اور جنات بھی آپ کے تابع فرمان تھے۔ سورہ سباء میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کے حوالے سے یہ ارشادات الٰہیہ مذکور ہیں۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ ((سباء : ۱۲ - ۱۳))

اور سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کو مسخر کیا' صبح کا چلنا ایک ماہ کی مسافت اور شام کا چلنا بھی ایک ماہ کی مسافت تک نیز ہم نے ان کے لیے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور بعض جن اپنے رب کے حکم سے ان کے سامنے کام کرتے تھے اور ان میں سے کوئی ہمارے حکم سے سرتابی کرتا تو ہم اسے بھڑکتی ہوئی آگ کا ذائقہ چکھاتے جو

سلیمان چاہتے وہی جن ان کیلئے بناتے تھے۔ مثلاً قلعے، مجسمے اور حوض جتنے بڑے لگن اور ایک جگہ جمی رہنے والی دیگیں اے آل داؤد شکر کے طور پر عمل کرو اور میرے بندوں میں سے کم ہی شکر گزار ہیں۔"

بخاری شریف میں ایک روایت مذکور ہے جس میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّ عِفْرِیْتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَیَّ الْبَارِحَةَ لِیَقْطَعَ عَلَیَّ صَلَاتِیْ فَأَمْکَنَنِیَ اللّٰهُ مِنْهُ ' فَأَخَذْتُهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبُطَهُ عَلٰی سَارِیَةٍ مِنْ سَوَارِیْ الْمَسْجِدِ حَتّٰی تَنْظُرُوْا إِلَیْهِ کُلُّکُمْ ' فَذَکَرْتُ دَعْوَةَ أَخِیْ سُلَیْمَانَ (رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْکًا لَا یَنْبَغِیْ لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِیْ)

(بحوالہ البخاری : ۳۴۲۳ ' مسند امام احمد : ۲/۲۹۸)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گزشتہ رات ایک جن نے میری نماز کو توڑنا چاہا اللہ نے مجھے اس پر قادر کر دیا۔ میں نے اسے پکڑ لیا' میں نے چاہا کہ مسجد کے ایک ستون کے ساتھ اسے باندھ دوں تا کہ تم تمام اسے دیکھ لو پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان کی دعا یاد آ گئی "اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی حکمرانی عطا کر جو میرے بعد کسی کو بھی میسر نہ آئے' تو میں نے اسے چھوڑ دیا "۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام کی وفات حسرت آیات کا تذکرہ قرآن حکیم میں اس انداز سے کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَلَمَّا قَضَیْنَا عَلَیْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰی مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْکُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ ۝ (سبا)

سیدنا سلیمان علیہ السلام کا جنوں کی مدد سے تعمیر کروایا ہوا شہر ''یروشلم'' دریافت ہوگیا ہے

پھر جب ہم نے سلیمان پر موت کا فیصلہ کیا تو جنوں کو گھن کے کیڑے کے سوا کسی چیز نے سلیمان کی موت کا پتا نہ دیا جو ان کے عصا کو کھائے جا رہا تھا۔ پھر جب وہ گر پڑا تو جنوں پر واضح ہو گیا کہ اگر وہ غیب (کا علم) جانتے تو ایسے ذلت کے عذاب میں نہ پڑے رہتے "۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے باون سال کی عمر پائی۔ بیس سال حکومت کی بیت المقدس کی تعمیر پر جنات کو کام پر لگایا خود نگرانی کرتے جنات آپ سے ڈرتے ہوئے تعمیر کے کام میں مصروف رہتے۔ آپ اپنے عصا کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑے تھے کہ آپ کی روح قبض کر لی گئی۔ آپ بدستور ٹیک لگائے رہے۔ لاٹھی کو سیونک نے کھا کر کھوکھلا کر دیا تو آپ گر گئے تب جنات کو پتہ چلا اور وہ سب تتر بتر ہو گئے۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے کیلئے درج ذیل کتابیں اور قرآنی آیات کا مطالعہ کریں۔

۱۔ البخاری	۶۷۲۶
۲۔ الترمذی	۱۶۱۰
۳۔ فتح الباری	۸/۱۲
۴۔ ابن ماجہ	۱۳۳۲
۵۔ الترغیب والترھیب	۴۴۶/۱
۶۔ المستدرک	۳۲۵/۱
۷۔ کنز العمال	۲۱۵۷۸
۸۔ الدر المنثور	۳۵۱/۶
۹۔ تفسیر القرطبی	۱۰۰/۱۳

۱۰۔ البخاری	۴۴۲۵
۱۱۔ المستدرک	۱۱۹/۳

قرآنی آیات

۱۔ سورہ النمل	۱۶
۲۔ سورہ النمل	۱۷ - ۱۹
۳۔ سورہ النمل	۲۰ - ۳۷
۴۔ سورہ النمل	۳۸ - ۴۰
۵۔ سورہ ص	۳۰ - ۴۰
۶۔ سورہ سباء	۱۲ - ۱۳
۷۔ سورہ سباء	۱۴

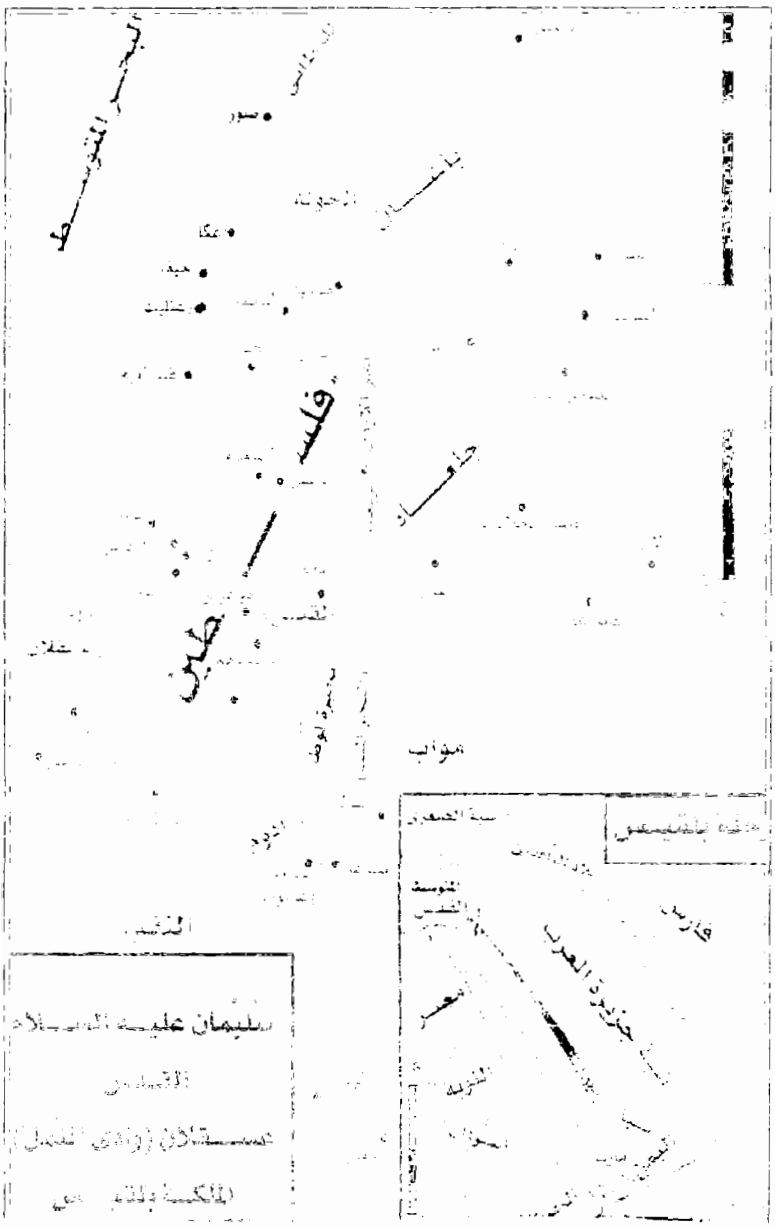
البحر المتوسط
فلسطين
الأردن
مؤاب
سلیمان علیہ السلام

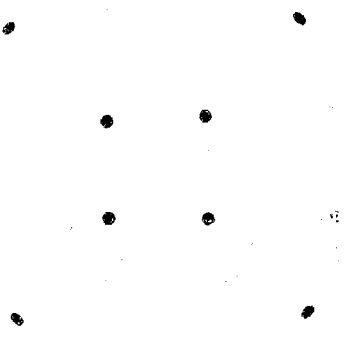

سیّدنا زکریا علیہ السلام

سیّدنا زکریا علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔ یہ سیّدہ مریم علیہا السلام کے ماموں اور اس کے کفیل تھے۔

سیّدنا زکریا علیہ السلام کا تذکرہ سورہ مریم، آل عمران، الانبیاء اور الانعام میں کیا گیا ہے۔

سیّدنا زکریا علیہ السلام پیشے کے اعتبار سے بڑھئی تھے۔

ابن ماجہ کی ایک روایت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا زکریا علیہ السلام کے پیشے کا تذکرہ کیا جیسا کہ درج ذیل حدیث ثابت ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : كَانَ زَكَرِيَّا نَجَّارًا"۔
(رواہ ابن ماجہ)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔

سیّدنا زکریا علیہ السلام سیدہ مریم علیہا السلام کے کفیل تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہا کرتی تھیں۔ اور یہ اسے کھانے پینے کی اشیاء فراہم کیا کرتے تھے جب وہ مریم کے پاس جاتے تو اس کے پاس غیر موسمی میوے پڑے ہوئے دیکھتے ایک دفعہ آپ نے پوچھ ہی لیا کہ اے

مریم یہ پھل کہاں سے آئے ہیں اس نے کہا یہ میرے اللہ نے بھیجے ہیں اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا کرتا ہے۔

سیدنا زکریا علیہ السلام کے دل میں یہ خیال آیا کہ میرا اللہ جو اپنی عبادت گذار بندی کو غیر موسمی پھل عطا کرسکتا ہے وہ مجھے بڑھاپے میں نرینہ اولاد بھی عطا کرسکتا ہے۔ان کی عمر تقریباً نوے سال ہو چکی تھی آپ کی بیوی بانجھ تھی دلی تمنا یہ تھی کہ ایک وارث مل جائے۔جو آل یعقوب کی دعوت کو پھیلانے کا فریضہ سرانجام دے۔چونکہ انبیاء علیہم السلام کسی کو درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے۔

سورہ مریم میں سیدنا زکریا علیہ السلام کا تذکرہ اس انداز میں کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كٓهٰيٰعٓصٓ ۝ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۝ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝ ((مریم : ۱ - ۱۵))

کھیعص۔ یہ آپ کے رب کی رحمت کا ذکر ہے جو اس نے اپنے بندے ذکریا پر کی تھی۔ جب زکریا نے اپنے رب کو چپکے چپکے پکارا کہا میرے رب! میری ہڈیاں بوسیدہ اور بڑھاپے کی وجہ سے سر کے بال سفید ہو گئے تاہم اے میرے رب میں تجھے پکار کر کبھی محروم نہیں رہا۔ میں اپنے پیچھے اپنے بھائی بندوں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے تو اپنی جناب سے مجھے ایک وارث عطا فرما۔ جو میرا اور آل یعقوب کا وارث بنے اور اے میرے رب! اسے پسندیدہ انسان بنانا (اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا) ''زکریا! ہم تمہیں لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا'' اس سے قبل اس نام کا کوئی آدمی ہم نے پیدا نہیں کیا۔ زکریا نے کہا میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں۔ اللہ نے فرمایا'' ہاں ہوگا تیرا رب یہ کہہ رہا ہے کہ یہ میرے لئے آسان ہے اس سے پہلے میں تجھے پیدا کر چکا ہوں جب کہ تو کچھ نہ تھا۔ زکریا نے کہا اے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کیجئے فرمایا تیرے لئے نشانی یہ ہے کہ تو تین رات تک لوگوں سے کلام نہ کر سکے گا۔ چنانچہ جب وہ وقت آ گیا زکریا اپنے حجرہ سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے تو انہیں اشارہ کیا کہ ''صبح وشام تسبیح بیان کیا کرو''۔ اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور ہم نے اسے بچپن میں ہی قوت فیصلہ عطا کر دی تھی۔ اور ہم نے اسے اپنی مہربانی سے نرم دل اور پاکیزہ بنایا اور وہ متقی تھے۔ وہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرتے اور کسی وقت بھی جابر و نافرمان نہ ہوئے۔ ان پر سلامتی ہو جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وہ مریں گے اور جس دن دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

سورہ آل عمران میں زکریا علیہ السلام کا تذکرہ اس انداز میں کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۖ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ

مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ○ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ○ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ○ ((آل عمران: ۳۷-۴۱))

اور زکریا کو اس کا سرپرست بنادیا جب بھی زکریا مریم کے کمرہ میں داخل ہوتے تو اس کے پاس کوئی کھانے پینے کی چیز دیکھتے اور پوچھتے ''اے مریم یہ تجھے کہاں سے ملا؟ وہ کہتیں ''اللہ کے ہاں سے'' بلاشبہ اللہ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ اس وقت زکریا نے اپنے رب سے دعا کی: میرے رب مجھے اپنے جناب سے پاکیزہ سیرت اولاد عطا فرما بلاشبہ تو ہی دعا سننے والا ہے۔ پھر انہیں فرشتوں نے پکارا جب زکریا محراب میں کھڑے نماز ادا کر رہے تھے اور کہا کہ اللہ آپ کو یحییٰ کی خوش خبری دیتا ہے جو اللہ کے ایک کلمہ (عیسیٰ) کی تصدیق کرے گا وہ سردار ہوگا۔ اپنے نفس کو روکنے والا اور صالح نبی ہوگا۔ زکریا کہنے لگے ''میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا جبکہ میں خود بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے؟ اللہ نے کہا ایسا ہی ہوگا اللہ جیسے چاہتا ہے کرتا ہے۔ زکریا نے کہا ''میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما'' اللہ نے کہا نشانی یہ ہے آپ تین دن لوگوں سے اشارہ کے سوا بات نہ کر سکیں گے اور اپنے رب کو بہت یاد کیجئے اور صبح و شام اس کی تسبیح کیجئے۔''

سورہ الأنبیاء میں اللہ تعالیٰ نے سیّدنا زکریا علیہ السلام کا تذکرہ اس انداز سے کیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَزَكَرِيَّآ إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّأَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَأَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۚ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝ ((الانبیاء : ۸۹ - ۹۰))

اور زکریا کو بھی جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا، اے میرے رب! مجھے تنہا نہ چھوڑنا اور بہترین وارث تو تو ہی ہے سو ان کی بھی ہم نے دعا قبول کی اور انہیں یحییٰ عطا کیا اور ان کی بیوی کو اولاد کے قابل بنا دیا یہ سب لوگ بھلائی کے کاموں کی طرف لپکتے تھے اور ہمیں شوق اور خوف سے پکارتے تھے اور یہ سب ہمارے آگے جھک جانے والے تھے۔

سیّدنا زکریا علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اپنے لیے وارث کا جو مطالبہ کیا وہ دنیوی غرض سے نہ تھا کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے نزدیک دنیا کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ اس لئے تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنے دنیاوی مال ومتاع جمع کرنے کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا:

نَحْنُ مَعَاشِرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُوْرِثُ

ہم انبیاء کی جماعت کسی کو وارث نہیں بناتے۔

سیّدنا زکریا علیہ السلام نے تو آل یعقوب کے دعوتی مشن کو جاری وساری رکھنے کے لیے وارث کا مطالبہ کیا تھا جو اللہ تعالیٰ نے منظور کر لیا۔ سورہ الانعام میں سیّدنا زکریا علیہ السلام کا نام دیگر انبیاء کے اسمائے گرامی کے ساتھ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

مسجد اقصیٰ کا گنبد اور مینار پچھلی جانب سے

کھجوروں کے باغات اور صحرا کا خوبصورت منظر

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۙ ((الانعام : ۸۵))
زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس یہ تمام نیکوں میں سے ہیں۔

☆ ❀ ☆

سیدنا زکریا علیہ السلام کی دعا قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بیٹے کی بشارت دے دی تو تعجب سے پوچھا الٰہی میرے ہاں بیٹا کیسے ہوگا میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسا کرنا ہمارے لیے بہت آسان ہے دیکھئے ہم نے آپ کو بھی پیدا کیا جبکہ آپ کا کوئی نام ونشان نہ تھا۔

جب ہم عدم سے کسی چیز کو وجود میں لانے پر قادر ہیں تو ایک وجود سے دوسرے وجود کو پیدا کرنا ہمارے لئے کیا محال ہے۔ سیدنا زکریا علیہ السلام نے عرض کی الٰہی اس کی کوئی نشانی ہی عطا کر دیجئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تین دن تک تم کسی سے بات نہ کر سکو گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے زکریا کی دعا کو قبول کر لیا اور اسے یحییٰ عطا کر دیا اور اس کی بیوی کو صحیح کر دیا۔ اور یہی انداز سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سیدہ سارہ نے اس وقت اختیار کیا جب اسے بڑھاپے میں بیٹے کی بشارت دی گئی تھی۔ قرآن کریم میں ان کی حیرانگی۔

يٰوَيْلَتٰى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ ((ھود : ۷۲-۷۳))

وہ بولی اے ہے کیا میں بچہ جنوں گی جبکہ میں خود بھی بڑھیا ہوں اور یہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے یہ تو بڑی عجیب بات ہوگی۔ وہ کہنے لگے کیا تم اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہو اے اہل بیت (نبوت) تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ بلاشبہ وہ قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے۔"

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے بھی بیٹے کی بشارت ملنے پر تعجب کا اظہار کیا تھا قرآن نے اس منظر کو اس طرح بیان کیا ہے۔

قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ عَلٰٓی اَنْ مَّسَّنِیَ الْکِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ○ ((الحجر:۵۴))

ابراہیمؑ نے کہا: کیا مجھے اس حال میں خوش خبری دیتے ہو جبکہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں پھر یہ کیسی بشارت دے رہے ہو"

☆ ❀ ☆

سیّدنا زکریا علیہ السلام کو جب بیٹے کی بشارت دی گئی اس وقت آپ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ قرآن حکیم میں یہ منظر اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًا بِکَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ ((آل عمران:۳۹))

فرشتوں نے اسے آواز دی جب کہ وہ محراب میں کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔ کہ اللہ آپ کو یحییٰ کی بشارت دیتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ایک فرمان کی تصدیق کرنے والا بن کر آئے گا وہ سردار، کمال درجے کا محتاط اور وہ نبی ہوگا صالحین میں سے۔"

☆ ❀ ☆

سیّدنا زکریا علیہ السلام سیّدنا داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے جب کہ آپ کی بیوی سیّدنا ھارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں ان کا نام الیشا تھا اور یہ رشتے میں سیّدہ مریم بنت عمران کی خالہ لگتی تھیں۔ سیّدنا سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک عمران بن ناشی ہوئے اس کی بیوی کا نام حنہ تھا اس نے یہ نذر مانی ہوئی تھی کہ اگر میرے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اسے اللہ کی راہ میں وقف کر دوں گی لیکن اس کے ہاں بچی پیدا ہوئی تو پریشان ہو گئیں۔ کہنے لگی الٰہی میرے ہاں تو بچی

پیدا ہوئی ہے اس بچی کا نام مریم رکھا گیا اور اسے اللہ کی راہ میں وقف کر دیا گیا وہ بیت المقدس میں ہر وقت عبادت میں مصروف رہتیں۔ جب اس کی کفالت کا مسئلہ پیش آیا تو اس دور کے ہر مذہبی راہنما کی دلی خواہش تھی کہ کفالت کی ذمے داری اسے سونپی جائے۔ فیصلہ قرعہ اندازی کی بنیاد پر ہونا قرار پایا۔ قرعہ ڈالا گیا تو سیّدنا زکریا علیہ السلام کے نام نکلا آپ رشتے میں مریم علیہا السلام کے خالو بھی لگتے تھے لہٰذا وہی کفیل قرار پائے۔

جب سیّدنا مریم سن شعور کو پہنچ گئیں تو سیّدنا زکریا علیہ السلام نے اس کی عبادت گزاری کے لیے بیت المقدس میں ایک حجرہ مخصوص کر دیا جہاں وہ دن رات عبادت میں مشغول رہتی۔ جب کبھی سیّدنا زکریا علیہ السلام مریم علیہا السلام کے حجرے میں جاتے تو غیر موسمی پھل پڑے ہوئے دیکھتے۔ ایک دفعہ آپ حجرے میں داخل ہوئے پھل دیکھے تو پوچھ ہی لیا مریم یہ پھل کہاں سے آئے ہیں۔

تو اس نے بڑی ہی بے تکلفی سے جواب دیا کہ یہ میرے اللہ نے بھیجے ہیں اور وہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق فراہم کر دیتا ہے۔ امام مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر، ضحاک، قتادہ، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہم نے " وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا " کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد غیر موسمی میوے ہیں۔

☆ ❀ ☆

سیّدنا زکریا علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل کی رشد و ہدایت کے لیے ایک نیک بیٹے کی دعا کی تو آپ بوڑھے ہو چکے تھے اور بیوی بھی بوڑھی تھی اور ساتھ ہی وہ بانجھ بھی تھی اولاد ہونے کے ظاہری اسباب دکھائی نہیں دیتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت پر کامل یقین تھا کہ الٰہ العالمین اگر عطا کرنا چاہیں تو ان حالات میں بھی نرینہ اولاد سے نواز سکتا ہے۔ خاص طور پر جب مریم علیہا السلام کے پاس غیر موسمی تازہ پھل دیکھے تو اور زیادہ دل میں یقین بیٹھ گیا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ سے دل تمنا بر آنے کی دعا کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی لاج رکھی

اور دعا کو قبول کر لیا۔

لہٰذا بہت سے خوبیوں والے بیٹے کی بشارت دے۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

سیدنا زکریا علیہ السلام کے حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابیں اور قرآنی آیات کا مطالعہ کریں۔

۱۔ ابن ماجہ	۲۱۵۰
۲۔ مسند امام احمد	۲۵۴/۱
۳۔ مجمع الزوائد	۲۰۹/۸
۴۔ مستدرک حاکم	۳۷۳/۲
۵۔ کنز العمال	۳۲۵۲۷

قرآنی آیات

۱۔ سورہ ال عمران	۳۷ - ۴۱
۲۔ سورہ مریم	۱ - ۱۱
۳۔ سورہ الانبیاء	۷۹ - ۹۰
۴۔ سورہ الانعام	۸۵

سیّدنا یحییٰ علیہ السلام

سیّدنا یحییٰ علیہ السلام سیّدنا زکریا علیہ السلام کے فرزند ارجمند تھے۔ ان کا نام اللہ تعالیٰ نے تجویز کیا۔ ان سے پہلے اس نام کا کوئی بچہ کائنات میں پیدا نہیں ہوا تھا۔ یہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے چھ ماہ بڑے تھے اور ان کے خالہ زاد بھائی تھے۔ یہ بچپن میں ہی بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدائش، موت اور دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے پر سلام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قوت فیصلہ، دل کی نرمی اور نہایت درجہ کی احتیاط کرنے والا بنایا۔ انہیں نبوت، سرداری اور دل کی پاکیزگی سے نوازا۔ یہ اپنے والدین کے بڑے فرمانبردار تھے۔

سیّدنا یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش ایک معجزہ تھی آپ کے والد سیّدنا زکریا علیہ السلام بہت بوڑھے ہو چکے تھے والدہ بھی بوڑھی ہو چکی تھی اور ساتھ ہی وہ بانجھ بھی تھیں۔ سیّدنا زکریا علیہ السلام سیّدہ مریم علیہا السلام کے کفیل تھے۔ وہ بیت المقدس کے ایک حجرے میں دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہا کرتی تھیں۔ انہیں کھانے پینے کی اشیاء فراہم کرنے کی ذمے داری سیّدنا زکریا علیہ السلام پر تھی جب بھی وہ اس کے پاس حجرے میں جاتے تو وہاں غیر موسمی تازہ ترین پھل پڑے ہوئے دیکھتے ایک روز انہوں نے پوچھ ہی لیا کہ اے مریم یہ پھل کہاں سے آئے ہیں اس نے

جواب دیا یہ میرے اللہ نے بھیجے ہیں میرا اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا کرتا ہے یہ سن کر فوری طور پر دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ جو ذات اپنی اس عبادت گزار بندی کو غیر موسمی پھل عطا کر سکتا ہے۔ وہ مجھے بڑھاپے میں نرینہ اولاد سے بھی نواز سکتا ہے۔ کیا ہوا میں اور میری بیوی بوڑھے ہو چکے ہیں۔ لیکن اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

لہٰذا اسی وقت نماز شروع کر دی اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ سے بیٹے کی التجا کی۔ اپنے بڑھاپے اور بیوی کے بانجھ پن کا تذکرہ بھی کر دیا اللہ تعالیٰ نے اسی وقت نماز ہی کی حالت میں فرشتے کے ذریعے بیٹے کی بشارت دی۔ اس کا نام اور اس کی صفات بھی بتا دیں۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ یہ بیٹا۔ نبی، سردار، دل کا پاک نہایت درجے کا محتاط، والدین کا فرمانبردار، اور قوت فیصلہ سے آراستہ ہوگا اور یہ بھی بتا دیا کہ اس نام کا بیٹا اس سے پہلے پیدا ہی نہیں ہوا۔

قرآن حکیم میں جہاں سیدنا زکریا علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا وہیں سیدنا یحییٰ علیہ السلام کا تذکرہ ملتا ہے جیسا کہ سورۃ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۖ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ۝ فَنَادَتْهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَهُوَ قَاۗىِٕمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ ((آل عمران : ۳۷ - ۴۱))

اور زکریا کو اس کا سرپرست بنایا تو جب بھی زکریا مریم کے کمرے میں داخل ہوتے تو اس کے پاس کوئی کھانے پینے کی چیز دیکھ پاتے اور پوچھتے اے مریم یہ تجھے کہاں سے ملا وہ کہتیں اللہ کے ہاں سے بلاشبہ اللہ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ اس وقت زکریا نے اپنے رب سے دعا کی کہا: میرے رب مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ سیرت اولاد عطا فرما بلاشبہ تو ہی دعا سننے والا ہے۔ پھر انہیں فرشتوں نے پکارا جب زکریا محراب میں کھڑے نماز ادا کر رہے تھے اور کہا کہ اللہ آپ کو یحییٰ کی خوش خبری دیتا ہے۔ جو اللہ کے ایک کلمہ (عیسیٰ) کی تصدیق کرے گا۔ وہ سردار ہوگا اپنے نفس کو روکنے والا اور صالح نبی ہوگا۔ زکریا کہنے لگے میرے رب میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا جبکہ میں خود بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ اللہ نے کہا ایسا ہی ہوگا اللہ جیسے چاہتا ہے کرتا ہے۔ زکریا نے کہا میرے رب میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما۔ اللہ نے کہا نشانی یہ ہے کہ آپ تین دن لوگوں سے اشارہ کے سوا بات نہ کر سکیں گے اور اپنے رب کو بہت یاد کیجئے اور صبح و شام اس کی تسبیح کیجئے"۔

سورہ مریم میں اس واقعہ کی تفصیل کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے:

كٓهٰيٰعٓصٓ ۝ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْٓ اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ○ فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓی اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِیًّا ○ یٰیَحْیٰی خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا ○ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِیًّا ○ وَّبَرًّا بِوَالِدَیْهِ وَلَمْ یَكُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا ○ وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا ○ ((مریم : ۱ - ۱۵))

کھیعص۔ یہ آپ کے رب کی رحمت کا ذکر ہے جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی۔ جب زکریا نے اپنے رب کو چپکے چپکے پکارا کہا میرے رب! میری ہڈیاں بوسیدہ اور بڑھاپے کی وجہ سے سر کے بال سفید ہو گئے تاہم اے میرے رب میں تجھے پکار کر کبھی محروم نہیں رہا۔ میں اپنے پیچھے اپنے بھائی بندوں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے تو اپنی جناب سے مجھے ایک وارث عطا فرما۔ جو میرا اور آل یعقوب کا وارث بنے اور اے میرے رب! اُسے پسندیدہ انسان بنانا (اللہ نے جواباً فرمایا) اے زکریا! ہم تمہیں لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا اس سے قبل اس نام کا کوئی آدمی ہم نے پیدا نہیں کیا۔ زکریا نے کہا میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں۔ اللہ نے فرمایا" ہاں ہوگا۔ تیرا رب یہ کہہ رہا ہے کہ یہ میرے لئے آسان ہے اس سے پہلے میں تجھے پیدا کر چکا ہوں جب کہ تو کچھ نہ تھا۔ زکریا نے کہا اے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کیجئے فرمایا تیرے لئے نشانی یہ ہے کہ تو تین رات تک لوگوں سے کلام نہ کر سکے گا۔ چنانچہ جب وہ وقت آ گیا زکریا اپنے حجرہ سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے تو انہیں اشارہ کیا کہ "صبح وشام تسبیح بیان کیا کرو"۔ اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور ہم نے اسے بچپن میں ہی قوت فیصلہ عطا کر دی تھی۔ اور ہم نے اسے اپنی مہربانی سے نرم دل اور پاکیزہ بنایا اور وہ متقی تھے۔ وہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرتے اور

کسی وقت بھی جابر و نافرمان نہ ہوئے۔ ان پر سلامتی ہو جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وہ مریں گے اور جس دن وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن حکیم میں یہ ارشاد فرمایا گیا:

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۖ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ ((سورہ مریم:۱۲))

اے یحییٰ کتاب کو قوت سے تھام لو اور ہم نے اسے بچپن میں حکمت سے نواز دیا۔

اور اس کے بارے میں یہ بھی کہا گیا۔

وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا

اور اسے ہماری طرف سے شفقت بھی عطا کی گئی۔

اس کے بارے میں یہ بھی کہا گیا:

وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ● ((سورہ مریم:۱۴))

اور وہ اپنے والدین کا فرمانبردار تھا وہ سرکش اور نافرمان نہ تھا۔

اس کے بارے میں یہ بھی کہا گیا:

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝ ((سورہ مریم:۱۵))

اور سلامتی ہو اس پر جس دن پیدا کیا گیا۔ اور جس دن وہ فوت ہوگا اور جس دن اسے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

پیدائش، موت اور موت کے بعد زندگی یہ تینوں اوقات انسان کے لیے بڑی اہمیت رکھتے ہیں ان تین نازک ترین اوقات میں اللہ کی طرف سے سلامتی کا مژدۂ جانفزا سیدنا یحییٰ علیہ السلام کی بہت بڑی کامیابی ہے سرفرازی ہے۔

جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو روتا ہے لوگ اسے دیکھ کر ہنستے ہیں اگر وہ دنیا میں اچھے کام سر انجام دے تو وہ جب اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو لوگ روتے ہیں اور وہ ہنستا ہے۔

ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے :

وَلَدَتْكَ أُمُّكَ بَاكِيًا مُسْتَصْرِخًا
وَالنَّاسُ حَوْلَكَ يَضْحَكُوْنَ سُرُوْرًا
فَاحْرِصْ لِنَفْسِكَ أَنْ تَكُوْنَ إِذَا بَكَوْا
فِيْ يَوْمِ مَوْتِكَ ضَاحِكًا مَسْرُوْرًا

ایک اردو شاعر نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔

تو آیا تھا تو روتا تھا تجھے سب دیکھ کے ہنستے تھے
تو ایسی کار کر بندے تو ہنستا ہو وہ روتے ہوں

سیدنا یحییٰ علیہ السلام کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ملاحظہ کریں۔

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اَصْحَابِهٖ يَوْمًا وَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ فَضْلَ الْاَنْبِيَآءِ فَقَالَ قَائِلٌ: مُوْسٰى كَلِيْمُ اللّٰهِ، وَقَالَ قَائِلٌ: عِيْسٰى رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ وَقَالَ قَائِلٌ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُمْ يَذْكُرُوْنَ ذَالِكَ فَقَالَ "اَيْنَ الشَّهِيْدُ اَيْنَ الشَّهِيْدُ يَلْبَسُ الْوَبَرَ وَيَاْكُلُ الشَّجَرَ مَخَافَةَ الذَّنْبِ

ابن شہاب سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے پاس گئے وہ انبیاء علیہم السلام کے فضائل بیان کر رہے تھے۔ ایک کہنے والے نے کہا کہ موسیٰ کلیم اللہ تھے دوسرے نے کہا کہ عیسیٰ روح اللہ اور اس کا کلمہ تھے ایک کہنے والے نے کہا کہ ابراہیم خلیل اللہ

تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہید کہاں ہے۔ شہید کہاں ہے جو موٹا پہنتا ہے اور درختوں کے پتے کھاتا ہے گناہ سے ڈرتا ہے۔

ابن وھب کہتے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ جملہ سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا۔

☆ ❀ ☆

یحییٰ بن سعید الانصاری سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ مجھے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں کہ:

كُلُّ ابْنُ آدَمَ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَهُ ذَنْبٌ اِلَّا مَا كَانَ يَحْيٰى بْنِ زَكَرِيَّا

(بحوالہ المستدرک حاکم : ۲/۳۷۲ ، کنز العمال : ۳۲۴۲۷)

ہر ابن آدم قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا کوئی نہ کوئی گناہ ہوگا۔ مگر یحییٰ بن زکریا کا کوئی گناہ نہ ہوگا۔

ترمذی اور مستدرک حاکم میں ایک روایت آتی ہے جس میں سیدنا یحییٰ علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی اہمیت کو ایک نئے زاویے سے اجاگر کیا گیا ہے۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابَ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا ابْنَيْ اَلْخَالَةَ يَحْيٰى وَعِيْسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ: (بحوالہ ترمذی : ۳۷۶۸ ، المستدرک : ۳/۱۶۶)

ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے سوائے یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے۔ وہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔

ایک دفعہ سیدنا یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع کیا جب مسجد لوگوں سے بھر گئی تو آپ ایک اونچی جگہ پہ کھڑے ہو کر لوگوں سے مخاطب ہوئے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر یہ فرمایا لوگو! اللہ نے مجھے پانچ کام کرنے کا حکم دیا ہے اور میں تمہیں بھی یہ پانچ کام

دمشق کی جامع مسجد بنی امیہ میں سیدنا یحییٰ علیہ السلام کا سر دفن ہے۔

سیدنا یحییٰ علیہ السلام کا جسم مبارک Village of Sebastiya کے اس مقام پر دفن ہے

کرنے کا حکم دیتا ہوں۔

① اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

② میں تمہیں نماز پڑھنے کا حکم دیتا ہوں اللہ اپنے بندے کی طرف اس وقت تک متوجہ رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنی نماز میں کسی دوسری طرف نہیں جھانکتا لہٰذا نماز پڑھتے ہوئے ادھر ادھر نہ دیکھا کرو۔

③ میں تمہیں روزے رکھنے کا حکم دیتا ہوں۔اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے پاس کستوری کی تھیلی ہو اور ہر کوئی خوشبو کو سونگھے۔روزے دار کے منہ کی بدبو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے۔

④ میں تمہیں صدقہ کرنے کا حکم دیتا ہوں اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کو دشمن نے قید کر لیا ہو اور وہ اس کی گردن اڑانے کے لیے لے چلے ہوں اس نے دشمن سے کہا کہ اگر میں اپنی جان کا فدیہ دے دوں تو کیا تم مجھے چھوڑ دو گے تو وہ راضی ہو گئے اور وہ کبھی تھوڑا اور کبھی زیادہ فدیہ دینے لگا اور اس نے اپنی جان چھڑا لی۔

⑤ میں تمہیں کثرت سے ذکر الٰہی کرنے کا حکم دیتا ہوں اس کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ جس کے پکڑنے کے لیے دشمن اس کے پیچھے لگا اور وہ بھاگ کر مضبوط قلعے میں داخل ہو گیا جب تک انسان ذکر الٰہی میں مصروف رہتا ہے اس وقت تک وہ شیطان کے حملے سے محفوظ رہتا ہے گویا وہ دشمن سے بچنے کے لیے مضبوط قلعے میں چلا گیا۔

سیّدنا یحییٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی خشیت سے بہت زیادہ رویا کرتے تھے عبداللہ بن مبارک وہیب بن ورد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سیّدنا یحییٰ علیہ السلام تین دن تک گھر نہ آئے سیّدنا زکریا علیہ السلام ان کی تلاش میں نکلے دیکھا کہ ایک میدان میں گھڑا کھود کر اس میں کھڑے زار و قطار رو رہے ہیں۔باپ نے یہ منظر دیکھا اور کہا بیٹا میں آپ کو تلاش کر رہا ہوں اور آپ یہاں ایک گھڑے میں کھڑے رو رہے ہو۔انہوں نے کہا ابا جان آپ ہی نے مجھے

یہ بتایا تھا کہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک چٹیل میدان ہے اور وہ خشیت الٰہی سے رونے والے ہی عبور کر سکیں گے یہ سن کر کہا ٹھیک بیٹا میں سمجھ گیا آپ رو سکتے ہیں پھر دونوں باپ بیٹا زار و قطار رونے لگے۔ (بحوالہ قصص الانبیاء ابن کثیر)

☆ ❀ ☆

سیدنا یحییٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے بادشاہ نے اپنی ایک داشتہ کے مطالبے پر اپنے کارندوں کے ذریعے بیت المقدس کی ایک چٹان کے قریب قتل کرایا اس جگہ ستر انبیاء کو قتل کیا گیا تھا۔ جن میں ایک سیدنا یحییٰ بن زکریا علیہما السلام بھی تھے۔

سیدنا یحییٰ علیہ السلام کو تیس سال کی عمر میں منصب نبوت پر فائز کیا گیا۔ اور ان کو اردن کے مشرقی حصے میں رہنے والے لوگوں کی راہنمائی کے لیے منصب نبوت پر فائز کیا۔ ان کے والد سیدنا زکریا علیہ السلام کو بھی یہودیوں نے قتل کیا۔

دونوں باپ بیٹا اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔

سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں اور قرآنی آیات کا مطالعہ کریں۔

۱۔ الدر المنثور	۴۸۹/۵
۲۔ مسند امام احمد	۲۰۲/۴
۳۔ الترمذی	۲۸۱۳
۴۔ المستدرک حاکم	۳۷۳/۲
۵۔ کنز العمال	۳۲۴۲۷
۶۔ الترمذی	۳۷۶۸

۷۔ المستدرک	۱۶۶/۳
۸۔ مسند امام احمد	۲۵۴/۱
۹۔ مجمع الزوائد	۲۰۹/۸
۱۰۔ ابن ماجہ	۲۱۵۰

قرآنی آیات

۱۔ سورہ مریم	۱ - ۱۵
۲۔ سورہ ال عمران	۲۷ - ۴۱
۳۔ سورہ الأنبیاء	۸۹ - ۹۰
۴۔ سورہ الانعام	۸۵

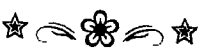

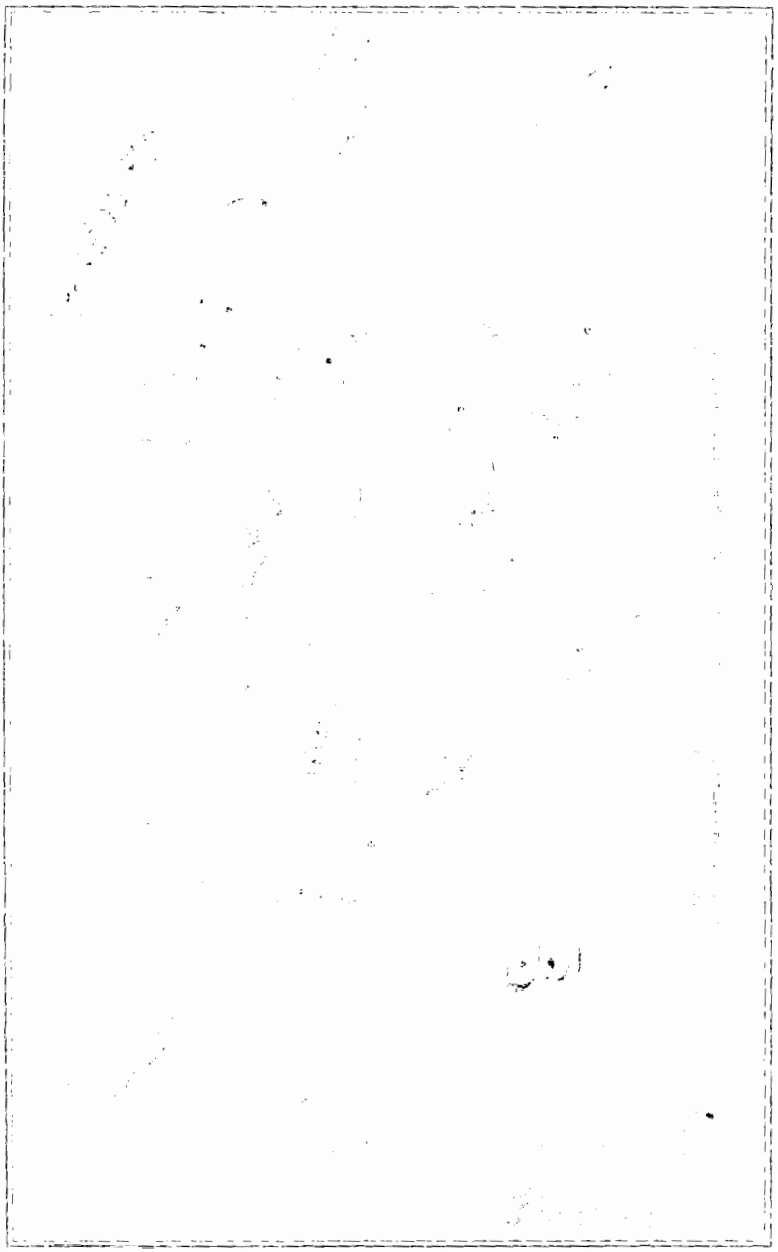

سیّدنا عیسٰی علیہ السلام

سیّدنا عیسٰی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے پیدا کیا جبکہ سیّدنا آدم علیہ السلام کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کیا۔ سیّدنا عیسٰی علیہ السلام کی والدہ کا نام مریم علیہا السلام تھا' یہ عمران کی بیٹی تھی اور اس کی والدہ کا نام حنہ تھا۔

حنہ نے اپنے ہاں ہونے والے بچے کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے وقف کرنے کی نذر مان لی تھی۔ بیٹی ہوئی اسکا نام مریم رکھا گیا اور اسے اللہ کی راہ میں وقف کر دیا۔

سیدہ مریم علیہا السلام کے خالو سیّدنا زکریا علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے وہ اس کے کفیل قرار پائے۔ انہوں نے اس کے لیے بیت المقدس میں ایک حجرہ مخصوص کر دیا' جس میں یہ دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہا کرتی تھیں۔

مردوں میں سے تو بہت سے کامل ہوتے ہیں لیکن عورتوں میں چار خواتین درجہ کمال کو پہنچی۔

۱۔ سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	(ام المؤمنین)
۲۔ سیّدہ مریم علیہا السلام	(عیسٰی علیہ السلام کی والدہ)
۳۔ سیّدہ آسیہ بنت مزاحم	(فرعون کی بیوی)

۴۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا (دختر رسول ﷺ)

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام آل یعقوب کے آخری نبی تھے۔

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اور جناب محمد ﷺ کے درمیان کوئی نبی نہیں آیا اور وہ وقفہ پانچ سو ستر سال پر محیط ہے۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کو رشد و ہدایت کے لیے آسمانی کتاب انجیل عطا کی گئی۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا کو اپنے بعد آنے والے آخر الزماں پیغمبر جناب محمد ﷺ کی بشارت دی۔

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ سیدہ مریم علیہا السلام دونوں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نشانیاں ہیں۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ قرآن حکیم میں کہیں ابن مریم، کہیں کلمۃ اور کہیں روح کہیں مسیح اور کہیں عبداللہ کے الفاظ میں کیا گیا ہے۔

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدہ مریم علیہا السلام کا تذکرہ قرآن حکیم کی چودہ سورتوں میں کہیں مختصر اور کہیں تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے۔

سیدہ مریم علیہا السلام کے والد سیّدنا عمران بڑے زاھد، عابد اور شب زندہ دار تھے۔ یہ بیت المقدس کے امام تھے۔ اور ان کی بیوی سیدہ حنہ بھی بڑی نیک اور پارسا خاتون تھی۔ ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی دل بے قرار تھا دلی تمنا تھی کہ گود ہری ہو اس کے لیے ہر وقت دعا کرتی رہتی تھیں جب امید بندھی تو بہت زیادہ خوش ہوئیں اور ساتھ ہی یہ نیت کر لی کہ جو بچہ پیدا ہوگا اس کو بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کر دوں گی۔

بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف ہونا اس دور میں بہت بڑا اعزاز سمجھا جاتا تھا۔

بیت المقدس کے امام سیّدنا عمران سیدہ مریم علیہا السلام کی ولادت سے پہلے ہی اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔

سیدہ حنہ کے ہاں جب بچی نے جنم لیا تو بہت خوش ہوئیں، لیکن انہیں فکر یہ لاحق ہوئی کہ میں نے تو اسے بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کرنے کی نذر مان رکھی تھی اور یہ کام تو لڑکا ہی

سرانجام دے سکتا تھا لڑکی کس طرح یہ خدمت سرانجام دی سکے گی۔ پردہ غیب سے آپ کو یہ بتایا گیا کہ ہم نے لڑکی کو ہی اس کام کے لیے قبول کرلیا ہے۔ اس لڑکی کی وجہ سے تیرا اور تیرے خاندان کا نام روشن ہوگا۔

والدہ نے اپنی بچی کا نام مریم رکھا۔ اس وقت بولی جانے والی زبان سریانی تھی' اس زبان میں مریم کا معنی خادمہ کے ہیں۔ چونکہ والدہ نے بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کرنے کی نذر مان رکھی تھی لہٰذا یہی نام اس کے لیے موزوں سمجھا گیا۔

سیدہ حنہ نے اپنی بیٹی مریم کی پرورش بڑے اہتمام سے کی جب وہ شعور کی عمر کو پہنچی تو اسے بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کر دیا گیا۔

بیت المقدس کے تمام ذمہ داران میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ مریم علیہا السلام کی کفالت اسے سپرد کر دی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر سیدنا زکریا علیہ السلام جو رشتے میں سیدہ مریم علیہا السلام کے خالو لگتے تھے۔ وہ یہ دلی طور پر چاہتے تھے کہ اس کی کفالت کی ذمے داری انہیں سونپی جائے کیونکہ اس کی بیوی مریم علیہا السلام کی خالہ لگتی تھیں والدہ کے بعد خالہ بمنزلہ ماں سمجھی جاتی ہے۔

لیکن دوسرے ذمہ داران بھی یہ مطالبہ کرتے تھے کہ کفالت انہیں سونپی جائے لہٰذا اس فیصلے کے لیے قرعہ ڈالا گیا تو یہ قرعہ سیدنا زکریا علیہ السلام کے حق میں نکلا اور کفالت کی ذمے داری انہیں سپرد کی گئی انہوں نے بیت المقدس کا ایک حجرہ سیدہ مریم علیہا السلام کی عبادت کے لیے خاص کر دیا۔ جہاں وہ دن کے وقت اللہ کی عبادت میں مصروف رہا کرتی تھیں۔

بیت المقدس کے اردگرد جتنے حجرے بھی عبادت کے لیے بنائے گئے تھے انہیں محراب کہا جاتا تھا۔

رات کے وقت سیدنا زکریا علیہ السلام سیدہ مریم علیہا السلام کو گھر لے آیا کرتے تھے اور وہ رات اپنی خالہ کے پاس گزارہ کرتی تھیں۔

مسجد اقصیٰ کی تاریخ میں یہ ایک انوکھی بات تھی کہ ایک لڑکی کو اس کی خدمت کے لیے وقف کیا گیا ہو سیدنا زکریا علیہ السلام کی سیدہ مریم علیہا السلام کے حجرے میں کفیل کی حیثیت سے آمد و رفت رہتی تھی جب بھی وہ حجرے میں تشریف لاتے وہاں طرح طرح کے میوے پڑے ہوئے دیکھتے اور ان میں بعض تر و تازہ پھل ایسے بھی دکھائی دیتے جن کا موسم نہ ہوتا۔ ایک دن آپ نے پوچھ ہی لیا مریم یہ میوے کہاں سے آتے ہیں؟ کون یہاں دے کر گیا ہے؟

آپ نے فرمایا یہ میرے اللہ نے بھیجے ہیں میرا اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق سے نوازتا ہے یہ جواب سن کر سیدنا زکریا علیہ السلام جو بوڑھے ہو چکے تھے اور ابھی تک اولاد سے محروم تھے ان کے دل میں اس شدید خواہش نے انگڑائی لی کہ جو ذات ایک بندی کو غیر موسمی میوے عطا کر سکتا ہے مجھے بڑھاپے میں اولاد سے بھی نواز سکتا ہے لہٰذا ایک حجرے میں نماز پڑھنے لگے اور یہ دعا کرنے لگے کہ الٰہی میں بوڑھا ہو چکا ہوں میری ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں میری بیوی بانجھ ہے۔ لیکن تو اس بات پر قادر ہے کہ ان حالات میں بھی مجھے نرینہ اولاد عطا کر سکتا ہے۔ الٰہی مجھے صالح بیٹا عطا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت محراب میں نماز کی حالت میں ہی فرشتوں کے ذریعے بیٹے کی بشارت دے دی اور آپ کے ہاں یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ قرآن حکیم میں سیدہ مریم اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ بڑے ہی دلپذیر انداز میں کہیں مختصر اور کہیں مفصل بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ سورہ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِن بَعْضٍ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنثَىٰ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۗ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنثَىٰ ۖ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ

الرَّجِيْمِ ○ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۭ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ ((ال عمران : ۳۳ - ۳۷))

اللہ تعالیٰ نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام اہل عالم میں سے (رسالت کے لیے) منتخب کیا تھا۔ جو ایک دوسرے کی اولاد تھے اور اللہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ جب عمران کی بیوی نے دعا کی اے میرے رب میں نے منت مانی ہے کہ جو کچھ میرے بطن میں ہے۔ اسے میں تیرے لیے وقف کروں گی سو میری منت قبول فرمالے بلاشبہ تو سننے والا جاننے والا ہے۔ پھر جب بچی پیدا ہوئی تو کہنے لگی: میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہوگئی ہے۔ حالانکہ جو اس نے جنا اسے اللہ خوب جانتا تھا اور اگر لڑکا ہوتا تو اس لڑکی جیسا نہ ہوتا اب میں اس کا نام مریم رکھتی ہوں اور اس کی اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ چنانچہ اس کے رب نے اس کی منت کو بخوشی قبول فرمالیا اور نہایت اچھی طرح اس کی نشوونما کی اور زکریا کو اس کا سرپرست بنادیا۔ جب بھی زکریا علیہ السلام مریم علیہا السلام کے کمرہ میں داخل ہوتے تو اس کے پاس کوئی کھانے پینے کی چیزیں دیکھتے اور پوچھتے اے مریم یہ تجھے کہاں سے ملا۔ وہ کہہ دیتیں اللہ کے ہاں سے بلاشبہ اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے"۔

جب سیدہ حنہ کے ہاں بچی نے جنم لیا تو انہوں نے کہا کہ اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے۔

اس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ بچے کے جنم لینے کے دن ہی نام رکھا جاسکتا ہے لیکن حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی مذکور ہے کہ ساتویں دن بچے کا عقیقہ کیا جائے اس کا سر منڈوایا جائے اور اس کا نام بھی رکھا جائے حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

"کل غلام رهينة بعقيقته تذبح عنه يوم سابعه ويسمى ويحلق رأسه" (بحوالہ ابوداؤد : ۲۹۳۷ ' مسند امام احمد : ۲۲/۵)

ہر بچہ عقیقہ کے ساتھ گروی ہے ساتویں دن اس کی طرف سے ذبح کیا جائے اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈوایا جائے۔"

جہاں تک مریم علیہا السلام اور اس کے ہاں جنم لینے والے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت کا تعلق ہے ان کا تذکرہ حدیث میں اس انداز میں کیا گیا ہے۔

عن أبی هريرة رضی الله عنه :ان النبی صلی الله عليه وسلم قال : مَامِنْ مَوْلُوْد اِلاّ وَالشَّيْطَانُ يَمَسُّهُ حِيْنَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا من مسّ الشيطان اِلا مريم وابنها۔ (بحوالہ البخاری : ۳۴۳۱ ' مسند امام احمد : ۲۷۴/۲)

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کہ ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان کے چھونے کی وجہ سے وہ چیختا چلاتا ہے سوائے مریم اور ابن مریم کے۔

سیدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن حکیم کی یہ آیات بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

" وَاِنِّی أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم "

میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

مسند امام احمد میں یہ روایت مذکور ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: كُلُّ مَوْلُوْدٍ مِنْ بَنِیْ آدَمَ يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ بِاِصْبَعِهِ اِلَّا مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ وَابْنِهَا عِيْسٰى"۔ (بحوالہ مسند امام احمد : ۲۸۸/۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : بنی آدم کے ہر بچے کو شیطان اپنی انگلی سے چھوتا ہے' مگر مریم بنت عمران اور اس کا بیٹا عیسیٰ علیہ السلام اس سے بچے ہوئے ہیں۔

سیدہ مریم علیہا السلام نے جب جنم لیا تو اس کی کفالت سیدنا زکریا علیہ السلام کے سپرد ہوئی لیکن اس کے

لیے باقاعدہ قرعہ اندازی کی گئی۔ جس کا قرآن حکیم میں اس طرح تذکرہ کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۭ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ○

((آل عمران : ۴۴))

یہ غیب کی خبریں ہیں جو (اے محمد ﷺ) ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں آپ اس وقت ان کے پاس موجود نہ تھے جو اپنے قلم پھینک رہے تھے۔ کہ ان میں سے کون مریم کا سرپرست بنے اور نہ آپ اس وقت ان کے پاس موجود تھے جب وہ باہم جھگڑ رہے تھے"۔

سیّدنا زکریا علیہ السلام مسجد اقصیٰ کے تمام خدام کے سردار تھے اور سیدہ مریم علیہا السلام کے خالو تھے اور اس کے کفیل بھی تھے۔

سیدہ مریم علیہا السلام مسجد اقصیٰ کے حجرے میں بیشتر اوقات عبادت میں مصروف رہا کرتی تھیں۔ سیّدنا زکریا علیہ السلام کی کفیل ہونے کے ناطے اس حجرے میں آمد و رفت رہتی تھی، جب انہوں نے دیکھا کہ حجرے میں طرح طرح کے میوے پڑے ہوئے ہیں تو انہوں نے پوچھ لیا، مریم یہ کہاں سے آئے ہیں، انہوں نے بتایا کہ یہ میرے اللہ نے بھیجے ہیں، اس منظر کو قرآن حکیم میں اس طرح پیش کیا گیا ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ ((آل عمران:۳۷))

جب بھی زکریا ان کے پاس محراب میں داخل ہوئے اس کے پاس رزق پایا [illegible]

اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ اس نے کہا اللہ کے ہاں سے اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا کرتا ہے۔

اس سارے واقعے کو تفصیل کے ساتھ سورہ آل عمران میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ○ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۭ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ○ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۙ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۙ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْــَٔــةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۙ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۠ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ○ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ

فَاعْبُدُوْهُ ۔ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○ ((آل عمران:۴۲))

''اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب فرشتوں نے مریم سے کہا: اے مریم ! اللہ نے تجھے برگزیدہ کیا اور پاکیزگی عطا کی اور تجھے پورے جہان کی عورتوں میں سے منتخب کر لیا ہے۔ اے مریم ! اپنے رب کی فرمانبردار رہنا اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع و سجود کیا کرنا۔ یہ غیب کی خبریں ہیں جو (اے محمد ﷺ) ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں، آپ اس وقت ان کے پاس موجود نہ تھے، جب وہ اپنے قلم پھینک رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کا سرپرست بنے اور نہ آپ اس وقت ان کے پاس موجود تھے جب وہ باہم جھگڑ رہے تھے اور جب فرشتوں نے مریم سے کہا: بلاشبہ اے مریم اللہ تجھے اپنے کلمے کی بشارت دیتا ہے، اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہو گا وہ دنیا و آخرت میں معزز ہو گا اور وہ لوگوں سے گہوارے میں کلام کرے گا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی۔ اور بڑا نیک سیرت ہو گا۔ مریم کہنے لگی: میرے رب میرے ہاں بچہ کیسے ہو گا؟ جب کہ مجھے کسی آدمی نے چھوا تک نہیں۔ اللہ نے جواب دیا: ایسا ہی ہو گا اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اسے کہتا ہے کہ: ''ہو جا'' تو وہ ہو جاتا ہے۔ اور اللہ اسے کتاب و حکمت اور تورات اور انجیل کی تعلیم دے گا۔ اور اسے بنی اسرائیل کی طرف نبی بنا کر بھیجے گا۔ میں تمہارے لئے تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں۔ میں تمہارے سامنے مٹی سے ایک پرندے کی شکل بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں، تو وہ اللہ کے حکم سے واقعی پرندہ بن جاتا ہے۔ نیز اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو ٹھیک کرتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو سب تمہیں بتا دیتا ہوں۔ اگر تم ایمان لانے والے ہو تو ان باتوں میں تمہارے لئے نشانی ہے [illegible]

کرتا ہوں۔ نیز بعض باتیں جو تم پر حرام کردی گئی ہیں انھیں تمھارے لئے حلال کردوں۔ میں تمھارے پاس تمھارے رب کی نشانی لے کر آیا ہوں لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اللہ میرا اور تمھارا رب ہے۔ لہٰذا اس کی عبادت کرو۔ یہ صراط مستقیم ہے۔

سیدہ مریم علیہا السلام کا تذکرہ صدیقہ ہونے کے حوالے سے قرآن کریم میں اسطرح کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ ۖ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۖ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ ((المائدہ:۷۵))

نہیں ہیں عیسیٰ بن مریم مگر رسول اس سے پہلے رسول گزر چکے اور اس کی ماں صدیقہ ہے۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتِ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ بِنْتِ خُوَيْلِد

(بحوالہ البخاری:۳۸۱۰، مسند امام احمد ۱/۱۱۴)

کائنات کی بہترین خاتون مریم علیہا السلام ہے اور کائنات کی بہترین خاتون خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ أَرْبَعٌ مَرْيَمُ بِنْتِ عمران ' آسِيَةَ اِمْرَاءَةُ فِرْعَوْن وخديجة بِنْتِ خويلد وَفَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم (بحوالہ مسند امام احمد ۳/۱۳۵، المستدرک ۳/۱۵۷)

کائنات کی چار عورتیں سب سے بہتر ہیں: مریم بنت عمران، آسیہ فرعون کی بیوی، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث میں سیدہ مریم علیہا السلام کی اہمیت کو اس طرح اجاگر کیا گیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ لِفَاطِمَةَ: اَرَأَيْتُ حِيْنَ اَكْبَبْتِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَبَكَيْتِ ثُمَّ ضَحِكْتِ؟ قَالَتْ: اَخْبَرَنِيْ اَنَّهُ مَيِّتٌ مِنْ وَجْعِهٖ هٰذَا فَبَكَيْتُ، ثُمَّ اَكْبَبْتُ عَلَيْهِ فَاَخْبَرَنِيْ اِنِّيْ اَسْرَعُ اَهْلِهٖ لُحُوْقًا بِهٖ وَاِنِّيْ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ۔ (رواہ مسلم)

''عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ: جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھکی تھیں تو پہلے تم روئیں تھیں پھر ہنسی تھیں ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ: میں اسی بیماری میں فوت ہو جاؤں گا تو میں رو پڑی، پھر میں آپ کی طرف جھکی تو آپ نے بتلایا کہ: اہل خانہ میں سے سب سے پہلے آپ کو ملوں گی تو میں ہنس پڑی اور ساتھ یہ بھی فرمایا: کہ میں خواتین جنت کی سردار ہوں گی سوائے مریم بنت عمران کے۔''

(مسند احمد اور کنز العمال میں یہ روایت ابو سعید کے حوالے سے مروی ہے۔)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا مَا كَانَ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ (بحوالہ مسند احمد: ۸۰/۳، کنز العمال ۳۴۲۲۴)

''ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا خواتین جنت کی سردار ہوں گی مگر مریم بنت عمران ان خواتین سے مستثنیٰ ہوں گی۔''

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے، جس میں سیدہ مریم علیہا السلام کا تذکرہ اس طرح کیا گیا ہے۔

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا آسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَمَرْيَمُ بِنْتُ

عِمْرَان وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى سَائِرِ الطعام
(بحوالہ البخاری : ۳۴۱۱)

''ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں میں سے تو بہت سے کامل ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں سے نہیں کامل سوائے آسیہ فرعون کی بیوی اور مریم بنت عمران کامل ہوئی ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہوتی ہے۔''

قرآن حکیم میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا تذکرہ بڑی تفصیل کے ساتھ اس طرح کیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۙ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۖ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۝ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۚ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ۝ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۝ فَاَشَارَتْ

اِلَیْہِ ۔ قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا ○ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ ۖ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ○ وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ ۪ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا ○ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ ۡ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ○ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ○ ذٰلِکَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْہِ یَمْتَرُوْنَ ○ مَا کَانَ لِلّٰہِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَہٗ ۔ اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ○ وَاِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ۔ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ○ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِھِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ مَّشْھَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ○ ((مریم : ۱۶ - ۳۷))

''اور اس کتاب میں مریم کا بھی ذکر کیجئے جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ مشرقی جانب گوشہ نشین ہوئیں۔ اور پردہ ڈال کر ان سے چھپ گئیں تو ہم نے اس کی طرف اپنی روح (فرشتہ) کو بھیجا جو ایک انسان کی شکل میں مریم کے سامنے آ گیا۔ وہ بولی اگر تمہیں کچھ اللہ کا خوف ہے تو میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ وہ بولا میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں۔ اور اس لیے آیا ہوں کہ تمہیں ایک پاک سیرت لڑکا دوں۔ وہ بولی میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا جبکہ مجھے کسی انسان نے چھوا تک نہیں۔ اور میں بدکار بھی نہیں۔ وہ بولا ہاں ایسا ہی ہوگا تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ میرے لیے یہ آسان ہے اور اس لئے بھی کہ ہم اسے لوگوں کے لیے ایک نشانی اور وہ اپنی طرف سے رحمت بنائیں اور یہ کام ہو کے رہے گا۔ چنانچہ مریم کو اس بچے کا حمل ٹھہر گیا تو وہ اس حالت میں دور مکان میں علیحدہ جا بیٹھیں پھر درد زہ اسے کھجور کے تنے تک لے آئی تو کہنے لگی کاش میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور میرا نام نشان بھی باقی نہ رہتا۔ اس وقت درخت کے نیچے سے (فرشتے نے) اسے پکارا غمزدہ نہ ہو تمہارے رب نے تمہارے نیچے ایک چشمہ بہا دیا ہے اور اس کھجور کے تنا کو زور سے ہلاؤ وہ آپ

پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرائے گا۔ پھر کھاؤ پیو اور اپنی آنکھ ٹھنڈی کرو۔ پھر اگر تو کسی شخص کو دیکھے تو کہہ دینا کہ میں نے اللہ کے لیے روزہ کی نذر مانی ہے لہٰذا آج کسی انسان سے کلام نہ کروں گی۔ پھر وہ اس بچے کو اٹھائے اپنی قوم میں آئیں تو کہنے لگے مریم تو بہتان والی چیز لائی ہے۔ اے ھارون کی بہن نہ تو تیرا باپ کوئی برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی۔ مریم نے اس بچے کی طرف اشارہ کر دیا تو وہ کہنے لگے ہم اس سے کیسے کلام کریں جو ابھی گود کا بچہ ہے۔ بچہ بول اٹھا میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔ اور جہاں کہیں بھی رہوں اس نے مجھے بابرکت بنایا ہے اور جب تک میں زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اپنی والدہ سے بہتر سلوک کرنے کا حکم دیا ہے نیز اللہ نے مجھے جابر اور بدبخت نہیں بنایا مجھ پر سلامتی ہو جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔

یہ ہے عیسیٰ بن مریم کا قصہ۔ یہی سچی بات ہے جس میں وہ جھگڑا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے وہ پاک ہے جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو پھر کہہ دیتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے اللہ ہی میرا اور تمھارا رب ہے۔ لہٰذا اسی کی عبادت کرو یہی صراط مستقیم ہے۔ پھر مختلف گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا پس ایسے کاموں کے لیے ہلاکت ہے جو بڑے دن کی حاضری کے منکر ہیں۔

سورۃ الأنبیا میں اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم علیہا السلام اور اس کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَزَكَرِيَّآ إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّأَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَأَصْلَحْنَا لَهٗ

زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ○ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ ((سورۃ الانبیاء: ۸۹-۹۱))

''اور زکریا علیہ السلام کو بھی جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا، اے میرے رب! مجھے تنہا نہ چھوڑنا اور بہترین وارث تو تو ہی ہے تو اس کی بھی ہم نے دعا قبول کی اور انہیں یحییٰ عطا کیا اور ان کی بیوی کو اولاد کے قابل بنا دیا، یہ سب لوگ بھلائی کے کاموں کی طرف لپکتے تھے۔ اور ہمیں شوق اور خوف سے پکارتے تھے اور یہ سب ہمارے آگے جھک جانے والے تھے اور اس عورت کو جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تھی، پھر ہم نے ان کے اندر اپنی روح کو پھونکا اور ان کے بیٹے کو تمام اہل عالم کے لیے ایک نشانی بنا دیا''۔

سیدنا جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جب مریم علیہا السلام کے گریبان میں پھونک ماری، اس کے اثرات ظاہر ہوئے، سیدہ مریم علیہا السلام طیبہ طاہرہ اور عبادت گزار خاتون تھی، اس کے اس پہلو کا تذکرہ سورہ تحریم میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ○
((التحریم : ۱۲))

''اور مریم بنت عمران جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی اور پھر ہم نے اس کے اندر اپنی ایک روح پھونک دی اور اس نے اپنے رب کے کلمات کی اور کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت گزار تھی''۔

''اثرات ظاہر ہونے کے بعد جب مریم علیہا السلام پر اعتراضات ہونے لگے تو پہلے مرحلے میں آپ بھی [illegible] لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے [illegible] کو اشارت

دی گئی کہ ہم بغیر باپ کے بھی بچہ پیدا کرنے پر قادر ہیں، جس طرح آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اور حوا علیہا السلام کو آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا، اسی طرح آپ کے ہاں بھی بغیر باپ کے بیٹا پیدا ہوگا۔

درج ذیل آیت میں اس بشارت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝
((آل عمران: ۴۵ ـ ۴۶))

''جب فرشتوں نے مریم سے کہا: بلاشبہ اے مریم! اللہ تمہیں اپنے کلمے کی بشارت دیتا ہے، اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا اور وہ دنیا اور آخرت میں معزز ہوگا اور اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہوگا، وہ لوگوں سے گہوارے میں کلام کرے گا اور بڑی عمر میں پہنچ کر بھی اور بڑا نیک سیرت ہوگا۔''

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو تخلیقی اعتبار سے سیدنا آدم علیہ السلام کی مانند قرار دیا گیا، قرآن مجید کی درج ذیل آیات میں اس کیفیت کا تذکرہ کچھ اس انداز سے کیا گیا ہے۔

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ فَمَنْ حَاۗجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاۗءَنَا وَاَبْنَاۗءَكُمْ وَنِسَاۗءَنَا وَنِسَاۗءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ

بِالْمُفْسِدِيْنَ ○ ((آل عمران:۵۸-۶۳))

''جو ہم آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں، یہ آیات اور حکمت سے لبریز تذکرے ہیں، بلاشبہ عیسیٰ کی مثال اللہ کے ہاں آدمؑ جیسی ہے جسے مٹی سے پیدا کیا گیا پھر اسے حکم دیا کہ: ''ہو جا'' تو وہ ہو گیا، تمہارے رب کی طرف سے (حق) آچکا ہے لہٰذا (اے محمدؐ) شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا پھر اگر کوئی علم (وحی) آجانے کے بعد اس بارے میں کوئی جھگڑا کرے تو آپ اسے کہئے: آؤ ہم اور تم اپنے اپنے بچوں کو اور بیویوں کو بلا لیں اور خود بھی حاضر ہو کر اللہ سے گڑگڑا کر دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ یہ بالکل سچے واقعات ہیں اور اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور اللہ ہی بالا دست اور حکمت والا ہے پھر اگر مقابلہ میں نہ آئیں تو اللہ ایسے فسادیوں کو خوب جانتا ہے۔''

بخاری شریف میں عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت کا تذکرہ اس انداز میں کیا گیا ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ وَكَلِمَتُهُ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِنْهُ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلُ۔ (بحوالہ بخاری:۳۴۳۵ ' الترغیب والترھیب:۲/۴۱۳)

''عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور عیسیٰؑ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ کا کلمہ ہیں جو مریمؑ کی طرف القاء کیا ہے اور اس کی روح ہیں اور جس نے یہ گواہی دی کہ جنت اور دوزخ برحق ہیں، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ وہ عمل کے اعتبار سے کیسا ہی کیوں نہ ہو۔

عیسائی چونکہ تثلیث کے قائل ہیں وہ اقانیم ثلاثہ کو اپنا الٰہ مانتے ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں اور اس سلسلے میں غلو سے کام لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں اس چیز کی اچھی طرح وضاحت کی ہے تاکہ کسی کو کوئی غلط فہمی نہ رہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ ۚ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۘ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ○ لَّن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ۚ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ○ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ۖ وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۙ وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ○ ((النساء ۱۷۱-۱۷۳))

اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ کی نسبت وہ ہی بات کرو جو حق ہو۔ مسیح عیسیٰ بن مریم صرف اللہ کے رسول اور اسکا کلمہ تھے جسے اللہ نے مریم کی طرف بھیجا اور اس کی طرف سے ایک روح تھے سو تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور نہ کہو کہ (خدا) تین ہیں اس بات سے باز آجاؤ یہی تمھارے لئے بہتر ہے صرف اللہ اکیلا ہی الٰہ ہے وہ اس بات سے پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اسی کا ہے اور اللہ اکیلا ہی (کائنات کا) نظام چلانے کیلئے کافی ہے۔ مسیح اس بات میں عار نہیں سمجھتے کہ وہ اللہ کا بندہ ہو کر رہے اور نہ ہی مقرب فرشتے عار سمجھتے

ہیں اور جو شخص اس کی بندگی میں عار سمجھے اور تکبر کرے تو اللہ ان سب کو عنقریب اپنے ہاں اکٹھا کرے گا پھر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے انہیں ان کے پورے اجر دے گا اور اپنے فضل سے زیادہ بھی دے گا۔ مگر جن لوگوں نے (اللہ کی بندگی کو) عار سمجھا اور اکڑے رہے تو انہیں وہ المناک عذاب دے گا اور وہ اپنے لئے اللہ کے سوا کسی کو بھی حامی و ناصر نہ پائیں گے۔

نصاریٰ کا یہ نظریہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے۔ اس نظریے کی تردید اس طرح کی:

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۗ سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۭ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ ((بقرہ : ۱۱۶۔۱۱۷))

اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ کا بیٹا ہے۔ اللہ پاک ہے بلکہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب کا مالک ہے۔ اور یہ سب چیزیں اس کی مطیع و فرمانبردار ہیں وہ آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے اور جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو بس اتنا ہی کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔

یہودی عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے نظریئے کو باطل قرار دیا۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ ((التوبہ : ۳۰))

اور یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ تو ان کے منہ کی باتیں ہیں [illegible] کی نقل کر رہے ہیں [illegible]

پہلے تھے اللہ انہیں غارت کرے یہ کہاں بہکے جارہے ہیں۔

جن لوگوں نے مسیح بن مریم کو اللہ قرار دیا' اللہ تعالیٰ نے انہیں کافر قرار دیا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ((المائدہ : ۱۷))

یقیناً وہ لوگ کافر ہیں جنہوں نے کہا کہ مسیح بن مریم ہی اللہ ہے۔ آپ ان سے پوچھیے کہ کسی کی کیا مجال ہے کہ اللہ کو اس کے ارادے سے روکے اگر اللہ مسیح ابن مریم اور اس کی والدہ کو اور جو کچھ زمین میں ہے ان سب کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرلے اور جو کچھ آسمانوں زمین اور جو ان کے درمیان ہے سب اللہ ہی کی ملکیت ہے وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو کافر قرار دیا جنہوں نے یہ کہا مسیح بن مریم ہی اللہ ہے اور جو لوگ تثلیث کے قائل ہیں وہ بھی کافر ہیں اس کی وضاحت سورہ مائدہ میں اسطرح کی گئی ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ

وَ يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝
((المائدہ : ۷۲ - ۷۵))

بلاشبہ وہ لوگ کافر ہیں جنہوں نے کہا مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے۔ حالانکہ مسیح نے یہ تو کہا تھا اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ کیونکہ جو شخص اللہ سے شرک کرتا ہے اللہ نے اس پر جنت حرام کردی ہے اور اسکا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ بلاشبہ وہ لوگ کافر ہو چکے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین کا تیسرا ہے۔ حالانکہ الٰہ تو وہی صرف اکیلا ہے اگر یہ لوگ اپنی باتوں سے باز نہ آئے تو ان میں جو کافر رہے انہیں المناک عذاب دوں گا کیا یہ لوگ اللہ کے حضور توبہ نہیں کرتے اور اس سے بخشش طلب نہیں کرتے حالانکہ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ مسیح بن مریم رسول تھے۔ جن سے پہلے کئی رسول گزر چکے اور اس کی والدہ صدیقہ تھیں۔ وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھئے ہم اس کے لئے کیسے آیات کو واضح کرتے ہیں پھر دیکھئے ان کو کہاں سے دھوکہ لگتا ہے۔

قیامت کے دن ان لوگوں کو جھٹلانے کے لیئے جو دنیا میں مریم اور ابن مریم کو اپنا معبود قرار دیتے رہے عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کریں گے کیا تم نے ان لوگوں سے یہ کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو معبود بنا لو وہ عرض کریں گے الٰہی میں ایسی جسارت کیسے کرسکتا تھا میں تو تیری عبادت کے لیئے انھیں کہتا رہا۔ قرآن حکیم میں اس مکالمے کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ

لِیْ ۢ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ○ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ○
((المائدہ : ۱۱۶-۱۱۷))

''اور جب (قیامت کے دن) اللہ فرمائیں گے: اے عیسیٰ بن مریم ! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری والدہ کو الٰہ بنالینا، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے۔ اے اللہ تو پاک ہے میں ایسی بات کیونکر کہہ سکتا ہوں، جس کا مجھے حق نہ تھا اگر میں نے کہا ہوتا تو تجھے اس کا علم ہوتا۔ جو کچھ میرے دل میں ہے وہ تو جانتا ہے، لیکن جو تیرے دل میں ہے وہ میں نہیں جانتا۔ تو غیب کو خوب جاننے والا ہے۔ میں نے انہیں وہی کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا، کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا بھی رب ہے، اور جب تک میں ان میں موجود رہا ان پر نگران رہا پھر جب تو نے مجھے واپس بلا لیا تو پھر تو ہی ان پر نگران تھا اور تو تو ساری چیزوں پر شاہد ہے۔

تیس سال کی عمر میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانی کتاب انجیل عطا کی گئی اور تینتیس سال کی عمر میں انہیں آسمان کی طرف زندہ اٹھالیا گیا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اور بہت سے امتیازات حاصل تھے، جس کی تفصیل سورۃ المائدہ میں کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَعَلٰی وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۟ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِیْ

وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝ ((المائدہ : ۱۱۰-۱۱۱))

''اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم سے کہے گا: میرے احسان کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کیا، جب میں نے روح القدس سے تمہاری نصرت کی کہ تو گہوارے اور بڑی عمر میں لوگوں سے یکساں کلام کرتا تھا اور جب میں نے تمہیں کتاب وحکمت اور تورات اور انجیل سکھلائی اور جب تو میرے حکم سے مٹی سے پرندے کی شکل وصورت بناتا اور اس میں پھونکتا تھا تو وہ میرے حکم سے سچ مچ پرندہ بن جاتا تھا اور تو مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے تندرست کر دیتا تھا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ کرتا تھا اور جب تو بنی اسرائیل کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا تو میں نے ہی تجھے بنی اسرائیل سے بچایا تھا پھر ان میں سے جن لوگوں نے انکار کر دیا تھا وہ یہ معجزات دیکھ کر کہنے لگے: یہ تو صاف صاف جادو ہے۔

اور جب میں نے حواریوں کو اشارہ کیا کہ وہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لائیں تب وہ (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے) کہنے لگے: ہم ایمان لاتے ہیں اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک کرشمہ تھی کہ اسے بغیر باپ کے پیدا کیا گیا، سیدنا جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مریم کے گریبان میں پھونک ماری جس کے نتیجے میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، انہیں تورات وانجیل کے علم سے نوازا گیا، انہیں حیرت انگیز معجزات عطا کیے گئے، وہ مٹی کا پرندہ بناتے اس میں پھونک مارتے تو وہ اڑنے لگتا، کوڑھی کو ہاتھ لگاتے تو وہ شفایاب ہو جاتا، اندھے کو ہاتھ لگاتے تو وہ دیکھنے لگتا، مردے کو ہاتھ لگاتے تو وہ جی اٹھتا غرضیکہ ان کے ہاتھ سے ایسے حیرت انگیز

عیسائی روایات کے مطابق بیت اللحم کا غار جہاں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اکثر کرب کی اس چٹان پر عبادت کے لیے آیا کرتے تھے

کہ دنیا انگشت بدنداں رہ گئی۔ سورۃ آل عمران میں اس حوالے سے تفصیلات کچھ اس انداز سے بیان کی گئی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِىْ بُيُوْتِكُمْ ۚ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۖ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۗ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِىْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۖ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ ((آل عمران: ۴۸-۵۴))

''اور اللہ تعالیٰ اسے کتاب وحکمت اور تورات اور انجیل کی تعلیم دے گا اور اسے بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گا: میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لایا ہوں، میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی شکل بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے واقعی پرندہ بن جاتا ہے، نیز میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑی کو ٹھیک کرتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو سب تمہیں بتلا دیتا ہوں، اگر تم ایمان لانے والے ہو تو یہ تمہارے لیے نشانی ہے اور تورات جو میرے

زمانے میں ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں، نیز بعض باتیں جو تم پر حرام کر دی گئی ہیں انہیں تمہارے لئے حلال کرتا ہوں، میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اللہ میرا اور تمہارا رب ہے لہٰذا اس کی عبادت کرو یہی صراط مستقیم ہے، پھر جب عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے کفر و انکار کا پتہ چل گیا تو کہنے لگا کوئی ہے جو اللہ (کے دین) کے لیے میری نصرت کرے۔ حواری کہنے لگے: ہم اللہ کے انصار ہیں ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور گواہ رہیے کہ ہم مسلمان ہیں، اے ہمارے رب ہم نے مان لیا جو تو نے نازل کیا ہے اور ہم نے رسول کی پیروی کی لہٰذا ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔ اور وہ خفیہ تدبیر کرنے لگے اور اللہ نے تدبیر انہی پر لوٹا دی اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔''

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی بنی اسرائیل کو بشارت دی کہ میرے بعد جو رسول آئیں گے ان کا نام ''احمد'' ہوگا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○

((سورۃ الصف : ٦))

''اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں یقیناً تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور پہلے سے نازل شدہ تورات کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہوگا۔ پھر جب وہ رسول واضح دلائل لے کر آ گیا تو کہنے لگے: یہ تو صریح جادو ہے۔''

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حاشیہ برداروں کے مطالبے پر اللہ تعالیٰ سے آسمان سے کھانے کے نزول کا مطالبہ کیا جس کی تفصیل سورۃ المائدہ میں کچھ اس انداز میں بیان کی گئی ہے،

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ ۖ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ○ قَالُوا نُرِيدُ أَنْ نَأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ ○ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنْكَ ۖ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ○ ((المائدۃ : ۱۱۲-۱۱۵))

''اور جب حواریوں نے عیسیٰ بن مریم سے کہا: اے عیسیٰ بن مریمؑ کیا تمہارا رب یہ کرسکتا ہے کہ آسمان سے ہم پر خوان نعمت نازل کرے، عیسیٰؑ نے کہا: اگر تم ایمان لے آئے ہو تو اللہ سے ڈرو اور ایسے سوال نہ کرو، وہ کہنے لگے کہ: ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہوں اور ہمیں علم ہو جائے کہ آپ سچ کہہ رہے ہیں اور ہم اس پر گواہی دے سکیں۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی: اے اللہ اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے خوان نعمت نازل فرما جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں سب کے لیے خوشی کا موقع ہو اور تیری طرف سے معجزہ ہو، تو تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے، اللہ نے فرمایا: میں تم پر یہ خوان تو اتارتا ہوں مگر اس کے بعد تم میں سے جس نے کفر کیا تو میں اسے ایسی سزا دوں گا جیسی اہل عالم میں سے کسی کو نہ دی ہو۔''

ترمذی میں ایک روایت منقول ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے مطالبے پر آسمان سے بنی اسرائیل کے لیے روٹی، گوشت اتارا گیا اور انہیں یہ ہدایت کی گئی کہ اسے کھا لیا کرو اور ذخیرہ اندوزی نہ کرنا اور کل کے لیے اسے بچا کر نہ رکھنا لیکن انہوں نے اس حکم کی کوئی پرواہ نہ کی اور مجموعی طور پر خیانت کے مرتکب ہوئے، جس کی پاداش میں انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا گیا،

یہ روایت ملاحظہ ہو۔

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُنْزِلَتِ الْمَآئِدَةُ مِنَ السَّمَا خُبْزًا وَلَحْمًا، وَاُمِرُوْا أَنْ لَا يَخُوْنُوْ وَلَا يَدَّخِرُوا لِغَدٍ، فَخَانُوْا وَ ادَّخَرُوْا وَ رَفَعُوْا لِغَدٍ، فَمُسِخُوْا قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ)). ((ترمذی ۳۰۶۱ : الدار المنثور ۲۳۵/۳))

''عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ آسمان سے دستر خوان اترا اس میں روٹی اور گوشت تھا، انہیں حکم دیا گیا کہ وہ خیانت نہ کریں، ذخیرہ اندوزی نہ کریں، اور کل کے لیے بچا کر نہ رکھیں، انہوں نے خیانت کی، ذخیرہ اندوزی کی، اور کل کے لیے بچا کر بھی رکھا' تو ان کی صورتیں مسخ کر کے انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا گیا۔''

الدر منثور میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے یہ بیان منقول ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے تین آدمیوں پر بڑا تعجب ہوتا ہے۔

۱۔ طالب الدنیا والموت یطلبه ''دنیا کا متلاشی اور موت اسے تلاش کرتی ہے۔''

۲۔ بانی القصور والقبر منزله ''محلات کو بنانے والا اور حالانکہ قبر اس کی منزل ہوتی ہے۔''

۳۔ ومن یضحك ملء فیه والنار امامه ''جو کھلکھلا کر ہنستا ہے اور جہنم اس کے سامنے ہوتی ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عمر جب تینتیس سال کی ہوگئی تو حکمران وقت ''داؤد بن نورا'' نے انہیں قتل کرنے اور تختہ دار پر لٹکانے کا حکم دے دیا، حکومت کے کارندوں نے آپ کو بیت المقدس کے اس گھر کا محاصرہ کر لیا جس میں آپ موجود تھے۔ جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات جب حکومت کے کارندے آپ کو پکڑنے کے لیے گھر میں داخل ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اس گھر کے روشندان سے آسمان کی طرف زندہ اٹھا لیا اور ایک نوجوان کو جو آپ کی ہم شکل بنا دیا گیا پولیس کے آدمیوں نے اسے پکڑ کر تختہ دار پہ لٹکا دیا۔

قرآن کریم میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف اٹھانے کا بیان اس طرح کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۖ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ○ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○

((آل عمران: ۵۴-۵۵))

اور وہ خفیہ تدبیر کرنے لگے، اللہ نے تدبیر انہی پر لوٹا دی اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔ اور جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ! میں تمہاری زندگی کو پورا کر کے تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا اور ان کافروں سے تجھے پاک کر دوں گا اور جو لوگ تیری اتباع کریں گے انہیں کافروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا، بالآخر تمہیں میرے پاس آنا ہے، میں تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کروں گا جن میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔"

سورۃ النساء میں اس واقعے کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ○ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰي مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ○ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا [illegible] وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا

مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ ((النساء : ۱۵۵-۱۵۹))

''پھر چونکہ ان لوگوں نے اپنا عہد توڑ دیا اور اللہ کی آیات کا انکار کیا اور انبیاء کو ناحق قتل کیا اور کہا کہ ہمارے دل غلافوں میں ہیں حالانکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا رکھی تھی لہٰذا ما سوائے چند آدمیوں کے یہ ایمان نہیں لائیں گے نیز اسلئے بھی کہ انہوں نے حق کا انکار کیا اور مریم پر بڑا بہتان لگا دیا۔ نیز یہ کہنے کی وجہ سے کہ: ہم نے عیسیٰ بن مریم کو قتل کر ڈالا ہے حالانکہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ یہ معاملہ ان کے لیے مشتبہ ہو گیا اور بلاشبہ جن لوگوں نے اس معاملے کو اختلاف کیا وہ خود شک میں مبتلا ہیں انہیں حقیقت کا کچھ علم نہیں محض ظن کے پیچھے ہیں اور یقیناً وہ اسے قتل نہیں کر سکتے تھے بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا تھا اور اللہ زور آور اور حکمت والا ہے اور تمام اہل کتاب (ابن مریمؑ) کی موت سے پہلے ضرور اس پر ایمان لائیں گے اور قیامت کے دن وہ ضرور ان کے خلاف گواہی دیں گے۔''

سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا، آپ کی عمر تینتیس سال تھی۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ آسمان کی طرف سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو جب اٹھایا گیا تو آپ کی عمر تینتیس سال تھی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اہل جنت جب جنت میں داخل ہونگے تو ان سب کی عمر تینتیس سال کی ہوگی۔

حدیث میں یہ الفاظ آتے ہیں:

اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةَ يَدْ خُلُوْنَهَا جُرداً مُرداً مُكَحَّلِيْنَ ابناءَ ثلاثٍ وثلاثين -

''اہل جنت جب جنت میں داخل ہونگے تو وہ کلین شیو، سرگیں آنکھوں والے تینتیس سال کے نوجوان ہونگے۔''

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ سلامت آسمان کی طرف اٹھالیا گیا اور وہ قیامت سے پہلے آسمان سے اتارے جائیں گے، دجال کو ہلاک کریں گے، صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور آسمان سے اتارے جانے کے بعد چالیس سال تک زمین پر رہیں گے، اس دوران روئے زمین پر مثالی نوعیت کا امن قائم ہوگا، پھر وہ فوت ہونگے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھ کر انہیں دفن کریں گے۔

مسند امام احمد میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں یہ تفصیلات موجود ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِی ﷺ قَالَ اَلْاَ نْبِیَاءُ اِخْوَةٌ لعلاتٍ وَدِیْنُهُمْ وَاحِدٌ وَاُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰی وَاَنَااَوْلَی النَّاسِ بعیسی بن مریم لِاَنَّهُ لَمْ یَکُنْ بَیْنِی وَبَیْنَهُ نَبِیٌّ وَاِنَّهُ نَازِلٌ مِنَ السَّمَاءِ فَاِذَارَاَیْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ فَاِنَّهُ رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ اِلَی الْحُمْرَةِ وَالْبَیَاضِ، سَبْطُ کَاَنَّ رَاْسُهُ یقطر وَاِنْ لَّمْ یَصِبْهُ بَلَلٌ بَیْنَ جَمْرَتَیْنِ فیکسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخَنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَ یُعَطِّلُ الْمِلَلَ حَتّٰی تُهْلِكَ فِی زمانه کُلِّهَا غَیْرَ الْاِ سْلَامُ وَیُهْلِكَ اللّٰه فِی زَمَانَه الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ الْکَذَّاب وتقع لِلْاَمْنَةُ حَتّٰی تَرْتَعُ الْاِبِلَ مَعَ الْاَ سْد جَمِیْعًا والنُّمُوْرمع البقر والذئاب مَعَ الْغَنَمُ وَ یَلْعَبُ الصبیان وَالْغِلْمانُ بِالْحِیَّات لَا یَضُرُّ بَعْضَهُمْ بَعْضًا فَیَمْکُثُ مَا شَاءَ اللّٰه اَنْ یَّمْکُثَ ثُمَّ یَتَوَفّٰی فَیصلی عَلَیْهِ الْمُسْلِمُوْن وَیَرْ فِنُوْنَه ((بحوالہ مسند امام احمد: ۲-۴۰۶))

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انبیا علیہم السلام آپس میں بھائی ہیں ان کا دین واحد

میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں آیا وہ آسمان سے اترے گا جب تم اسے دیکھو گے تو پہچان لو گے وہ درمیانے قد کا سرخ سفید رنگ کا ہوگا۔ اس کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے حالانکہ اس کا سر پانی سے تر نہیں ہوا ہوگا اس نے دو زرد رنگ کی چادریں پہن رکھی ہوں گی وہ صلیب کو توڑے گا خنزیر کو قتل کرے گا جزیہ کو ختم کریں گے اس کے دور میں اسلام کے علاوہ تمام ملتیں ختم ہو جائیں گی۔ اور اس کے زمانے میں جھوٹا مسیح دجال ہلاک ہو جائے گا اور زمین میں امن قائم ہو جائے گا یہاں تک کہ اونٹ اور شیر اکٹھے گھاس چریں گے چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چرتے دکھائی دیں گے۔ بچے اور لڑکے سانپوں سے کھیلا کریں گے اور کوئی کسی کو نقصان نہیں دے گا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زمین پہ ٹھہریں گے جتنی دیر اللہ نے چاہا کہ وہ ٹھہریں۔ پھر وہ فوت ہو جائیں گے مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور انہیں دفن کریں گے۔"

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی انوکھے انداز میں ہوئی۔ انہیں بغیر باپ کے پیدا کیا گیا ماں کی گود میں بول کر سننے والوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ انہیں اپنی صداقت ظاہر کرنے کے لئے بہت سے معجزات سے نوازا گیا۔

وہ مٹی کا پرندہ بنا کر پھونک مار کر اسے اڑا دیتے، اندھے کو ہاتھ لگاتے وہ دیکھنے لگتا، کوڑھی کو ہاتھ لگاتے تو اس کا کوڑھ ختم ہو جاتا، مردے کو ہاتھ لگاتے تو وہ جی اٹھتا۔

اس طرح انہوں نے تینتیس سال کا عرصہ اس روئے زمین پر گزارا۔ حکمران وقت داؤد بن نورا نے انہیں قتل کرنے یا تختہ دار پر لٹکانے کا حکم صادر کر دیا تھا۔

جس گھر میں آپ کا محاصرہ کیا گیا حکومت کے کارندے گھر میں داخل ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان پر زندہ اٹھا لیا اور ایک نوجوان کو ان کا ہم شکل بنا دیا گیا، حکومت کے کارندوں نے اسے پکڑ کر تختہ دار پر لٹکا دیا۔ اور یہ اعلان کرنے لگے کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید کی۔ قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو زمین پر اتاریں گے وہ دجال کو قتل کریں گے خنزیر کا خاتمہ کریں گے' صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور پوری دنیا میں امن قائم کریں گے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال کا عرصہ اس زمین پر رہنے کے بعد قضائے الٰہی سے فوت ہوں گے مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھ کر آپ کو دفن کریں گے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں اور قرآنی آیات کا مطالعہ کریں۔

حوالہ جات

www.KitaboSunnat.com

۱۳۔ البخاری	۳۸۷۸
۱۴۔ فتح الباری	۱۳۹۱۷
۱۵۔ تاریخ اصفہان	۱۵۶۲
۱۶۔ کنز العمال	۴۴۹۳۳
۱۷۔ [illegible]	۴۰۰۲
۱۸۔ [illegible]	۲۷۲
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

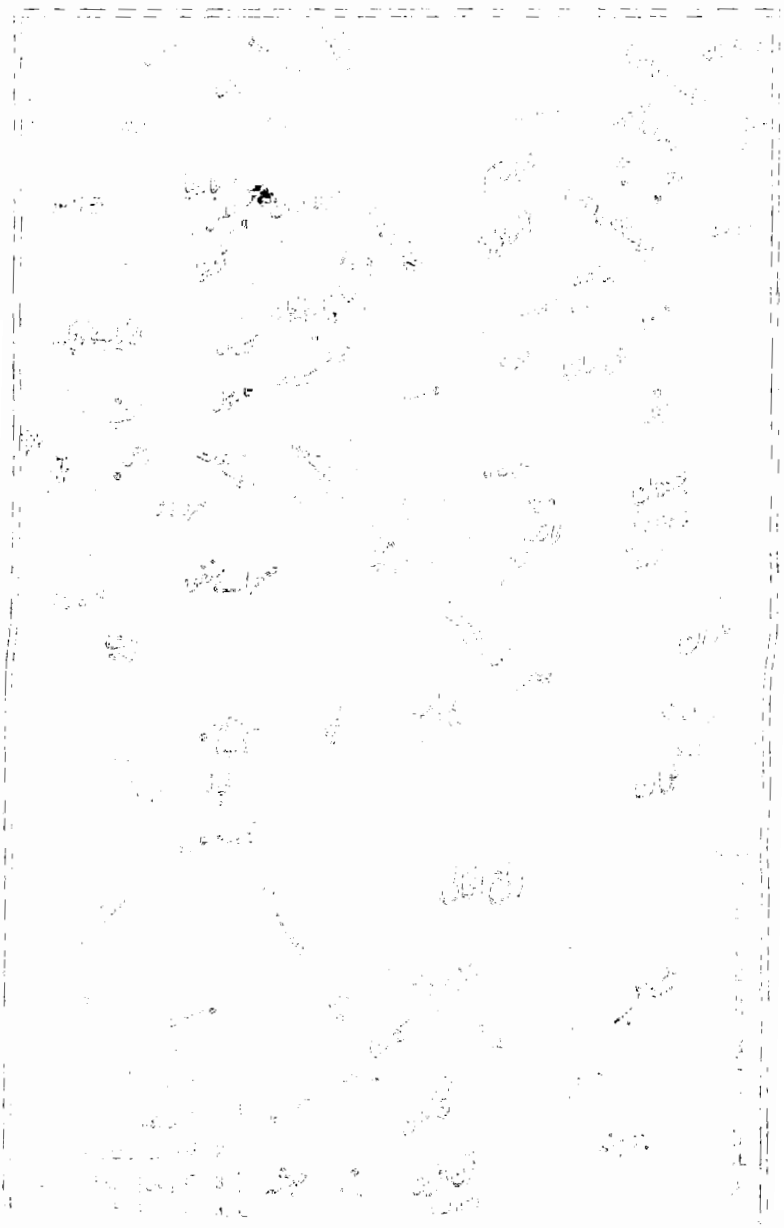

فاقصص القصص لعلہم یتفکرون

نبیوں کی بیویوں کا
ایمان افروز دلنشیں اور دلپذیر تذکرہ

نساء الانبیاء علیہم السلام

اس کائنات میں سب سے پہلا جوڑا سیدنا آدم اور سیدہ حوا علیہا السلام کا تھا۔ اس جوڑے سے قیامت تک نسل انسان میں اور افزائش ہوتی رہے گی۔ نوع انسانی کے اس تسلسل میں کچھ قدسی صفت شخصیات ایسی ہیں، جن کو انبیاءؑ کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ پیش نظر کتاب ''نساء الانبیاء'' میں نو انبیاء و رسل کی دس بیویوں کا ان افروز اور عبرت آموز تذکرہ ہے جسے عربی زبان کی ایک فاضل اجل احمد خلیل جمعہ نے تحقیقی اسلوب سے لکھا اور جس کا رواں اور شگفتہ اردو زبان میں مولانا محمود احمد غضنفر نے ترجمہ کیا ہے۔ اس میں حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہراتؓ کا تذکرہ اس لیے نہیں کیا گیا کہ وہ بذات خود ایک مستقل کتاب کا تقاضا کرتا ہے۔

اس کتاب میں سب سے پہلے روئے زمین کی سب سے پہلی خاتون حوا علیہ السلام کا تذکرہ جمیل ہے۔ جسے تعمیر کعبہ میں اپنے خاوند کے ساتھ شرکت کا اعزاز حاصل ہے۔ پھر نوح اور لوط علیہما السلام کی بدکردار بیویوں کا عبرت آموز بیان ہے، جو اسلام کی دعوت میں رکاوٹ اور اللہ تعالیٰ کے دین میں خیانت کی مرتکب تھیں۔ ازاں بعد سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی اہلیہ رعلۃ کا ذکر ہے جن کے لیے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے پسندیدگی کی سند عطا کی۔ پھر سیدنا یعقوب علیہ السلام کی بیوی راحیل کے سوانح دیے گئے ہیں جو سیدنا یوسف علیہ السلام کی والدہ ماجدہ تھیں۔ اسی طرح سیدنا ایوب علیہ السلام کی اطاعت شعار زوجہ لیا، موسیٰ علیہ السلام کی شرم وحیا سے متصف زوجہ اور سیدنا زکریا علیہ السلام کی بیوی ایشاع کے حیات نامے فراہم کیے گئے ہیں۔ انتہائے آخر میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ازواج سارہ اور ہاجرہ علیہما السلام کے ایمان افروز تذکرے پر اس کتاب کا اختتام ہوتا ہے۔

دور حاضر کی وہ خواتین جو پاکیزہ اور تقویٰ شعار زندگی کی جستجو رکھتی ہوں ان کے لیے یہ کتاب ایک مشعل راہ ہے جس کی روشنی میں وہ اپنے گھروں کی فضا کو جنت نظیر بنا کر عصری طاغوتی ثقافت کے خلاف ایک صالح تمدن کا حصار قائم کر سکتی ہیں۔ مبلغ -/165 روپے بذریعہ منی آرڈر ڈاک سے روانہ فرما کر یہ دلچسپ کتاب گھر بیٹھے حاصل کریں۔

یہ کتاب اپنے ہر قریبی بک سٹال یا ذیلی ایڈریس سے طلب فرمائیں۔

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
E-Mail: nomania2000@hotmail.com
Tel:042-7321865 Mob: 0334-4229127

حیاتِ انبیاء

محمود احمد غضنفر

- سیدنا آدم علیہ السلام
- سیدنا ادریس علیہ السلام
- سیدنا نوح علیہ السلام
- سیدنا ھود علیہ السلام
- سیدنا صالح علیہ السلام
- سیدنا ابراہیم علیہ السلام
- سیدنا اسماعیل علیہ السلام
- سیدنا اسحاق علیہ السلام
- سیدنا لوط علیہ السلام
- سیدنا شعیب علیہ السلام
- سیدنا یعقوب علیہ السلام
- سیدنا یوسف علیہ السلام
- سیدنا ایوب علیہ السلام
- سیدنا ذوالکفل علیہ السلام
- سیدنا یونس علیہ السلام
- سیدنا موسیٰ علیہ السلام
- سیدنا یوشع بن نون علیہ السلام
- سیدنا الیاس علیہ السلام
- سیدنا داؤد علیہ السلام
- سیدنا سلیمان بن داؤد علیہما السلام
- سیدنا زکریا علیہ السلام
- سیدنا یحییٰ علیہ السلام
- سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام

H17

9 504273 218750

حق سٹریٹ
اردو بازار لاہور
7321865

NOMANI